INSHĀ-I-HĀDIN-NISĀ.

PERT I.

Being a series of letters illustrative of the language and sayings of the Mahomedan Women of India, as daily used by them in their communications with one another.

Prepared at first at the suggestion of Dr. S. W. Fallon, late Inspector of Schools Behar Circle, Bengal. Now at the request of the Public thoroughly revised, and more interesting matter added.

BY

M. SAIYID AHMAD,

Supdt. Govt. Educational Press, Lahore and Author of the Kanzul Fawāid, Armugān-i-Dihlí, Tahrir-un-Nisā &c., &c.

انشای ہادی النساء



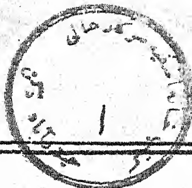
حصہ اوّل

حسب [illegible] منشی سید احمد صاحب دہلوی سپرنٹنڈنٹ مطبع سرکاری لاہور مصنف ارمغانِ دہلی
تحریر النساء کنز الفوائد وغیرہ وغیرہ نے سابق میں جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فیلن صاحب
بہادر سابق انسپکٹر مدارس صوبہ بہار کے ارشاد سے بیگماتِ دہلی کی بول چال
اور رسوم روزمرہ کے موافق تصنیف کرکے چھاپا تھا اب دوسری مرتبہ
از سر نو ترمیم و نظرِ ثانی کے بعد [illegible] باتیں بڑھاکر

سنہ [illegible]

مطبع ناراینی دہلی میں منشی نراین داس کے اہتمام سے چھپوایا

(حق تصنیف محفوظ [illegible])



طلب العلم فریضة علیٰ کلّ مسلم و مسلمة

ہدایت

بولو اسنتی ہو؟ جس تعظیم اور ادب سے تم اپنے بڑے بوڑھوں سے
مخاطب ہو کر گفتگو کرتی ہو یا جس محبت اور پیار سے اپنے چھوٹوں سے
ہو وُہی تمہارے **القاب** ہیں اور جن الفاظ سے تم اپنے بزرگوں
کے سر جھکاتی یا اپنے چھوٹوں کو دعا دیتی ہو وُہی تمہارے **آداب**
ہی اس بکھیڑے میں نہ پڑو کہ جب تک ہمیں مردوں کیسے القاب و
آداب یاد نہ ہو جائیں ہم کیا خط لکھیں اور کیونکر قلم اٹھائیں۔ اس پیروی
سے تمہاری باتوں کا اثر۔ تمہاری ذاتی لیاقت کا ہنر۔ خاک میں ملجاتا ہی
اور وہ خط مردانہ ہو جاتا ہے۔ کیا تمہارے بول انمول نہیں ہیں جو
تم اُن پر خاک ڈالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان کے قدرواں دنیا کے پردہ
سے اُٹھ گئے جو تم اس جنس کو اپنے سر سے ٹالتی ہو؟ کیا تمہاری زبان
روتوں کو ہنسانے اور ہنستوں کو رلانے کی قابلیت نہیں رکھتی ؟ کیا تم
اپنے انہیں الفاظ سے زیروں کو شیر اور شیروں کو زیر نہیں
کر سکتیں ؟ کیا تم چاہو تو اپنے احدی بچوں کو چالاک اور ڈرپوکوں کو
دلیر بنالو؟ انصاف سے پوچھو تو خدا تعالیٰ نے کسی خاص فرقہ پر کوئی
چھاپ نہیں رکھی انسان انسان سب ایک ہیں ان میں مرد

ہوں تو اور عورتیں ہوں تو ۔ حبش میں ایک ملک ایسا ہے کہ وہاں
عورتوں ہی کی فوج اور عورتوں ہی کا انتظام ہے لڑائی پر یہ چڑھتی ہیں
چور یہ پکڑتی ہیں ۔ جس طرح مرد بہادری کے تمغے پاتے ہیں اسیطرح
پاتی ہیں ۔ یوروپ اور امریکہ میں بھی ڈاکخانوں اور اسپتالوں میں
اکثر عورتیں بھرتی ہوجاتی ہیں بلکہ اب تو اخباروں کی نامہ نگاری بھی کرنے
لگی ہیں **غرض** پروردگار عالم کے نزدیک سب یکساں ہیں جو کام
انسان کے ہیں وہ ہر ایک انسان سے ہو سکتے ہیں چونکہ ابھی تک کوئی
ایسی انشا نہیں بنی تھی جسمیں روز بروز کام پڑنے کی باتیں خاص عورتوں
کی بول چال میں اس طرح لکھی گئی ہوں جس طرح وہ آپس میں بولتی چالتی
اور بے تکلفانہ گفتگو کرتی ہیں یعنی اگر بھولے بھالے بچے ہیں تو اُن کی
سے بھول پن برستا ہو اور جو بڑے بوڑھے ہیں تو اُن کے الفاظ
بڑپن نکلتا ہو ۔ برابر والیوں سے آپس کی بے تکلفی ۔ نوکروں سے اُن
کی خدمت گزاری اور خیر خواہی پائی جاتی ہو ۔ خوشی میں خوشی کا اور
غم میں غم کا سماں بندھے ۔ جو پڑھے اُسکا دل لگے ۔ اِدھر خط دیکھا اُدھر
جواب پر نظر پڑی جو بات ایک عمر میں آتی چار دن میں آگئی اسلئے میں
نے ۱۸۷۵ء میں ڈاکٹر فالن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار
کے فرمانے سے یہ کتاب انشائے **ہادی النسا** انہیں خوبیوں کے
ساتھ لکھی ۔ کہ کتاب کی کتاب سہیلی کی سہیلی انشا کی انشا ۔ سہیلی
کی سہیلی ۔ خدا تعالیٰ کی عنایت سے ایسی مقبول عام ہوئی کہ اب دوبارہ
ترمیم کرکے چھاپنے کی نوبت پہنچی اور اس فن کی تکمیل کے واسطے
دوسرا حصہ بھی لکھکر چھاپنا پڑا ۔ ہادی النسا وہ سہیلی ہے جو

مانگے اور نہ روٹھنے کو جانے۔ ہنسنے میں بھی شریک اور رونے میں بھی شریک۔ غرض تنہائی کی ہٹانے والی اور ہر حال میں دل کی بہلانے والی ہے اسکی عبارت پڑھنے کا وہی ڈھنگ ہے جو باتیں کرنے کا ہوتا ہے۔ اس کتاب کی چار فصلیں ہیں **پہلی فصل** میں بڑی بوڑھیوں کے نام خط معہ جواب (اس میں دو ایک خط میاں بیوی کے بھی ہیں۔) **دوسری میں** بہنوں بہنوں کے خط اور اُنکے جواب **تیسری** میں برابر والیوں کے نام خط اور اُنکے جواب **چوتھی** میں انّا۔ چھوچھو۔ ماما۔ اصیل وغیرہ کے نام خط اور اُنکے جواب۔ اگرچہ بظاہر اسکا حجم کم معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں نفس کتاب میں کچھ کمی نہیں ہوئی بلکہ بعض خط اور عمدہ عمدہ ذکر بڑھائے گئے ہیں البتہ جب فرہنگ ہر ایک فصل کے بعد علیحدہ لکھی ہوئی تھی اب صرف مشکل الفاظ کے معنی فٹ نوٹ میں لکھدیئے ہیں تاکہ ڈھونڈنے کی دقت نہو اور پاس کے پاس ایک رہبر موجود ہو گو انکی بھی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اکثر مردان الفاظ کے نہ سمجھنے کے باعث انشا کا پورا پورا لطف نہیں اُٹھا سکتے تھے اس سبب سے یہ تدبیر کی گئی فقط سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ایجوکیشنل پریس لاہور

پہلی فصل

بڑی بوڑھیوں کے نام خط اور اُنکے جواب

(۱) دادی جان! تمہارے قربان یہ تو کہو تمنے ابکی عید میں میرے [illegible] لئے کیا کیا بنایا ہے؟ جوبی آپا ایک ایک سے کہتی پھر [illegible] حب ماہ متی پوتی کے لئے تو جھمجھماتے گوٹے کناری

چمکتے ہوئے

کے کپڑے - گھنگروؤں کی ٹاٹ[۱] بافی جوتی - ہاتھوں کے کنگن پاؤں کے کچھے بنوائے گئے ہیں"۔ جب میں نے کہا اور بی تمہارے واسطے تو بولیں کہ "لو ہمسار[۲] کے غریبوں کو کون پوچھتا ہے"۔ بھلا دادی جان اس میں جلنے کی کیا بات تھی چھوٹوں کو تو سبھی چاہا کرتے ہیں۔ اتنی بڑی بیوی کو کون پیار کرے۔ تم دیکھنا جب میں لال لال کپڑے اور گہنا پہن کر چھم چھم[۳] کرتی ہوئی عید کو آداب کو آؤنگی اور ڈھیر عیدی کے روپے لے کر جاؤں گی تو کتنا انگاروں[۴] پر لوٹینگی فقط

اصغری خانم ۔

جواب[۲] بیٹا[۵] اصغری! تم جتنی چھوٹی ہو اتنی ہی کھوٹی ہو۔ تمہاری حرفت[۶] کو میں ہی خوب جانتی ہوں تمہیں منہ کیا لگایا کہ تم سر[۷] ہی چڑھ گئیں۔ کیوں بی تم میری بڑی پوتی کو مجھ سے لڑوانا چاہتی ہو۔ تا ب[۸] تو مجھے دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ جو تمہیں دونگی انہیں پہلے دونگی تم اپنے جلے[۹] پھپولے نہ پھوڑو۔ اور آگے پیچھے بڑی بہن کے حق ایسے سخت کلمے نہ بولو۔ نہیں تو تمہیں جانو گی؟ ہا![۱۰] تم کیسی اشراف زادی ہو آپا کا درجہ ماں سے کم سمجھتی ہو؟ لو اللہ حافظ

خط[۳] دادی اماں! تمہیں خبر بھی ہے بی آپا[۱۱] آئے دن میرا کلیجہ کوٹا کرتی ہیں۔ سو دشمنوں کی ایک دشمن ہیں۔ چھری[۱۲] کو پائیں تو مجھکو نہ پائیں

---

۱ کامدار تار بافی ۲ ہم جیسے ۳ چھن چھن زیور کی جھنکار ۴ جلنا رشک کرنا حسد کرنا ۵ لاڈ سے بیٹی کو بھی کہتے ہیں ۶ چالاکی عیاری ۷ ربط و اخلاص بڑھانا ۸ گستاخ ہونا ۹ بغض نکالنا - دشمنی کرنا ۱۰ کلمہ تاسف ۱۱ بڑی بہن ۱۲ دل جلانا ۱۳ مار ڈالیں ۔

کبھی تو اماں کو لگا دیتی ہیں کہ "اماں جان اسکا سینے پر ذرا دیدہ نہیں ٹکتا + کبھی استانی جی کو سنکار دیتی ہیں کہ دیکھو آتو جی کتاب کھلی رکھی ہے - شیطان پڑھ رہا ہے - بجّی ہے کہ سارے گھر کے جاں لیتی پھرتی ہے + ادھر سے اماں مارتی ہیں اُدھر سے استانی جی گھُرکتی ہیں مجھ کمبخت کی بیٹھے بٹھائے شامت آجاتی ہے + میرا تو انکے ہاتھوں سے ناک میں دم ہے - اور آپ انہیں کو بکوں پر انکا ادب کرنے کو کہتی ہیں خیر تمہارا کہنا سر آنکھوں پر مجھے اس میں بھی انکار نہیں مگر ذرا تم انہیں بھی سمجھا دینا + لیجئے آداب فقط

جواب میری جان تیرا اللہ نگہبان - دیکھ تو بیوی بیٹیاں یوں اپنے بڑوں کا کہنا مانا کرتی ہیں + شاباش شاباش + اے لے اس خوشی میں تیری گڑیا کے بیاہ کیواسطے پانچ روپے بھیجتی ہوں جس دن چھٹی ہو اسکا کھانا پکا کر چار لڑکیوں کو لے بیٹھیو

خط نانی اماں! میرا آداب لو اور جو جو چیزیں میں مانگتی ہوں انہیں بھیجدو - تم جانتی ہو کہ مجھے اپنے ننّے بھائی سے اَت گَت محبت ہے - دن بھر گودی پر چڑھائے چڑھائے پھرتی ہوں - پر اسکے کھلانے کی باتیں نہیں جانتی + مجھے یاد ہے کہ ایک دن تم بڑی آپا کے بیٹے کو پیارے پیارے بولوں سے کھلا رہی تھیں - اور وہ خوش ہو ہو کر کلکاریاں مار رہا تھا کیا اچھی بات ہو! جو تم مجکو بھی وہی باتیں

لہ بہکانا عہ دل نہیں لگتا سہ اٹک دینا کہ بیہودہ پھرنا ہ ناحق لہ جی بیزار ہے ہ بچپن - افعال ہ بدل وجان منظور ہ محافظ لہ اشراف زادیاں لہ ازحد کلہ ہنسنا - ٹھٹا مارنا صرف بچے کے لئے بولتے ہیں +

لکھکر بھیجدو - تُو خُدا حافظ

جواب[۱] میری سُگھڑ بنّو! تیرے ہاتھ کا لکھا دیکھ [illegible] غ باغ ہوگیا
بھلا جس کی ایسی دست[۲] و قلم پیاری نواسی ہو [illegible] کسی چیز کا
کیونکر دریغ[۳] کروں؟ بیٹی جو مُجھے دو چار بول یاد ہیں [illegible] اوپر سے
صدقے اور قربان ہیں - تیرے ماموں کی اَنّا[۴] جس طرح بچوں کو بہلایا
کرتی تھی وہی باتیں مجھے یاد ہوگئی تھیں سو بھیجے دیتی ہوں

بچّے کھلانیکے فقرے

(۱) میاں آوے دُوروں سے + گھوڑے باندھوں کھجوروں سے
(۲) میاں آوے کیوں کر جانئے + گھوڑے کی ٹاپ پہچانیے
(۳) میاں آوے دوڑ کے + دشمن کی چھاتی توڑ کے (۴)
میاں کو لاؤ ری مائی + کھلاؤ دودھ ملائی (۵) میاں آوی علی علی +
پھول بکھیروں گلی گلی (۶) جگ مُگ جگ مُگ جگ جیا کرو + دُودھ
ملیدہ پیا کرو (۷) میاں کو لارے ہیرا[۵] + باجے گال تال مجیرا (۸) رکن
مارا کن گوٹا + میرے راے چمپے کا بوٹا + چھم چھم کرتی آئی ری چڑیا +
میرے ننّے کا منگنا[۶] لائی ری چڑیا (۱۰) چھی چھی پرچھی چھی کوّا کھائے +
دُودا بھاتا ننّا کھائے (۱۱) آ بیٹے کچھ دُونگی + تیرے مُکھڑے کی بَپّی[۷] لُونگی
تجھے لال سے بنّو دُونگی + پھندنا سا بچّہ لُونگی (۱۲) ڈنگ ڈنگ

---

۱ لکھی پڑھی ۲ افسوس ۳ دودھ پلانے والی نوکر ۴ ہیرا من طوطا مراد قاصد خوش خبر دیتے وقت بہلانے کا فقرہ ہے - اسے بچّہ چپ ہو رہتا ہے کمال خوشی ۵ نسبت منگنی ۶ مُنہہ دُھلاتے وقت کا فقرہ ہے ۷ بوسہ

دنگا[ا] نا کرو + میاں کا منگنا کرو + میاں کے ساسرے[۲] چلو + میٹھے میٹھے[۳] چوہے کھاؤ + میٹھا میٹھا شربت پیو (۱۳) چندا ماموں[۴] دور کے۔ بڑے پکاویں بور کے + آپ کھاویں تھالی میں + ہمکو دیویں پیالی میں پیالی گئی ٹوٹ[۵] + چندا ماموں گئے روٹھ + پیالی آئی اور + چندا ماموں آئے دوڑ +

لو کیا یاد کرو گی بیٹیوں کے کھلانے کی بھی وہ باتیں لکھی دیتی ہوں انہیں بھی دھیان میں رکھنا (۱۴) بیوی رہی تو بائی[۶] + چھنگلے[۷] دن آئی۔ جیئیں تیرے باپ اور بھائی (۱۵) بیوی بیٹیاں + چھپر کھٹ میں لیٹیاں + مارے مغروری کے جواب ندیتیاں (۱۶) اکھو[۸] لکھو میری بیوی کو اللہ رکھو فقط

خط ۷ اماں بی! تمنے تو آپا جان کے ہاں اچھی چھاونی چھائی۔ اللہ! کسی ڈھب وہاں سے نکلنے کو جی نہیں چاہتا + اچھی کیا مجھ کمبخت کی محبت اڑگئی[۹]؟ اچھی کیا اب میں وہ بیٹی نہیں رہی؟ اچھی میں پوچھتی ہوں اب تمہیں میرے بن کیوں کر کل پڑنے[۱۰] لگی؟ دیکھو بی میرا تو اب بھی یہ حال ہے کہ جب منہہ اندھیرے اٹھتی ہوں تو آداب کیوا سطے کونے کونے ڈھونڈتی پھرتی ہوں پر تم یہاں ہو تو پاؤ- میری صورت دیکھو اپنی دکھاؤ- وہ تو میں ہی دیوانی باؤلی ہوں جو روز آیا ہوا جانتی ہوں + جب رستہ دیکھتے دیکھتے دم

[ا] دنگا [ا] سسرال [۳] رات کے وقت چاند دکھا کر یہ باتیں کرتے ہیں [۴] رانی [۵] سبھہ گھڑی [۶] آنکھہ اور لکھہ سے یہ لفظ بنا لیا ہے جب رات کے وقت چراغ کے سامنے بچہ کو لیکر بیٹھتے ہیں تو چراغ کی لو تک ہاتھ لیجاتی ہیں اور پھر بچہ کی آنکھوں اور منہہ پر پھیر دیتے ہیں [۷] جاتی رہی [۸] چین +

الٹ[۱] جاتا ہے تو اللہ میاں سے دعائیں مانگتی ہوں کہ الٰہی تو اپنی خدائی کا صدقہ میری اماں کو جلدی سے بلا دے - تیرے نام کی دو کوڑیاں دونگی - جانے انکے دشمنوں کی جان کیسی ہوگی جواب تک کوئی پرزہ سا رکا نہیں لکھا دیکھو بی اماں ! میں کہے دیتی ہوں تمہیں میری جان کی قسم آؤ آؤ آؤ مجھ سے تمہارے گھر کے پیچھے اپنا لکھنا پڑھنا خاک نہیں ہوتا پھر تم جھنجھلاؤ[۲] تو میں نہ جانوں ؟

جواب میری بنگالے کی مینا ! تیرا منہہ سے بولنا[۳] خط آیا + کلیجہ ٹھنڈا ہوا - چھاتی سے لگایا + کئی دن سے تیری طرف دھیان لگا ہوا تھا - میں یہاں تھی جی وہاں پڑا تھا + بیٹی اب میں آئی کی آئی ہوں - تیری بہن چھٹی نہائی - اور میں آئی + مجھے خود خیال ہے کہ میری صغرا کا جی گھبراتا ہوگا - بیٹا جہاں تمنے اتنے دن صبر کیا وہاں دو دن اور بھی جھیل لو + مینے اپنی بیٹی کیواسطے ڈھیر سے گونّد مکھانے اور سٹھورا رکھ چھوڑا ہے - جب آؤنگی تو اور بھی بہت سی چیزیں خرید کر لیتی آؤنگی + اپنی استانی کو میری طرف سے پوچھ دینا - اور کہنا کہ جب تک میں آؤں میری صغرا کو گھبرانے نہ دیں - سات برس کی بساط[۴] ہی کیا ہوتی ہے سارا گھر اُسی پر نہ چھوڑ دیں +

خط ۹[۵] اماں جان ! ہا[۶] ! مجھے یہ امید نہ تھی کہ تمہارے برا چاہنے والے بیمار پڑیں اور تم اُس بندی کو خبر تک نہ کرو - وہ تو خدا بیچاری کلمچین[۷] کا بھلا کرے جس نے ڈرتے ڈرتے اتنی بات کہی کہ بیگم تمہاری اماں جان کی طبیعت جی جم اچھی[۸] ہے ایک خط بھیجکر انکی خبر منگا لو + بھلا بی کوئی ایسا بھی غضب کرتا ہے کہ بیٹی کے ہوتے اُسے خبر نکرے - اگر

۱ دم گھبر جانا ۲ خفا ہو ۳ دل خوش ہوا ۴ حقیقت ۵ والدہ صاحبہ ۶ افسوس ۷ لونڈیوں باندیوں کا نام ہوتا ہے ۸ اچھی نہیں ہے ۱۲

اگر خدا نہ کرے ایسی ویسی ہوئی تو میں کس کی ماں کو ماں کہکر پکارونگی
بس بی تم خدا کو مانکر جلدی اپنی بیماری کا حال لکھو جو میرے دل کو صبر آئے
واہ اے میرے دل کی کنجی! خدا تیری ہزاری عمر کرے۔ بنو جب
ترا خط آتا ہے گویا تجھے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتی ہوں + آج پانچ اگلے
دس دن ہوئے کہ میرے منہہ میں اڑکر کھیل نہیں گئی۔ پندرہ بیس
دن سے پڑی کھٹیا سے رہی ہوں + بخار نے خدا وستار رکھا ہے۔
کھانسی جدی جان کو آرہی ہے۔ دست الگ جا رہے ہیں + منہہ
بھر بھراٹ۔ پیٹ پر ورم۔ پاؤں پر سوجن الگ ہے۔ غرض
ایک جان اور ہزار بیماریاں ہیں۔ تمہیں کیوں کر لکھوں کہ اس
بیچینی میں پڑی ہوں۔ اگر تمہارا اتنا سا جی کڑھ گیا تو میاں بندی کو
کون تسلی دیگا۔ نہیں۔ ماما! تم اپنا دل بھاری نہ کرنا کس کے ماں باپ
سدا رہے ہیں جو تم اپنی ماں کو بچا رکھوگی + میرا جی تو نہیں چاہتا پر
بیٹی تیری خاطر سے پیشہ ٹھیکری کر دیا ہے + اے لو تم اپنی قسمت
تو دیکھو جوں جوں علاج ہوتا ہے مرض اور بڑھتا ہے۔ بچنے کے
آثار نظر نہیں آتے + بیٹا جسطرح ہو سکے خط میں دیر نکرنا۔ میری یہی
دعا تھی کہ میں اپنی بیٹی کو بگھر بار کا چھوڑ کر جاؤں سو خدا نے میری
سن لی۔ مگر دیکھو تم میری اس خوشی کو خاک میں نہ ملانا۔ نہیں تو
میری ارواح بیچین رہیگی اگر تمہارا میاں سیدھا جا ہوتا۔ اور

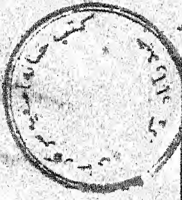
برائے خدا ۔ ہمراز ۔ رفیق ۔ ہزار سالہ عمر ۔ مخفف بانو مگر یہاں ایک محبت کا
کلمہ ہے جسکے معنی بیوی ۔ بیگم وغیرہ خیال کرنے چاہئیں ۔ صاحب فراش ہوں ۔ ستارہی
یعنی تمکو ۔ پیچ اٹھانا ۔ روپیہ کی حقیقت نہ سمجھنا ۔ بیاہی ۔ خلیق ۔ خوش مزاج ۔ موافق

تم کالے کوسوں نہ ہوتیں تو ایک نظر صورت ضرور دیکھ لیتی۔ خیر دور کا سفر ہے۔ جتنی جلدی
ہو اتنی اچھی ہے۔ اب قیامت میں یاد کرکے ملیں گے۔ دیکھو تم بھی بھول نہ جانا میری
چھاتی پر پتھر رکھکر اتنا خط لکھا ہے۔ بس اب تمہیں خدا کی امان میں سونپکر سیدھی
میاں کے گھر چلتی ہوں فقط +

خط ۱۱ — ہئے ہئے خالہ جان! ہے ہے خالہ جان! وہ بندی تو ابھی سے
بن میّا کی ہوگئی۔ میں کیا جانتی تھی کہ میری ماں دو دن میں چٹ پٹ ہوجائیگی۔ اپنی
کہیگی نہ میری سنیگی + ہائے امّاں تمنے مجھے کسپر چھوڑا۔ ہائے امّاں اب میں کسے میکے
میں جاکر دیکھونگی۔ ہائے اب کون میرے دلکی سنیگا۔ ہائے اب کسکو میرا درد آئیگا
ہائے اللہ میں نے کونسا بڑا بول بولا تھا جس سے میری میّا کو اٹھالیا۔ اے میرے خدا
میں نے کیا گناہ کیا تھا جو میرے آگے آیا۔ اے میرے خالق مجھے انکی صورت تو دکھا دی
ہوتی! اے میرے مالک انہیں اپنے بچوں کا سکھ تو دیکھ لینے دیا ہوتا! ہے ہے ایسے
میرے ننھے ننھے چھلروا سے بھائی کس کس کی ٹھوکریں کھاتے پھرینگے۔ ہے ہے
اب انہیں کون چھاتی سے لگاکر رکھیگا۔ خیر میرے میاں جو تو نے کیا تیرا شکر
ہے۔ تو اپنے کام آپھی خوب جانتا ہے + خالہ جان کل اُن بہشتن کی سناونی
آئی تھی آج تمکو خبر دی۔

جواب ۱۲ — میری لاڈو خدا تجھے صبر دے۔ اور اُن مرنے والی بیوی کو
جنت نصیب کرے۔ وارثی رونے دھونے سی کیا ہوتا ہی۔ اُلٹا مُردہ پر عذاب ہوتا ہی۔ خدا کھو

۱ نہایت دور ۲ سخت دل کرکے ۳ خدا تعالے ۴ حرف ندبہ و ماتم۔ افسوس
افسوس ۵ افسوس ۶ دفعتہً مرجانگی ۷ غمخواری و غمگساری ۸ کلمہ نخوت ۹ پھول کی مانند
خوبصورت ۱۰ درد مندی سے رکھنا ۱۱ خبر مرگ ۱۲ قرابت شوم +



تم تو دست و قلم پڑھی گئی - سننے مسئلے سے واقف ہو - پھر ایسی حرکت کیوں کرتی ہو؟ اِس سے تو اُنکے حق میں دُعا کرو - کچھ پڑھکر بخشو - للہ اللہ دو - جس سے اُنکی ارواح خوش ہو - اِس طرح بیان کر کر کے رونا اور جان کھونا منع ہے - جو کچھ گزرے دل پر گزرے - مُنہہ سے ... آپ نہ نکالو - فقط +

خط ۱۳ - اُستانی جی! آداب - جب سے آپ فرید آباد سدھاری ہیں میں نے یہہ وتیرہ باندھ رکھا ہے کہ اوّل تو اُٹھتے ہی ایک سیپارہ پڑھ لیتی ہوں اُسکے بعد اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو دوہراتی ہوں - پھر دو چار سطریں آگے ... کر کے لکھنے بیٹھ جاتی ہوں - اِتنے اور لڑکیاں بھی اپنی خواندگی پھیر لیتی ہیں - جہاں وہ پڑھ چکیں اور میں نے اُنکو سبق پڑھا دیا - اِتنے میں ... جان باہر سے کھانا کھانے آجاتے ہیں - جو کچھ میں نکال رکھتی ہوں اُسے سن سُنا کر آگے سبق پڑھا جاتے ہیں - جب یاد ہو جاتا ہے تو سینا پرونا لے بیٹھتی ہوں - آپ خاطر جمع سے جاہیں جب آئیں - میں نے سارا مکتب سنبھال رکھا ہے - لیجئے آداب - فقط

جواب ۱۳ - اُستانی کو شاد اور اپنے سبق کو یاد کرنے والی بیگم! خدا تجھے موتیوں میں سفید اور سونے میں پیلا رکھے - تیرے اِس سلیقے کو دیکھکر دل سے دُعا نکلی - میرا دل وہیں پڑا تھا - لیکن بیماری ماندگی سے لاچار تھی - ذرا دم میں دم آیا - اور میں نے اپنے آپ کو وہاں پہنچایا - اللہ رکھو اب تو تمہاری چھوٹی بہن بھی اُردو فارسی

---

۱ خدا کی راہ میں ۲ خلاف شرع ۳ تشریف لیجانا ۴ پھیرنا - گردان کرنا ۵ آموختہ ۶ بیماری ۷ ناچار ۸ طاقت ۹ سیپارہ - تیسواں حصہ قرآن کا

کے حرف خاص طرح اُٹھانے لگی ہو گی؟ دیکھنا کوئی اُسے ساتھ پڑھنے
کی عادت نہ ڈالدے۔ نہیں تو میری کی کرائی محنت اکارت جائیگی۔
جہانتک ہو سکے اُسے طبیعت پر زور ڈالنے دیں آپ ایک حرف
نہ بتائیں اُسی سے نکلوائیں۔ جب میں آکر مکتب کو اچھا دیکھونگی تو
سب کو گاڑیاں بھر کے شاباشی اور دو دو دن کی چھٹی دونگی + تو
تمہیں اللہ کی امان

خط ۱۵ پھپھی اماں کو میرا آداب پہنچے + حضرت میرے آپ کی برخوردار
کی بات ایسی جگہ لگائی ہے کہ آپ بھی سُنیں تو اش اش کریں +
ہڈی ایسی جسے کہتے ہیں + گھرانا ایسا کہ چراغ لیکر ڈھونڈو تو نپاؤ +
لڑکی صورت شکل میں ایسی کہ حور کو چھپاؤ اور اُسے نکالو + رنگ
جیسے شہاب یا انار کا دانہ۔ نقشہ چاند سا گول بہت ٹھیک۔
نک سک سے درست + کٹورا سی آنکھیں۔ ستواں ناک۔ بوٹا سا
قد۔ لمبے لمبے بھونرا سے بال۔ جٹی جٹی بھویں + باتیں کرتی ہو تو منہہ
سے پھول جھڑتے ہیں۔ جب کچھ پڑھتی ہے تو موتی پروتی ہے۔

لہ بخوبی عہ پہچاننا سہ برباد کہ نہایت خوش ہونا۔ واہ واہ کرنا یہ
لفظ عربی میں اشاش تھا جسکے معنی خوشی منانے کے آئے ہیں۔ اُردو والوں نے اسی
کو بگاڑ کر اش اش کرلیا اور یہانتک ہاتھ صاف کیا کہ عین سے عش عش لکھنے لگے
اور اپنے ذہن میں خلاف قاعدہ عیش اسکا مادہ بھی قرار دے لیا حالانکہ اس
عشعش کے معنے گھونسلے کے ہیں اُن کو چاہیے کہ ذرا منتخب اللغات منتہی الارب
قاموس وغیرہ کو بھی دیکھ لیں ھہ اصل نسل حسب نسب لہ نمک بفتح نون سیک بکسر ہے مگر
بولچال میں بکسر نون وبضم سین آتا ہے۔ از سر تا پا۔ ایڑی چوٹی تک ۔ خوش تقریر ہونا ۔ اچھی طرح لفظ ادا کرنا

بس جی یہی چاہتا ہے کہ اُسکی باتیں سُنا کروں اور دن بھر بیٹھی
صُورت تکا کروں۔ آگے سُگھڑ[1] ویسی ہی۔ دسوں اُنگلیاں دسوں
چراغ[2]۔ پڑھی گُنی دست و قلم + میں اپنی آیڑھی[3] دیکھوں گیارہ برس
کی جان نے بیسیوں کتابیں اُلٹ ڈالیں + خط ایسا سُتھرا لکھتی
ہیں تم سے کیا کہوں + اپنی ماں کی اکلوتی ہے + اِنکے باوا
نہ میں بڑے چڑھے بڑھے تھے۔ انگریزوں کے وقت میں
ب دَور دَورا رہا۔ اب بھی خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے دس
تے ہیں + پھپھی آماں اس گئے گزرے وقت میں بھی اتنا دان
کہ گھر بھر کا بھر یگا + اُنہیں روپیہ پیسہ کچھ نہیں چاہیے۔ وہ
ہڈی میں ہڈی[4] اور پیوند میں پیوند مجائے + اگر تم کو یہ بات
منظور ہو تو ایک رقعہ لکھوا کر میرے پاس بھیجدو۔ میں مشاطہ کر ہاتھ
اُن کے ہاں بھیجدونگی + جب بات چیت ہو جائے تو کوئی اچھا
دن دیکھکر مُنہ میٹھا[5] کر دینا + آگے تمہیں اختیار ہے میں اپنے
حق سے ادا ہوگئی فقط

جواب ۱۶ آبادی جان! تمہیں اللہ کی امان۔ یہ بات جو تمنے ٹھیرائی
ہے میں اس سے ایسی خوش ہوئی کہ گھر بھر میں پھُولی نہ سمائی۔
اور جب تمہارے پھُپّا نے سُنا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے کہ شادی
ہو اور یہاں ہو + تمہارے بھائی سعادت علی کی باچھیں[6] بھی کھِل گئیں

[1] سلیقہ مند۔ [2] ایک ایک انگلی ایک ایک ہنر کے چراغ سے روشن ہے
[3] چشم بد دور [4] جہیز [5] ذات میں ذات نسل میں نسل [6] مناطہ نگیٹی
کرنا [7] خوش ہونا +

ابھی سے اتراتے پھرتے ہیں کہ او ہو جی ہمارا تو بیاہ ہوگا۔ میں دیکھتی ہوں اِن نانی کے بچوں کو بڑوں سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ بُوا اِسما انکو سُنکر ہزاروں دُعائیں نکلیں۔ خدا تمہیں اپنے بچّوں کا سہرا[1] دیکھنا نصیب کرے۔ اگر تم اسباب کو ٹھیک ٹھکاو[2] کردو تو جھٹ[3] منگنی پٹ بیاہ ہو جائے۔ دیکھو اِسمیں نہ چوکنا۔ گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ خدا نے چاہا تو جمعہ تک میں بھی آؤنگی۔ تمہارے بھائی امتحان تھا اِس سے آج نہ آسکی۔ بیٹی! اگر یہ بات ہو جائیگی تو میں تمہیں بہت سا خوش کرونگی اور سب بہنوں کو منہہ مانگا نیگ[5] بھی دونگی۔ فقط

خط ۱۷۔ ممانی اماں! چاند دیکھئے تمہارے غفور کی شادی ہے۔ دُلہن والونکی طرف سے بیاہ کی تاکید پر تاکید آرہی ہے۔ لڑکی کا باپ باہر سدھارنے[6] والا ہے پھر برسوں پر بات جا پڑیگی۔ تم جانتے ہو کہ آدمی بیٹی والوں کا اڑایا اڑ ہے اور بیٹے والوں کا روکا نہیں رکتا۔ جب کچھ نہ بنی تو مدار[7] کی نویں کو مہندی دسویں کو ساچق[8]۔ گیارھویں کی برات ٹھیرائی اگر تم جلدی سے آجاؤ تو درستی سے سارا سر انجام ہو جائے۔ اور جو تمہارے آنے میں دیر ہو تو مجھے بڑی سامان لکھ کر بھیجدو جو میں سے لگتے ہاتھ اِن چیزوں کو ابھی سے خرید کر رکھ چھوڑوں کیونکہ وقت کے وقت پر اچھی چیز ہاتھ نہیں آتی اور اِدھر سے سمدھیانے میں ناک[9] کٹتی ہے

---

(۱) بیاہ کرنا (۲) ٹھیرانا مقرر کرنا (۳) اِدھر منگنی اُدھر بیاہ۔ دونوں ساتھ (۴) بہنوں کا حق جو بیاہ میں بھائی کی طرف سے دیا جاتا ہے (۵) رخصت ہونا تشریف لے جانا (۶) جمادی الاوّل (۷) نقل میوہ مہندی وغیرہ جو اکثر ساچق کے روز دولہا کی طرف سے دلہن کو بھیجتے ہیں (۸) بے عزتی ہونا

جواب ۱۸ - بیوی بنو[1]! مجھے چلے آنے میں کیا عذر تھا - مگر تم یہہ بھی تو دیکھو کہ اگر میں وہاں چلی آؤں تو یہاں بچوں کا سینا پرونا کون کرے - تمہیں یہہ کب گوارا ہوگا کہ میں چار شریکوں[2] میں نکلوں تو بچوں کے گلے میں دو عزت کے کپڑے بھی نہوں - اناں[3] اپیٹ کا کھایا کوئی نہیں دیکھتا تن کا پہنا سب دیکھتے ہیں - ہاں بری کی سب چیزیں بتائے دیتی ہوں اُنہیں سہولت میں منگالو - اور جو چیزیں بگڑنے والی ہوں وہ میرے آنے پر رکھو - بلکہ ساچق کے جوڑے کو بھی میں آجاؤں جب ہاتھ لگانا - کھڑے کھڑے سات[4] سہاگنوں کو بٹھا کر تیار کروا دوں گی - بری میں غریبی موجب اتنی چیزیں ہوتی ہیں آگے اپنا اپنا حوصلہ[5] ہے +

بری

ڈھائی سیر کلاوے - سوا پانچ سیر کھانڈ - سوا من نقل - پانسیر فرحیں پانسیر میوہ - ڈھائی سیر مصری - ایک سہاگ پڑہ جسمیں (چھیل چھبیلا ناگر موتھا - کپور کچری - بالچھڑ - چھوٹی الایچی - لونگ - ہلدی - جوز - جوتری - زعفران تیزپات - صندل - مشک دانہ وغیرہ) تیرہ[6] چیزیں ہوتی ہیں - پھولوں کا گہنا - شربت اور دہی کی دو ٹھلیاں جنکے منہہ پر آٹے کی مچھلیاں بنا کر رکھی جاتی ہیں - یہہ میرے آنے پر دیکھ لینا - ہاں سو سوا سو رنگین ٹھلیاں بننے کو کمہار سے کہہ دینا - سونے کی انگوٹھی چاندی کا چھلا سنار سے تاکید کر کے ابھی سے بنوا رکھو - برات کے اور

---

[1] مخفف بانو [2] ہمسر ہم مرتبہ - رشتہ دار [3] ایک خطابیہ لفظ ہے جو عورتوں کے محاورے میں اکثر آتا ہے [4] خاوند والی - ضد رانڈ [5] مقدور -

اور چوتھی کے جوڑی کا سامان خرید رکھنا + برات کا جوڑا سادہ اور چوتھی کا بھاری ہوتا ہے۔ یہ بھی بری کے ساتھ ہی جائیگا + ایک جوتی کا جوڑا۔ دو سُرخ کنگھیاں۔ دو مسی کی پڑیاں دو عطر کی شیشیاں جن میں سے ایک میں سہاگ کا عطر ہو اور ایک میں موتیا کا۔ اسکے علاوہ ایک گلاب کا شیشہ۔ پاؤ سیر چنبیلی کا تیل۔ ایک مٹھی کا ایک قند کا پیڑا۔ یہ سب چیزیں موجود رہیں + میں چوتھی تاریخ سے اگر سب کچھ درست کر دونگی + آرایش[۱] بھی گھڑی کے گھڑی بازار سے آجائیگی۔ تم خاطر جمع سے بیٹھی ہوئی چھوٹے موٹے کاموں کو سنوارو تو خدا سب آسان کریگا دسویں کو نشان[۲] چڑھا کر اپنے گھر میں آجانا۔ گیارھویں کو برات لے جانا +

خط ۱۹ باجی اماں[۳] نے محمد علی کی شادی کے باب میں پھپھی اماں سے تاکید کی تھی۔ اُنہوں نے کہا کہ بوا میرے پاس کچھ دینے لینے کو تو ہے نہیں۔ ننگی بیٹی موجود ہے جس دن اُنکا جی چاہے دو بول[۴] پڑھا کر لیجائیں۔ جو کچھ مجھ سے وقت پر بن پڑیگا اپنی گڑیا میں بھی سنوار دونگی نہیں تو بیٹی حاضر ہے میں زبان دے چکی اب تم کہو کیا کہتی ہو +

جواب بیٹی مجھے کچھ نہیں چاہیے جسنے بیٹی دی اُسنے کیا رکھا میں تو یہ چاہتی ہوں کہ وہ مجھے اپنے دامن تلے ڈھانک لیں۔

---

[۱] ابرک کی ٹٹیاں وغیرہ [۲] اُسی وقت سے انگوٹھی چھلا دلہن کے ہاتھ میں پہنانا [۳] بڑی بہن جو ماں کے برابر ہو [۴] ایجاب وقبول کرانا [۵] اپنی حیثیت کے موافق بعور اہبت جہیز دیکر کام چلا دینا [۶] اقرار کرنا [۷] سایۂ عاطفت میں لینا۔ غریب کی عزت رکھ لینا +

میری آنکھوں کے سامنے محمد علی کا گھر آباد ہو جائے - پھر کون جئے اور کسکا راج گور[1] میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں - مجھے اپنی زندگی کا بھروسا نہیں - دم ہے آیا آیا نہ آیا نہ آیا - تم جانتی ہو کہ میں ہمیشہ کی مریضن[2] آئے[3] دن کی بیمار ہوں اپنی آنکھوں سے محمد علی کا سہرہ دیکھ لوں تو جانوں ؟ نہیں تو یہ ارمان اپنے ساتھ لئے جاؤنگی + تم اُن سے کوئی تاریخ ٹھیرا کر مجھے لکھ بھیجو جب وہ کہیں لڑکے کو لیکر چلی آوں - بیٹی بہن خدا تیرا بھلا کرے تو نے بھائی کے لئے بڑی کوشش کی +

خط ۲۱ اے بی چچی ! اے بی چچی ! اچھی دیکھو تو یہ کون کھڑا ہے ؟ میں تو جانوں[4] تمہاری امتہ[5] ہے - خط کی ڈولی میں بیٹھکر باتیں کرنے آئی ہے - پہلے بندگی لو پھر اُسکی گڑیا کی شادی کا سامان درست کردو دیکھنا چچی جان میںنے اپنی گڑیا کیواسطے ایک چھوڑ چار چار بھاری جوڑے بنائے ہیں - اور ابا جان سے چاندی سونے کا گہنا منگایا ہے خدا اُنہیں جیتا رکھے میرا سب مان رکھ لیتے ہیں - یہ بھی بتا ہی دوں شادی کہاں ٹھیری ہے ؟ بی میری خالہ زادی بہن ہرمزی بیگم کا بیٹا ہے اور میری بیٹی ہے - سو بی بیٹی والوں کو تم جانتی ہو کتنی فکر ہوتی ہے آج جو مجکو سونچ ہے کسیکو بھی نہوگا - راتوں کو اُٹھ اُٹھ بیٹھتی ہوں + کھانے جوڑے کے روپوں کی بھی ابا جان نے ہامی بھری ہے - چچا ابا جمی[6] جم ہیں نہیں تو اُن سے بھی کچھ لیتی اور

[1] مرنے کے دنوں کو پہنچنا - بوڑھا ہو جانا [2] مریض [3] سدا - دائم - دوام [4] بچوں کا لفظ ہے یعنی میرے نزدیک - یا شاید وغیرہ [5] امتہ الفاطمہ کا مخفف کرکے پیار سے امتہ کہتے ہیں [6] نہیں ہیں

اپنا پوتھ[1] پورا کر دیتی اب بھی تمہارے صدقہ سے کچھ اوداؤ[2] نے دیا کچھ پودا نے ہمارا کام چل ہی گیا۔ اچھی بچی تم بھی آؤگی یا نہیں۔ بھلا بی تم آؤ یا نہ آؤ پر میری بہنوں کو لا کھوں[3] میں بھیجنا۔ نہیں تو میں ایک دن آکر خوب سالڑونگی۔ یہاں تو روز سہاگ[4] گائے جاتے ہیں گھوڑیاں[5] گائی جاتی ہیں رات بھر چہل[6] رہتی ہے۔ پر وہ جو گھر کا کام ہے وہ کرنے والا کوئی نہیں۔ میں سوچتی ہوں کہ اگر بہنیں بھی نہ آئیں تو میرا ایک اکیلا دم ہے کیا کیا کرونگی سمدھنوں کو اتروا ؤنگی یا آئے گئے کی خاطر کرونگی۔ اب تو روپیہ پھیلا چکی کچھ نہیں ہو سکتا جمعہ کا بلاوا پھریگا میری بہنوں کو چاہئے کام کام کی سب چیز بست لیکر جمعرات سے آجائیں فقط اللہ حافظ اللہ نگہبان

جواب ہاں بیٹی! ہاں بھتیجی! تیرے وارہی گئی کیا کہتی ہے؟ لے کہ۔ تو خط کیا لکھتی ہے کہ اس میں ایک آغا[7] مینا بند کرکے بھیجدیتی ہے۔ میری ایک ایک چیز تیری گڑیا کے اوپر سے صدقے ہے جو چاہے شوق سے منگالے۔ میں اپنی تو نہیں کہتی پر تیری بہنوں کو شرطی[8] بھیجدونگی۔ وہ آج ہی سے خوشیاں منا رہی ہیں۔ ایک ایک گھڑی گن گن کر کاٹ رہی ہیں۔ تیری گڑیا کا پہلا چالا[9] میں ہی کرونگی۔ دوسرے تیسرے چالے کو تیری بہنیں کہ رہی ہیں۔ اگر تم پہلے سے لکھتیں تو چار جوڑے

[1] جوں توں کرکے کام پورا کر دینا [2] یہ پودنے کی کہانی کا لفظ ہے یعنی کچھ سینے دیا کچھ سینے دیا [3] بالضرور [4] شادی کے گیت [5] ہنسی مذاق [6] مہمان [7] بنگالہ کی مینا مراد گھوملی خوشنما الحان [8] ضرور [9] شادی کے بعد چار چالے ہوتے ہیں ہر ایک پھیرے میں جوڑا اور کچھ نقدی وغیرہ دیتے ہیں یہ چالی لڑکیوالوں کیطرف سے ہوتی ہیں

میں بھی بنا دیتی اب وقت کے وقت پر دو جوڑوں سے زیادہ نہو سکے
اپنی اماں کو میری طرف سے بہت بہت پوچھنا اور اس شادی کی مبارکباد
دینا کہ بوا خدا نے تجھے یہ دن دکھایا کہ تیری بیٹی گڑیا کا بیاہ لیکر بیٹھی +
لو اور سنو قاضی بھی یہیں سے جائیگا ابراہیم کہتا ہے کہ آپاکی گڑیا کا
نکاح میں ہی جا کر پڑھاؤنگا اس نے نکاح کے بول ابھی سے یاد کر لئے
تم بھی سن لو میں لکھے دیتی ہوں -

گاجر کی پینڈی گلاب کا پھول + کیوں میاں گڈے گڑیا قبول + کالی
مرغی سفید انڈے + مہر باندھا بارہ گنڈے +

خط خالہ جان تمہیں بھی سلام اور تمہارے وعدہ کو بھی سلام - میری
ننّے کے واسطے بوریاں تو خوب آئیں ؟ خدا جھوٹ نہ بلائے تو کوئی
دس ہی دفعہ یاد دلایا ہوگا میں نہیں جانتی تمہارا کیسا چیتا ہے جو
کوئی بات بھی یاد نہیں رہتی شاید صبح کو تو اپنا نام بھی بھول جاتی
ہوگی - ہاں جب لوگ آ کر پکارتے ہونگے تو پھر یاد آ جاتا ہوگا + بس
بی اس بھول کا خدا حافظ - اگر تم نے ابکی دفعہ سر الاہنا اتار دیا تو
خیر نہیں تو اس بندی نے اب لکھنے سے بھی ہاتھ اٹھایا - لیجئے آداب +

جواب خالہ کی خلیچی ! روٹھو نہیں سجاؤ - اللہ رے خفگی - اللہ رے
طنطنہ - لڑکی تو اپنے تیہے میں جلی ہی جاتی ہے - خدا جانے سسرال

۱؎ طنز آباز آنے کی جگہ بولتے ہیں ۲؎ بچوں کے سلانے کے گیت ۳؎ حافظہ - ذہن
۴؎ گلہ - شکوہ ۵؎ باز آنا دست بردار ہونا ۶؎ اصل میں خالہ زاد بہن کو کہتے
ہیں یعنی برابر کا دعویٰ رکھنے والی چونکہ بھانجی نے برابر والوں کے الفاظ لکھے ہیں اسلئے
طنز اُسکو خلیچی قرار دیا ۷؎ منورانہ عتاب ۸؎ غصہ

میں کیونکر بھر گئی۔ اور تو کیا اُٹھتے جُوتی بیٹھتی لات ہوگی۔ مجھے گھر کے دھندے سے اپنے مرنے کی بھی چھُوٹ[1] نہیں تھی۔ تمہیں لوریاں بھیجتی تو کیونکر بھیجتی۔ تمہارا کیا ہے روٹی کھالی اور گدکڑے[2] مارتی پھریں بہت ہوا ذرا کی ذرا بھائی کو لے لیا۔ یا اُستانی کے سامنے ٹیں ٹیں کرتی بیٹھ گئیں۔ جب کوئی کھیل نہ ہوا تو قلم دوات اُٹھائی اور خالہ کے نام پر خطوں کی بھرمار[3] کر دی اور کچھ نہیں تو یہی شغل ہاتھ لگا۔ ایسی کونسی لوریوں کی ساعت[4] ماری جاتی تھی جو تم اتنی بگڑیں؟ ایلو دس کام چھوڑ کر لُوریاں لکھتی ہُوں دیکھُوں کونسی یاد کر لوگی؟ یوں کہو خط کیا لکھنا آیا سارے جہان[5] کو سر پر اُٹھا لیا وہی مثل ہُوئی کہ جو میرے ہے سو راجہ کے نہیں مُنہ اُٹھایا اور لکھتی چلی گئیں۔ بڑے کا ادب نہ چھوٹے کا لحاظ۔ ہے شرط کہ تمہاری ماں کے پاس یہ خط بھیجدُوں؟ للہ میری ان باتوں سے جل نہ جانا۔ دیکھُوں تو لوریوں کی خوشی میں کیا کھلاتی ہو؟ میں تو اسی کو غنیمت سمجھُوں گی کہ تم مَن جاؤ گی +

لوریاں

آجا ری نندیا تو آ کیوں نہ جا — میرے بالک کی آنکھوں میں گھُل مل جا
آتی ہُوں بیوی آتی ہُوں — دو چار بالے کھلاتی ہوں

دُوسری

کابل سے مغلانی آئی کھڑی ہلا دے دُور — اللہ نبی جی مدد کریں تو جان پیر ذرد ز

دُوسری طرح

آرام کا ہے پالنا اور سُکھ کی ہے ڈُور — اللہ نبی جی کرم کریں تو طالع تیرے زور

[1] فرصت۔ مہلت [2] کود پھاند کرنا [3] بوچھاڑ۔ کثرت [4] وقت گزرا جاتا تھا [5] غل اور شور مچا کر تنگ کرنا

تیسری

تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جب تک بالی ہے نیند

پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نیند

کھیل تماشے کرے تو سارے کہتی ہوں تجھے آنکھوں کے تارے

زندہ ہے ماں بھی باپ بھی بارے کرلے تو آرام سید پیارے

تو سو میری بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نیند

کھیل تم ایسے کھیلنا للّٰہ جس میں نہو ماں باپ کا جلنا

دنیا سے ڈر ڈر سنبھل کر چلنا سکڑی ہے گھاٹی رستا پھسلنا

تو سو میرے بالے تو سو میرے بھولے جبتک بالی ہے نیند

پھر جو پڑیگا تو دنیا کے پھندے کیسا ہے جھولا کیسی ہے نیند

۴

سو میرے سیّد جانی سو جا | سو میرے سکھ کی نشانی سو جا
سو میرے احمد پیارے سو جا | سو میری آنکھ کے تارے سو جا
تیرے صدقے ذرا گودی سے اتر کر سو جا | تیری واری نہ بہت جاگ تو دم بھر سو جا
نہ تو گرمی میں پلک چین سے تجھ سو جا | نہ تو گودی میں ہمک چین سے بچے سو جا
ای لے پنکھا میں ہلاتی ہوں تو پڑ کر سو جا | ای لے مکھی میں اڑاتی ہوں تو پڑ کر سو جا
تو غنیمت یہ سمجھ ماں کا سلانا سو جا | پھر کہاں ہوگا میسر یہ جھلانا سو جا

پانچویں

اللہ اللہ لوریاں دودھ بھری کٹوریاں

دودھ میں سے نکلی مکھی میری میاں کی جان اللہ نے رکھی

خط ۲۵ میرے گھر کی آبادی تمہیں اپنی بڑھیا ساس پر ترس بھی آتا ہے کہ دن بھر تو دیوانیوں کی طرح اکیلی بیٹھی رہتی ہوں۔ تمہارا خاوند

ا لال۔ بیٹا ۲ [illegible] ۳ [illegible] ۴ نہایت عزیز ۵ رونا ۶ اچھلنا۔ کودنا ۷ رونق ۸ دیوانہ وار

نوکری پر سدھارا۔ نند کو نندوئی نے بلا بھیجا۔ لے دیکے ایک
بڑھیا ماما اور میں رہی تھی سو کل سے وہ بھی اپنی بیٹی کے جننے میں
چلی گئی اب مجھے اکیلا گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے اِدھر بیٹے کے سدھارنے
سے جی ویران ہے اُدھر تمہارے بچّوں میں دھیان ہے اگر تم میرے
پوتے پوتیوں کو لیکر چلی آؤگی تو پھر گھر بھرا بھرا لگیگا اور میرا دل بھی بہل
جائیگا آدمی کے دم کی بڑی آبادی ہوتی ہے۔ دو مہینے وہاں رہیں
تو ایک مہینا یہاں بھی کاٹ جاؤ جب میری بڑی بیٹی آجائیگی تو چاہنا
پھر دس پندرہ دن کو سیکے میں رہ آنا ؀

جواب ۲۷ اماں جان! ایسی کیا بات ہے میں سب طرح حاضر ہوں دُور پار
تمہارے بیری دشمن کوسے اُڑانیوں کیطرح کیوں بیٹھیں؟ تم ناحق
اِس بیکسی اور بے بسی سے خط لکھتی ہو میں تو تابعدار بندہ ہوں (?)
رکھوگی وہاں رہونگی مہینے دو مہینے جب تک تمہارا دل ٹھکانے لگیگا
آکر رہجاؤنگی مجھے تو خود اپنے گھر کی کل ہے کیا کروں بھائی کی شادی
تھی نہیں تو میں کبھی اتنے دنوں نہ رہتی اب کوئی قدر ہی کرے تو کھڑی
پانی نہ پیوں خدا نے چاہا تو اسی پیر کو تمہارے گھر میں بیٹھی ہونگی۔
تمہارا پوتا مہینا بھر سے پھلیاں دھر رہا تھا اب دانتوں پر ہے دست
آتے ہیں۔ پوتی کے بھی ٹھنڈی نکلی تھی سو اب ڈھل گئی کل پانی پڑ جائیگا
جب تک بانگ نہیں مُڑی تھی ساری گھر کو نیند حرام تھی۔ تم سنتیں تو اپنا

۱ گہما گہم ہونا۔ رونق و آبادی سے مراد ہے ۲ دُور پار۔ خدا نکرے
۳ راحت ۴ کچھ ہی کرے۔ دھمکی دے ۵ دانت نکلنے کے آثار
سوڑھوں کا کھجانا اور اُبھرنا ۶ چیچک ۷ مُرٹھا۔ زور گھٹنا۔ کم ہونا۔ مرجھانا

کھانا پینا زہر کر دیتیں مینے تمہارے گر گھٹی کے لئے نہیں لکھا بھیجئے خدا حافظ فقط

خط ۲۷ بڑی[1] اماں کو آداب اخیر سلا کے لئے آئی ہوں اور ساتھ ہی ایک اپنا بھی مطلب لائی ہوں۔ تو استید بیگم کے بال بچہ ہونیوالا ہے کہتے ہیں ہمارے بچوں کو مغلی گھٹی راس ہے مجھے اسکی دوائیں یاد نہیں ہیں جو انکو منگا دوں۔ اچھی تم اس گھٹی کو لکھکر میری پاس بھیجدو تو بڑا ہی احسان کرو۔ لونیدگی

جواب ۲۸ بیٹی! تیرا سائیں جئے پور سہاگن ہو۔ اپنے بچوں کا سہرا دیکھکر پوتوں کا سہرا دیکھے۔ نواسوں کو کھلا کر نواسوں کا کھلانا نصیب[2] ہو + خط کی کیا حاجت تھی مجھے خود بلا بھیجا ہوتا۔ اس گھٹی میں کیا ہے یہی دس بارہ چیزیں ہیں (مغلی گھٹی) بڑی ہڑ چھوٹی ہڑ منقی باؤبڑنگ باؤکھمبہ عناب سونف گلاب کے پھول گلاب کا زیرہ نرکچور انارکلی املتاس مصری بعضے لوگ بڑی چھوٹی ہڑ کی جگہ بادام اور اجواین ڈالتے ہیں اور جو گرمی کا موسم ہوتا ہے تو نرکچور اور اجواین نکال لیتے ہیں۔ تو ہمارے بچوں کو تو وہی اوپر کی تیرہ چیزیں راس ہیں آگے اپنی اپنی سمجھ ہے +

میاں بیوی کی خط

خط ۲۹ میرے سرتاج! تمہیں کچھ فکر بھی ہے؟ میری آنکھوں[3] میں خاک لڑکی جوان ہونے کو آئی اور تمنے آجتک اسکے نام کی کوڑی نہیں نکالی۔ مجھے رات دن یہی ادھیڑبن رہتی ہے کہ الٰہی

[1] بڑی چچی [2] چشم بد دور [3] فکر۔ اندیشہ

ابھی جو اُسکی کہیں سے بات[1] آئے اور بیاہ ٹھیر جائے تو وقت کی
وقت پر کیا کروگی - برابر[2] کی بیٹی کو بٹھا بھی نہیں سکتی اور بٹھاؤں
بھی تو کہاں تک آخر کوئی تو حد چاہیئے جہاں دو کپڑے اپنے واسطے
بنائے وہاں ایک ایک جوڑا اُسکے واسطے بھی بناتے گئے - کبھی
چار برتن ہی خرید کر ڈالدئے کبھی کوئی زیور ہی گھڑوا دیا - غرض تھوڑا
ہی تھوڑا کرکے لنگ[3] ہوتا ہے اور وقت پر یہ چیزیں مفت برابر
پڑتی ہیں ❖ تمہیں بھی اسکا سوچنا[4] کرنا ضرور ہے روز کا خرچ تو چلا
ہی جائیگا آگے پیچھے اسباب کا خیال رکھو اور بے فکر نہ بیٹھو ❖

خط ۱۲ بیگم[5] ! تمہارا خط آیا - سچی سچی باتوں کا پورا پورا اثر پایا -
ان باتوں کا سلیقہ عورتوں ہی کو خوب ہوتا ہے اور اب بھی میں
جانتا ہوں تمنے کچھ نہ کچھ ضرور لگا رکھا ہوگا - تمہارا سگھڑاپا[6] ایسا
نہیں ہے کہ اس بات سے خالی ہو - تم اپنی گرہ میں رکھکر مجھے
آزماتی ہو میں تمہیں آزماتا ہوں - اچھا مجھسے کیا مانگتی ہو مانگ لو -
میں بھی ان باتوں میں عورتوں سے کم نہیں ہوں - اوّل دن سے
اُسکے نام کا روپیہ مہاجن کے ہاں جمع کرتا جاتا ہوں آجتک بارہ
سو کی ڈھیری ہو چکی ہے اگلے چاند میں اُسکی ہنڈوی↑ بھیجدونگا جو
کچھ چاہنا سو بنا بنوا کر ڈال رکھنا ❖ لو تمہارا اللہ حافظ

خط ۱۳ صاحب[7] ! تمہارے لڑکے نے بڑا سر[8] اُٹھا رکھا ہے -

۱ نسبت - پیغام شادی ۲ جوان - بالغ ۳ بہت ۴ فکر - بندوبست ۵ اعلیٰ خاندان کی عورتوں کا خطاب ہے جیسے شہزادی - سیدانی - مغلانی - نواب زادی ۶ سلیقہ ۷ خاوند سے مخاطب ہوتی ہیں تو یہی لفظ کہتی ہیں ۸ سرکشی کرنا

↑ اگرچہ صحیح ہنڈی ہے مگر بولا یوں ہی جاتا ہے

اسے خدا کی سنوار ہو دُو دُو دن پڑھنے نہیں جاتا - کسی کی گھُرکی کسی کا خوف نہیں مانتا - دن بھر گیڑیاں ہیں یا گلّی ڈنڈا ہے اور یہ ہے - دیکھئے یہ کیا کر کے کھائے گا ؟ اور تو کیا موا بھیک مانگتا - خاک چھانتا پھریگا ماں کو تو اتنا نہیں سمجھتا جیسے اُڑد پر سفیدی - جب دیکھو ہاتھوں میں گیڑیاں ہیں اور لئے چلا آتا ہے - روٹی کھانے بیٹھا تو اندھے بگلے کی طرح چار نوالے مارے اور دیوانوں باؤلوں کی طرح بکتا ہوا چلا گیا - یوں تو اس کا سنورنا ایک امر محال ہے اور خدا کو سنوارتے کچھ دیر بھی نہیں لگتی - دیکھو آپا امانی بیگم کا بیٹا کیسا بگڑا اٹھا جدھر نکلتا تھا تھُڑی تھُڑی ہوتی تھی - اُنگلیاں اُٹھتی تھیں - اب خدا نے ایسا کر دیا کہ تعریف کرتے ہوئے مُنہہ سُوکھتا ہے - مجھ کمبخت کا تو مارنے کو ہاتھ بھی نہیں اُٹھتا بہت جی جلتا ہے تو اپنے آپ کو کوسنے پیٹنے لگتی ہوں وہ کھڑا ہوا تماشا دیکھا کرتا ہے یا ہنسا کرتا ہے - اُس کے سمجھاویں بھی نہیں کیا کہتے ہیں اور کسے کہتے ہیں - خدا کو مان کر کوئی جلاد مُلّا گھر پہ بٹھا دو جو اس کی بوٹیاں اُڑائے دم بھر اُکسنے نہ دے نہیں تو یہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہے - آج کو میرا دم ناک میں کرتا ہے کل کو تمہارے سر چڑھے گا -

جواب ۲۳ بیوی صاحب ! اس میں اُس کا کچھ قصور نہیں جیسا تم نے اُٹھایا ویسا اُٹھا - اوّل ہی سے روک تھام کرتیں اور آنکھیں

۱ بجائے دعائے بد ۲ لفظ تحقیر ۳ آوارہ پھرنا ۴ دُر دُر پھٹ پھٹ ۵ انجام سنورنا ۶ تعریف نہ ہو سکنا ۷ اسکو خبر بھی نہیں ۸ ادھر بڑھ خدا ۹ بے قابو ہونا ۱۰ ستانا ۱۱ گستاخ بنانا ۱۲ سدھانا ۱۳ ڈرانا ۔

دِکھاتیں تو کاہے کو یہ نوبت پہنچتی ؟ تم نے اپنے لاڈ میں اُسے خراب کردیا ابھی تو گیڑیاں کھیلتا ہے آگے آگے جوا کھیلے گا کچہری چڑھے[1] گا - ایک میرا تمہارا کیا سارے کُنبہ کا نام[2] اُچھالے گا - چاہیتی ماں کا کلونتا[3] بیٹا ہے ؛ ہم کہتے نہ تھے کہ دیکھو اِس کے پڑھانے میں کوشش کرو جُوا نہ ہارو - سونے کا نوالہ کھلاؤ شیر کی آنکھ دیکھو - تم کہتی تھیں اُونھ کیا ہے بڑا ہوگا تو آپ ہی لکھ پڑھ لے گا - اب بھی گیلی لکڑی ہے کچھ نہیں گیا ہے جدھر چاہو موڑ سکتی ہو - میں تو اِسے اپنے ساتھ رکھتا مگر تمہیں صبر کب آئے گا جب مامتا[4] اُچھلے گی اور یہ اِس میں دُنیا جہان کے کام سے جاتا رہے گا ؛ اِس کا جواب سوچ سمجھ کر لکھو تو کچھ بندوبست کروں ؛

خط ۳۳ - اچھی میری امّی[5] ! مجھے ہنڈکلیا[6] پکانے کے واسطے ایک ننّھی سی پتیلی - ایک چمچہ - ایک کفگیر - دو تشتریاں خرید کر بھیجدو - تم دیکھتی ہو مجھ بیتلی نے تو اپنی جماگی[7] جوڑ جوڑ کر تین چار روپے اِکٹھے کئے ہیں اور میاں محمد علی کی آنکھوں[8] میں وہ بھی کھٹکتے ہیں - سو بی میں اُن سے چھپا کر تم کو روپے بھیجتی ہوں تم اُنہیں سنا کر میرے سر لڑائی نہ ڈلوانا وہ ابھی سے کہ رہے ہیں کہ دیکھو بُوا کیا اچھی آتشبازی بک رہی ہے کہ میں تجھ سے کیا کہوں - بھئی تم تو پھلجھڑیاں اور مہتابیاں چھوڑنا جو ہاتھ بھی نہ جلے اور ہم پٹاخے چھوڑیں - ہوائیاں چھوڑیں گے

---

۱ کچہری تک پہنچنا ۲ بدنام کرنا ۳ فخرِ خاندان یہاں طنز ہے ۴ محبت ۵ بڑی خالہ ۶ بچوں کے کھانے پکانے کا کھیل ۷ بچوں کا جیب خرچ جو مہینے کے مہینے یا جمعہ کے جمعہ ملتا ہے ۸ ناگوار گذرنا ؎

تم بھی کہو گی کہ واہ میرا بھائی کیا خوب چھوڑتا ہے۔ بُوا ہم تو مرد وے ہیں نا! لٹّو کی آواز سے بھی نہیں ڈرنے کے تم تو ایک پٹاخے ہی کی آواز سے اُوئی کر کے بھاگ جاؤ گی۔ لاؤ اسی بات پر ایک روپیہ تو دیدو ہم تمہیں چلتے چلتے تماشا دکھاتے جائیں"۔ بھلا بی مجھے اپنے روپے کھونے ہوں تو اِن کے ڈھکوسلوں میں آؤں اور انہیں دیدوں۔ نگوڑی ماما کی چھوکری اَور اُس کی ہاں[1] میں ہاں ملا کر میرے پیچھے جھاڑ[2] لگا دیتی ہے میں بھی خوب جانتی ہوں اِن دونوں کی ملی بھگت[3] ہے اُن کی آنکھوں[4] میں خاک تو دوں ہی نہیں اِن کے دیتے تو فقیر کو دیدوں اور اِن کو نہ دُوں ❖

جواب ۳۴ اپنی امّی کی پیاری دُلھن! تیرے واسطے اَور ایک پتیلی۔ تیرے واسطے اور ایک چمچہ۔ تیرے واسطے اور ایک کفگیر۔ ماں نہیں تیرے لئے ایک چھوڑ چار چار پتیلیاں۔ چار چار چمچے۔ چار چار کفگیریاں۔ چار چار تشتریاں خرید کر بھیجتی ہوں ❖ بیٹی تیرے سلیقہ کو شاباش[5] ہے کہ تُونے اپنا حلق[6] کاٹ کے تین چار روپے سینت[7] رکھے تیرا ہر ایک چیز کا جُگا جُگا کر رکھنا مجھے اوّل دن سے بھاتا ہے جس گھر میں ایسی سگھڑ جائے گی اُس کے بھاگ کھُل جائیں گے ❖ تمہاری جماگی کے روپے تمہیں کو مبارک رہیں اُن کی میری طرف سے ہنڈکلیا پکاؤ اور اپنی سہیلیوں کو بٹھا کر خوب کھلاؤ محمد علی تو ایک بلّا[8] چھوکرا ہے تم اُس کی باتوں پر کیوں جاؤ؟ مجھے اُس کا ڈر نہیں ہے جو کوئی

---

[1] شریک الرائے ہونا [2] کانٹے چمٹانا [3] سازش [4] خاک بھی نہ دوں [5] شاباش۔ آفریں [6] کھانے سے بچائے [7] جوڑ رکھے [8] جوڑ جوڑ کر رکھنا [9] بیوقوف

چیز چھپا چھپا کر بھیجوں ۔ لو خدا حافظ۔

دُوسری فصل

(بہنوں بہنوں کے خط اور اُن کے جواب)

خط ۳۵- آپا جان! میرے پاس تمہاری نشانی ابتک اَمَنت[1] رکھی ہے - کہیں سے اِتنا گوکھرو نہیں جُڑتا جو اپنی اوڑھنی پر ٹانک کر نیک[2] لگاؤں ۔ اماں سے کہتی ہوں تو وہ اُور خفا ہوتی ہیں کہ میں آپ کوڑی کوڑی کو حیران ہو رہی ہوں لڑکی کو گوکھرو کی پڑ رہی ہے" ابا جان سے اِس تنگی میں مُنہہ نہیں پڑتا جو کچھ مانگوں - یہ تو میں جانتی ہوں کہ اللہ انہیں جیتا رکھے میری بات نہیں ٹالیں گے اگر نہ بھی ہوگا تو قرض وام ہی کر کے لادیں گے مگر آنکھوں دیکھتے اندھا نہیں بنا جاتا - بی تم نے ٹھپہ دیا ہے تو گوکھرو بھی دو جو ٹانک ٹونک کر اپنی جان کو نیگ لگاؤں نہیں تو اب چار دِن کو برسات آتی ہے نگوڑا ماندہ[3] ہوکر جی سے اُتر جائے گا پھر تمہارا ٹھپہ تمہیں کو بھیجدوں گی میرے کس کام آئے گا ۔

جواب ۳۶ بوا مجھے کیا خبر تھی کہ تم نے وہ نگوڑا ٹھپہ اب تک سینت رکھا ہے اگر میں جانتی تو کبھی کا تمہارے بہنوئی سے منگا کر بھیج دیتی اب تم نے لکھا ہے سو وہ بازار نکلیں تو منگا دوں تم شوق سے اپنی جان کو لگاؤ پہنو اوڑھو گھس پِس کر اُترے - آنکھوں[5] کلیجے ٹھنڈک ۔ اور جو کچھ چاہئے ہو وہ

---

[1] اصل امانت تھا اُس سے اَمانت ہوا پھر اَمنت ہو گیا - جوں کا توں [2] کام میں لانا - [3] بہاو نہ پڑنا [4] بے رونق - تدھر [5] چشم ما روشن دِل ما شاد ۔

بھی لکھ بھیجو کہ اتنو ساتھ کی ساتھ خرید کر بھیج سکتی ہوں +

خط ۲۷ آپا بی تمہیں اپنی بہو کا نوماسہ مبارک ہووے میں نے بہتیرا چاہا کہ کسیطرح اُس میں شریک ہوں پر کیا کروں کچھ لوہا کھوٹا کچھ لوہار نہ تو اِتنا وقت تھا کہ خط دیکھتے ہی سوار ہوتی اور نوماسے تک پہنچ جاتی اور نہ آج کل ہمارے دولہا میاں کا مزاج ساماں میں تھا جو اُن سے اجازت مانگتی۔ آج چار دن سے آپ ہی آپ بگڑے بیٹھے ہیں جب باہر سے آتے ہیں تو اٹواٹی کھٹواٹی لیکر الگ جا پڑتے ہیں دیکھئے یہ جن کس دن اُترتا ہے۔ خدا کرے تمہاری بہو جلد ہی اپنے ہاتھ پاؤں سے چھوٹ جائے اور اصل خیر سے پلنگ کو لات مار کر کھڑی ہو۔ انشاءاللہ چھٹی تک میں بھی چلی آؤنگی جس دن بال بچہ ہو مجھے تُرت خبر کرنا میں یہیں سے بیٹھی بیٹھی دعائیں مانگ رہی ہوں کہ آلہی جیتا جاگتا بیٹا ہو! لو اللہ نگہبان +

جواب بُوا تمہیں بھی اپنی بھانج بہو کا نوماسہ مبارک۔ مجھے تو خط بھیجے اٹھواڑوں گزر گئے تھے وقت پر نہ پہنچے تو میں کیا کروں؟ اس میں میرا قصور ہو تو پلے باندھو میں تو تمہارے آنے کی خوشیاں کر رہی تھی کہ اب بی عمدہ ریل سے اترتی ہیں اب کوئی دم میں کہار پکارتی ہیں کہ "سواری اُترو الو" تم وہاں سی چلی ہو تو آؤ۔ خالی کہار آکر کیا کریں +؛ خانم صاحب تمہارے میاں کا مزاج خفقانی ہو گیا اُن سے ڈرتی رہنا پٹھان کا پوت گھڑی میں اولیا گھڑی میں

دنوں سے جو نو دن گزر جائیں پر گود بھری جاتی ہے اُسے نوماسہ کی تقریب کہتے ہیں۔

درست [1] غمزدہ ہو کر [2] غصہ [3] فراغت پانا [4] تندرست اٹھنا [5] دستہ ڈالنا

بھوت۔ ایسے لوگوں کو انہیں کے مزاج پر چھوڑ دیتے ہیں۔ تم اُن کی کسی بات میں نہ بول اُٹھا کر وہاں میں ہاں ملانے سے کام رکھو۔ تمہیں ساری عمر اسی رسّی سے گردن گھسنی ہے جہانتک ہو سکے۔ زبان سے اُف[۱] نہ نکالو نہیں تو سسرال بھر میں نکّو بنجاؤ گی جس دن لڑکا بالا ہوگا تمہیں تاریں خبر دونگی ابکے راہ نہ دکھانا فقط

خط ۳۹ اہری آپا خیر[۲] صلاّ؟ تمہارے بچّے تو اچھے ہیں؟ تم تو اچھی ہو؟ بھائی گھر میں ہیں یا کہیں سدھارے۔ مجھے تو امّاں جان کے مرنے سے ایسا[۳] شوکھا لگ گیا آپ ہی آپ دل بیٹھا جاتا ہے کچھ ایسا حال ہوگیا ہے کہ گھڑیوں اور پہروں غوطے[۴] میں پڑی رہتی ہوں دن ہے تو اُن کا خیال ہے رات ہے تو اُنکا دھیان ہے ہر وقت اُن کی صورت آنکھوں میں پھرتی ہے خدا اُن بہشتن کی ارواح[۵] اُدھر ہی رکھّے جہاں کوئی بات یاد آئی اور کلیجہ[۶] پر ایک گھونسا لگ گیا۔ کبھی تو خواب میں دیکھتی ہوں سفید برّاق پوشاک پہنے کھڑی ہیں اور سمجھا رہی ہیں کہ بیٹی یہ دن سب کے واسطے ہے تو کیوں اپنی جان گھلا رہی ہے کبھی دیکھتی ہوں کہ نماز کی چوکی پر بیٹھی ہیں اور یہ کہکر جگا رہی ہیں "اُٹھ بنّو! اٹھ بیوی! صاحبزادی اُٹھو۔ لڑکی اُٹھو۔ الیو چڑیاں بولنے لگیں نماز بھی پڑھو گی یا نہیں؟ مُنہہ ہاتھ بھی دھوؤ گی یا نہیں؟ جب آنکھ کھلجاتی ہے تو پھر وہی غم چھاتی کا جم آن موجود ہوتا ہے بہتیرا ٹالتی ہوں کسی ڈھب نہیں ٹلتا

[۱] دم نہ مارنا [۲] انگشت نما ہونا [۳] خیر و صلاح۔ خیر و عافیت [۴] تشریف لیجانا [۵] دق کا مرض ہونا [۶] غفلت [۷] وہم سی کہتی ہیں تاکہ خواب میں نہ آئیں [۸] صدمہ پہنچا [۹] گرانِ خاطر۔ بارِ دل۔ ملک الموت

ارادہ ہے کہ دو چار دن کو چھپّی جان کے ہاں چلی جاؤں وہاں چار آدمیوں کی صورت دیکھکر دل بھی بہلے گا اور رنج بھی کٹیگا آگے جو تمہاری صلاح ہو وہ کروں +

جواب ہاں بہن! خیر صلّا خیر عافیت بچّے دعا کرتے ہیں میں بھی اُسکی جناب میں شکرانہ بھیجتی ہوں - میاں تو آج آٹھ آٹھ دن سے جمی جم ہیں - اے بہن مرنے والی تو مر گئیں اب تم رنج پر رنج کھا کھا کر اپنی جان کیوں ہلکان کرتی ہو؟ آخر میں بھی اُسی ماں کی بیٹی ہوں کیا میرے دل پر سانپ نہیں لوٹتا؟ کیا مجھے ماں کی مامتا نہیں ہے؟ سب کچھ ہے - پر آدمی کو چاہیئے کہ ذرا دل پر بھی قابو رکھے اگر اتنا بھی نہ ہو تو چار دن میں کُڑھ کُڑھ کر مر جائے پھر یہ چھوٹے چھوٹے بچّے کسکا مُنہہ دیکھتے پھریں - وہ بڑی خوش نصیب تھیں جو ہمیں تمہیں چھوڑ کر مریں + میری صلاح بھی یہی ہے کہ تم ضرور ضرور دو چار دن کو واسطے میرے پاس چلی آؤ یا چھپّی جان کے ہاں چلی جاؤ - نہیں تو اس غم میں تمہارا اُبڑا اُلکھا ہو جائیگا اور جو کوئی بیماری لگ گئی تو لینے کے دینے پڑ جائینگے

خط ۱۴ اچھی آپا کوئی میرا کلیجہ مسوسے لیتا ہے کیا کروں کدھر جاؤں کس سے کہوں کسے سناؤں ایک آگ ہے کہ تمام تن بدن کو جھُلسے دیتی ہے پچّیس برس کی عمر میں خدا خدا کر کے ناک رگڑ کر ایک چھوٹنسرا دیکھا تھا آج اللہ میاں نے اُسکو بھی اُٹھا لیا کل تک تو امّان امّاں کرتا

---

۱ نہیں ہیں ۲ برباد - ہلاک ۳ ملولا آنا - صدمہ گزرنا ۴ محبت ۵ دیوانہ ہو کر ۶ حال - درجہ ۷ حال دگرگوں ہونا - جان پر آ بنا ۸ دل مروڑنا ۹ جلانا پھونکنا ۱۰ بمشکل تمام ۱۱ بعجز دعائیں مانگ کر ۱۲ بچہ ۱۳ بلا لیا

بچھڑا ساگودتا پھرتا تھا بڑی فجر کو رات[1] والا کیا اور قبر کی گود میں جا سویا۔
ہائے میں تو یہ جانتی تھی کہ وہ مجکو جا کر رکھیگا[2] ہائے میں کیا کروں میرے
کلیجہ میں آگ لگ رہی ہے۔ ہائے میرے لال تجھے کیا کہکر روؤں!
ہائے میری گودیوں کے چڑھنے والی تجھے کیا کہکر پیٹوں[4]! ہائے اللہ نے میری
اتنے دنوں کی محنت لے لی۔ ہائے میں کیا جانتی تھی میرے لال کہ تم مجکو
چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ کیا تو گودی میں بھی نہیں سوتے تھے اب مٹّی
میں جا سوؤگی۔ کیا تو تکیوں پر سے سر پھینک پھینک دیتے تھے
اب پتھروں سے بھی انکار نہوگا۔ کیا تو زمین پر پاؤں نہیں رکھتے
تھے اب بچھونا بھی چھوڑ دیا۔ ہائے ایسے روٹھے کہ دنیا کے پردے سے
اُٹھ گئے! ہائے ہے میرے لال ایک دفعہ تو چھاتی سے آنکر اور لگجا۔ ہائے
میرے میاں[5] تمنے جنگل[6] آباد کر لیا۔ ہائے میرے میاں نے مجھے نہ بلا لیا۔
ارے میرے لال تو مجھے چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہائے اب اماں اماں کرتا
کون آئیگا۔ ہائے اب کسکے لئے چیز لگا کر رکھونگی۔ ہائے یہ لال لال کپڑے
پہنکر کسکا لال[9] خوش ہوگا۔ ہائے اب کونے میں کھڑا ہوکر کون کہیگا کہ
اماں تا[10]! ہائے اب کون میرے ہاتھ میں مٹھائی دیکھکر کہیگا کہ اماں
ہمیں! اچھے ننھے منہہ سے تو بول۔ اچھے ننھے آنکھیں تو کھول۔
اچھے دیکھ تو سہی یہ کون دکھیا[11] رو رہی ہے اچھی پہلے تو تو مجھے روتا

---

[1] ہیضہ [2] دفن کرنا [3] پیاری [4] ماتم کرنا [5] بیٹے [6] جنگل میں بسنا
مراد قبرستان [7] پروردگار [8] مٹھائی [9] بیٹا [10] ایک لفظ ہے جو
چھوٹے بچے کسی چیز کی اوٹ میں کھڑے ہوکر منہہ نکال کر کہا کرتے ہیں یعنی
دیکھو ہم کہاں ہیں [11] مصیبت زدہ

دیکھکر آنسو[1] پوچھا کرتا تھا اب ایسا کُٹر[2] ہو گیا کہ تیری کان[3] پر جُوں نہیں چلتی ہائے غضب ہائے غضب کوئی بھی اپنا نہیں - آیا مجھ پر تو بُری بن گئی دن بھر اُس سے دل بہلا کرتا تھا اب دیکھئے میرا کیا درجہ[4] ہوتا ہے اگر اُسی کو ستی تھی تو اُوپری دل سے کوستی تھی اور جو مارتی تھی تو پولے پولے ہاتھوں سے مارتی تھی اوروں کی طرح دُھواں دُھوں نہیں کُچلتی تھی - مینے پانچ برس خدمت کی اور پھر کچھ نہ دیکھا - خیر خدا کو میری محنت پسند نہوئی اُسکی امانت تھی لے لی اِس میں کسکا زور ہے صبر اور شکر کے سوا کچھ نہیں بن پڑتا +

جواب ۴۲ بُوا نوروزی بیگم! مجھے بھی تیری بیٹے کے مرنے کا بڑا ہی قلق ہے پانچ برس کی جان دُنیا جہان کی باتیں کرتا تھا آگے موٹا تازہ خوبصورت بھی ویسا ہی تھا اُسکا تھا[5] لہ امّاں تھا لہ امّاں کہکر پُکارنا ایسا پیار الگتا تھا کہ میں تم سے کیا کہوں - جانے[6] ہار بچّے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں - یہ داغ[7] وہ ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دے - میں اِسی دن کو پیٹتی[8] تھی کہ دیکھ بُوا آٹھوں پہر کا کوسنا اچھا نہیں ہوتا خدا جانے کونسی گھڑی کیسی ہے کوئی کیسی ہے پر تیری ذرا بھاویں نہیں تھا - ہمنے تو جب سُنا اِس جل گئی زبان سے یہی سُنا اِی موئی جوانہ[9] مرگ اِی موئی غارتی[10] - اِی موئی جائیا[11] - اِی ستیاناس گئے اِی جا نہار تو دنیا کے پردے سے اُجڑ جائے تجھے ڈھائی[12] گھڑی کی موت آجائے کسی کی آہی[13] تجھے لگ جائے تیرا جنازہ

۱ تسلّی دینا ۲ سخت سنگیں دل ۳ خبر ہونا ۴ حال ۵ خالہ امّاں ۶ مرنے والے ۷ صدمہ ۸ منع کرتے تھے - یہی روز بد پیش نظر تھا ۹ دعا ہے جوان مرگ ۱۰ غارت ہونے کے قابل ۱۱ مرنے جوگا ۱۲ پہر بھر کے اندر مر جائے ۱۳ موت

دیکھوں - تیرا مردہ دیکھوں - تجھ پیٹوں - آلہی تو جلجائے - آلہی تو اپنی جوانی کا سُکھ نہ دیکھے + غرض کہانتک کہوں صبح اُٹھکر یہی وظیفہ تھا اب تمھیں ہوکہ سر پیٹ[1] ہاتھ دھر کر روتی ہو - کرتا تو سب کچھ خدا ہے پر آدمی کو ہزار طرح کی وہم گذرتی ہیں چلو اب صبر کرو اللہ رکھو جان جوان ہو ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے - خدا میاں کو زندہ رکھے اور بہتیرے بچّے ہوینگے وہ جو کہتے ہیں سُہاگن کا بچہ بچھواڑے کھیلتا ہی وہ یہی تو بات ہی خدا کی درگاہ میں شکر کرو اور صبر ہی ہو بیٹھو رونے دھونے سے کچھ نہیں ہوتا - قیامت کے دن یہی بچہ تمہیں بخشوائیگا اور اپنے ساتھ جنّت میں لیکر جائیگا فقط آلہی تو اپنی خدائی[2] کا صدقہ میری بہن کو صبر دیو اُسکا دل ٹھکانے لگا +

خط ۳۴ آپا جان! تم تو آتی کی آتی ہی رہیں اور میں اپنی بھاوج کے جنّے میں ہو بھی آئی لگا تار سات دن تک گانا بجانا رہا - اُن کے ہاں کی عورتیں سب کی سب ملنسار اور تمیزدار تو معلوم ہوتی ہیں - مگر پھر بھی گنوار[3] کی بُو پائی جاتی ہی - اللہ زیادہ کرے روپیہ پیسہ تو الغاروں[4] ہی پر حوصلہ[5] دل نہیں پیسہ کی جگہ دھیلا اُٹھاتی ہیں اور اُس میں سے بھی بنے تو دو چار کوڑیاں بچا رکھنے کا ارادہ رکھتی ہیں - پانچ دن پانوں کی وہ بلوں بلوں[6] رہی کہ زردا ہے تو چھالیہ نہیں - اور چھالیہ ہی تو کتھا نہیں + ہاں چھٹی کے دن دل کھول کر[7] پیسہ اُٹھایا سو وہ بھی سمدھیانہ والوں کے دکھانے کو - آج کے دن مجلس بھی اچھی جمع ہوئی لوگ بھی

[1] کمال افسوس کرنا [2] مخلوق [3] گنوارپن [4] بہت بے شمار [5] حوصلہ [6] مانگ - پکار - کمی [7] بخوبی - فراخ حوصلگی سے

دور دور سے آئے ہیجڑوں چونے والیوں - ڈومنیوں کا شمار نہ تھا - باہر ہیجڑے تالی پیٹ رہے تھے گھر میں ڈومنیاں اور چونے والیاں تھئی تھئی[2] کر رہی تھیں زچہ کے میکے سے چھٹی[3] بھی اچھی آئی - بچے کو کئی کئی جوڑے - رضائیاں پوتڑے - سوزنیاں - دوہریں - زچہ کو جوڑا زچہ کے میاں کو جوڑا - دو سو روپیہ کا گوشوارہ[4] زچہ کے سر سے باندھنے کو اور سو روپیہ کی پٹی[5] بچے کے سر کو - گہنا بھی ہزار پانسو روپے سے کم نہ تھا - چاندی کے چٹے بٹے - چاندی کی چسنی - چاندی کے جھنجھنے - ایک پنگوڑہ ایک پلنگڑی - مرغیاں مرغیوں کے ٹاپے[6] - کوئی آٹھ دس گھی کے ہنڈے - منوں مونگ منوں چاول غرض سب چیزیں تھیں - جس وقت زچہ چھٹی نہا ان پٹیوں کو اپنے اور بچے کے سر سے باندھ کر دودھ پلانے بیٹھی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رانی مہارانی یا کسی ملک کی شہزادی بیٹھی ہے - جب تارے[7] دکھانیکا وقت آیا تو میں پڑ کر سو گئی - سات دن کو دیکھو اور سونے کو دیکھو کب تک نہ سوتی کمر سیدھی کرنے کی تو فرصت تھی ہی نہیں کہاں کہ اپنی نیند سونا اور اپنی نیند اٹھنا - ہاں یہ تو میں کہنا بھول ہی گئی کہ ان پانچ دنوں میں ان کے کنبے والوں نے خوب خوب جچا گیریاں گائیں اور عجب عجب سانگ بھرے ٭

---

[1] ایک طرح کی ڈومنیاں ہوتی ہیں [2] ناچ گا رہی تھیں [3] وہ چیزیں جو بچہ کے لئے زچہ کے میکے سے آتی ہیں [4] زریں گوشوارہ [5] کھانچی [6] ایک زنانہ رسم ہے کہ چھٹی کے دن زچہ کے ادھر ادھر دو تلواریں ننگی کر کے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اسے آسمان کے تارے دکھاتی ہیں جس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ آج سب بلائیں ٹل گئیں [7] جچا نہ کے گیت

جواب ۴۴ بوا میرا آنا اس سبب سے نہیں ہوا کہ ایکا ایکی[۱] خدیا ساس کے دشمنوں کی طبیعت ماندی[۲] ہوگئی تھی لینر[۳] کر دینے پڑگئی تھی خدا خدا کر کے اب آرام کی صورت دیکھی ہے چلو تم چھٹی دیکھ آئیں گویا میں نے ہی دیکھ لی جتنی باتیں تم نے لکھیں ہیں مجھے تو شاید یاد بھی نہ رہتیں اور لکھنا تو کیسا؟ اگر وہ جچا گیریاں تمہیں یاد رہی ہوں تو مجھے بھی لکھ بھیجو تمہاری بھانجیوں کو انکے سننے اور یاد کرنے کا بڑا ارمان ہے لو اللہ حافظ

جواب ۴۵ کا جواب آپا اب مجھے وہ ساری گیت تو یاد نہیں رہے مگر ہاں دو ایک یاد ہیں دیکھو ان کا سرا یاد کر لوں تو لکھوں ایلو پہلا گیت تو یاد آگیا شاید لکھتے لکھتے اور بھی یاد آجائیں۔ لو میری بھانجیو سنو!

جچا گیریاں

۱ آج جنم لیا میرے راج دلارے نے پالنا بناؤنگی۔ رے (پالنا)
گھی کھچڑی بھیجی بابل حب رنگ سگھڑ جچا کو میں مارے کھاؤنگی۔ رے (پالنا)
باپ

ایضاً

۲ جچا نے چاہے ہیں پان کہ چادر پیک بھری۔ ایلی کی چادر پیک بھری
اندر ہیں سلطان کہ باہر فوج کھڑی۔ ״
نکل پڑے سلطان نقاروں چوب دھری ״
بن کھانڈے تلوار جچا بیری خوب لڑی۔ ״

ایضاً

۳ ایلی نے مجھے درد دیا۔ ساونلیا نے مجھے درد دیا۔ پاتلیا نے مجھے درد دیا

۱ اچانک۔ ۲ دفعۃً ۳ علیل ۴ مایوسی ہوگئی تھی

جائے کھولڑکے کے باوا سے اُونچی نوبت دھراؤ رے - البیلے نے مجھے درد دیا-

جائے کھولڑکے کے نانا سے رنگ بھری کھچڑی لاؤ رے - "

جائے کھولڑکے کے ماموں سے ہنسلی کڑے لاؤ رے - "

جائے کھولڑکے کی خالہ سے کُرتے ٹوپی لاؤ رے - "

جائے کھولڑکے کے باوا سے بھانڈ بھگتی نچاؤ رے - البیلے نے مجھے درد دیا

ایضاً

۴- بیرن بھیّا میں تیری ماں کی جائی - ہولہ سُنکر بدھاوا لیکر آئی (بیرن) چھاتی دُھلائی کٹوری لُونگی - تولٹ دُھلائی روپیا - پاؤں دُھلن کو چیری لُونگی توخصم چڑھن کو گھوڑا - (بیرن بھیّا) بس بُوا اسی طرح کے اور بہت سے بڑے بڑے گیت تھے میرا جیتا تو اتنا بھی نہیں کہ دس پانچ یاد کرلیتی - فقط -

خط ۴۸ - واہ واہ بُوا صد رحمت! تُمہیں یہی چاہئے - مجھے اپنی بلا[1] میں پھنسا کر آپ بے فکری سے اماں جان کے ہاں جا بیٹھیں - ایک تمہیں تو اپنی عاقبت[2] سنوار وگی مجھے خدا کو تھوڑا ہی مُنھ دکھانا ہے؟ بس بُوا خُدا کو مانکر جلدی آؤ - اور اپنے گھر گھر والے کو سنبھالو - مجھ سے کسی کے گھر میں نہیں بیٹھا جاتا - اس اخیر وقت میں بھی اُن سے نہ ملوں گی تو کیا قیامت میں ملونگی؟ میں آؤں تو مہاجن کے پاس سے اُن کا جمع کیا ہوا روپیہ نکالکر قرض خواہوں کو چکا دوں اگر کل کلاں کو خدا نکرے اُنکی آنکھ بند[3] ہو گئی اور مہاجن مکر[4] گیا تو قیامت میں قرض خواہ میری ماں کی بوٹیاں کاٹینگے[5] تمہارا کیا جائیگا تمہیں تو دین دُنیا کی کُچھ بھی خبر نہیں[6] اللہ کے جی ہو تم کیا جانو کیا ہوتا ہے اور کیا ہوگا

---

[1] اولاد [2] نیک کام کرنا [3] انتقال ہونا [4] انکار کرنا [5] یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص کسی کا قرض ادا کرکے نہیں مرتا تو عاقبت میں اُسکی عوض اُسکی بوٹیاں کاٹی جاتی ہیں [6] دُنیا وما فیہا سے بیخبر - بھولے آدمی

جواب ۴۳ - اللہ بی فیروزی دُنیا کے لہو ایسے سفید[1] ہو گئے کہ تم پہر دو دن[2] کے رہنے میں
اتنی بے رُخ ہوئیں اچھا ہُوا تمہیں وہاں رہنا بھاری[3] ہے تو میرے بچوں کو خدا پر
چھوڑ کر چلی آؤ مجھ سے تو اماں جان کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں آیا جاتا گھڑی ساعت
کی مہمان ہیں ہچکی لگ رہی ہے - میں تمہاری عاقبت[4] کیوں خراب کرنے لگی ہوں
آؤ تمہیں اگر ناہیں خدا سے[5] ملاؤ - مہاجن سے حساب لو قرضخواہوں کو چکاؤ -
بُوا تم کچھ اور گمان نہ کرو مجھے اُنکی کوڑی کوڑی الٰہی مُہر[6] ہے میں اللہ کی مست
ہوں تو آپ کو ہوں اور تنگ دست ہوں تو آپ کو ہوں - بس تمہیں
بھی دیکھ لیا + فقط +

جواب ۴۴ - بُوا اپنے احمد علی کو تمہاری خاطر سے بھیجتی ہوں دیکھنا میرا
اللہ آمین[7] کا ایک بچہ ہے اندھیرے اُجالے نہ نکلنے دینا اسکی انّا[8] بھی ساتھ
آتی ہے تم اپنے تنگہ کو دوسرے تیسرے خیر صلا لیکر بھیجتی رہنا اور میں اُسکے
کوکا[9] کو دن میں ایک دفعہ بھیجا کروں گی - یہہ بھی شام[10] سے سوتا ہے اور
منہہ اندھیرے اُٹھکر چیز بُنّی[11] کی دھوم ڈالتا ہے - کھاتا تو کیا ہے کچھ چڑیوں
کو کھلاتا ہے کچھ کِھنڈاتا[12] ہے اپنا جی بہلا لیتا ہے - حلوا سوہن کی ٹکیاں اُسکے
ساتھ کئے دیتی ہوں اچھی تمہیں میرے سر کی قسم ہے احمد علی کو اپنی جان
کے برابر رکھنا ذرا آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دینا میرا دل اُسی میں پڑا رہیگا +

---

[1] محبت نہ رہنا [2] دوبھر مُشکل - [3] ناگوار [4] بھلائی کرنا - [5] دین میں سُرخرو کرنا [6] امانت - واجب الادا [7] نازپروردہ - بچپن کا ساتھی تحقیق ارمغان دہلی میں دیکھو [8] بچہ پالنے والی عورت [9] ترکی میں آتکہ جسے باپ آیا ہے مگر اہلِ قلعہ دودھ پلانے والی کے خاوند کو کہتے ہیں جو باپ کی بجائے خیال کیا جاتا ہے - دودھ پلانے والی کا بیٹا یا بیٹی [10] سرِ شام [11] شیرینی - مٹھائی [12] بکھیرنا - پھینکنا -

جواب ۹۴ - بہن! میاں احمد علی ماں کی گودی پر چڑھے ہوئے میرے
گھر میں دڑانہ گھُسے چلے آئے - میں نے کہا مردُوے تُو آواز دیکر نہیں آتا؟ دیکھ
تو چھُپنے والے بیٹھے ہیں اور تُو مُنہہ اُٹھائے چلا آتا ہے؟ تو کہنے لگا اچھا
بی اب مُنہہ ڈھانپت لُوں میں نے کہا ہاں ڈھانک لے تو دیکھنا اُسنے آنکھیں
تو بند نہ کیں فقط مُنہہ پر ہاتھ رکھ لیا - میں نے کہا واہ واہ تُم بھی خُوب ہو
یُونہی مُنہہ ڈھانکا کرتے ہوسنگے؟ تو بولا تمہالہ اماں ہیں تو اُسی تو مُنہہ
جانتا ہُوں ریا آنچھوں تو بھی مُنہہ چھپتے ہیں؟ اِلیو میں تمہالے مُنہہ میں
چیزی دیتا ہُوں بھلا تُم انچھوں تے مُنہہ سے کھاتو جاؤ ” لُوا مُجھ سے اِسکا
کچھ جواب نہ بن پڑا اپنا سا مُنہہ لیکر رہ گئی - ماشاء اللہ خدا اِسکی عُمر دے ابھی
سے بڑوں کے کان کاٹتا ہے - ایک تکہ پر کیا موقُوف ہے کوئی نہ کوئی
آدمی روز تمہارے پاس خبر لیکر پہنچے گا آدمیوں کا اُوڑا نہیں پڑا ہے -
چار پیسے ڈولی پر تو مکان ہی ہے ایسا کچھ دُور بھی نہیں جو کسیکو آلکسی آئیگی -
وُہ میرا کلیجہ ہے میں اُسے اپنی جان سے عزیز سمجھتی ہُوں تُم اِسبات سے بیفکر رہو
یہاں آتے ہی بچوں میں اُسکا دِل لگ گیا - اے دیکھو دھما چوکڑی مچاتا پھرتا ہے کیوں
احمد علی تیری ماں کو کہلا بھیجوں کہ اِسنے سارا گھر سر پر اُٹھا رکھا ہے ایسا چنچل ہے کہ کان
پڑی آواز نہیں سُنائی دیتی - اُدھو جی میلی اماں تو مجھے ایسا جانتی ہی نہیں -
تمہالے رہنے سے ریا ہوتا ہے“ + بوا مُجھے اِس بات کا بڑا گلہ ہے کہ تُمنے
میرے گھر کو اپنا گھر نہ سمجھا - بھلا موئے حلوا سوہن کی بھی کچھ حقیقت تھی کہ
اِسکی ٹکیاں بھی ساتھ کر دیں خیر کیا مضائقہ ہے اپنا اپنا وقت ہے

۱ بے محابا ۲ شرمندہ ہو جانا ۳ بات کرنا ۴ قحط - کال ۵ کود پھاند ۶ شور و غل مچانا ۷ باپ

ہے اور اپنی اپنی بات ؏

خط ۵۰ اللہ رے بُوا پانچ برس پیچھے میرا سید جانی آیا اُسے دیکھ کر جان[1] میں جان آگئی گویا سوکھے دھانوں پانی پڑا مجھے کب اُمید تھی کہ میں اپنی زندگی میں اُسے دیکھوں گی پر اُس کی خدائی[2] سے کچھ دور نہ تھا اب میں اُس کے آنے کی شادی کرتی ہوں۔ پرسوں پیر[3] دیدار کا گونڈا[4] کرونگی[5] تم بھی اپنے بال بچوں کو لیکر چلے آؤ اور بھانجے سے ملجاؤ پھر وہ کہاں اور تم کہاں تمہیں پوچھنا بھی تھا کہ خالہ اماں اور اُن کے بچے تو اچھے ہیں؟ میں نے کہا ہاں سیاں سب تندرست ہیں۔ وہ بھی تمہارے دیکھنے کو پھڑکتی[6] ہیں۔ بُوا خوشی ہوئی نہ ہوئی برابر ہے گلہم[7] دو اٹھواڑے رہے گا۔ اس کا فرنگی بڑا ظلمی ہے دم بھر کی چھوٹ نہیں دیتا بھلا اس میں کیا جی بھر کر صورت دیکھوں گی خیر یا منتا[8] نہ مانے گی تو ساتھ ہی چلی جاؤں گی کیا[9] ہوا دو چار مہینے لدھیانے رہکر چلی آؤں گی ؏

جواب ۵۱ آپا میرے بھانجے کا آنا تمہیں مبارک اور مجھے سلامت کیا کروں شام ہوگئی دونوں وقت ملنے لگے نہیں تو ابھی ڈولی منگا کر چلی آتی میرا جی خود اپنے بھانجے کے دیکھنے کو لوٹتا[10] ہے دیکھئے اس خوشی میں رات کیوں کر کٹتی ہے۔ تم نے دیکھا؟ اب بھی بدن[11] پر بوٹی چڑھی یا ویسا ہی دھان[12] پان ہے۔ چلو[13] خدا نے تمہاری اُمید پوری

[1] آگاہی کا کلمہ ہے [2] تسلی ہونا [3] قدرت شان [4] عورتوں کا ایک فرضی ولی ہے مگر درحقیقت جامع المتفرقین کو کہنا چاہیئے [5] نیاز [6] مشتاق دیدار ہونا [7] محبت [8] کیا ڈر ہے۔ کیا بڑی بات ہے [9] ترستا ہے [10] موٹا تازہ ہونا [11] دبلا پتلا [12] حرف تردید یعنے ان باتوں کو چھوڑ دو ؏

گردی اُس کی درگاہ میں شکرانہ بھیجو اور اب اِس کا کوئی اچھا سا گھر[۱] دیکھکر کہیں ٹھکانا[۲] کر دو۔ صاحب نِا جلیبیوں کا کونڈا۔ صدقے کے ٹکے۔ تیل ماش کا خوان لیکر آتی ہے اسے رات کو وہیں ٹھیرانا اور میری طرف سے اپنے سیّد کی چٹ چٹ اُوپر تلے[۳] بلائیں لینا دِن نکلے تو میں بھی سواری منگا کر آن اُترونگی ॰

خط ۵۲ - لوٹیو[۴] اور سنو! بی خانم جان نے کیا اُشغلا[۵] اُٹھایا ہے کہ یہ شام ہوئی اور خالہ اماں کے بچوں کو کوسنے بیٹھ گئی بھلا ہوا غضبِ خدا میرا اِن کا باپ مارے کا بیر تھا یا ہلک ہلکات کا جھگڑا تھا یا اُن کے معصوموں نے میرا کچھ بگاڑا تھا جو میں کوستی؟ پہلے اپنی چھاتی[۶] پر ہاتھ رکھ لوں تو کسی کے بچوں کو کوسوں اِس تپنگ[۷] چھری نے تو خوب بیرا کھیری پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اچھی تمہارے قربان جاؤں تم اُنکے دِل سے یہ بات دھو ڈالنا نہیں تو خالہ بھانجیوں میں خدا واسطے[۸] کا بیر پڑ جائیگا اور اِس بہتان اُٹھانے والی سے تو خدا سمجھے گا ॰

خط ۵۳ - بہن! تم خانم جان کی باتوں پر نہ جاؤ پڑا[۹] بھونکنے دو وہ انہیں باتوں سے سب میں اُکّو اُکّو[۱۰] ہو رہی ہے اِس کی جان پر غضب ٹوٹے اِس نے کِس کِس پر ٹوتیا طوفان نہیں جوڑا وہ تو کوئی اسے منہ نہیں لگاتا نہیں تو یہ وہ غضبن[۱۱] ہے کہ ایک طوفان[۱۲] روز کھڑا کرے اوّل تو خالہ اماں کے

---

۱ خاندان ۲ شادی کرنا ۳ تواتر لگاتار ۴ حرفِ خطاب ۵ بہتان ۶ اپنا سا دل اور کا سمجھنا ۷ محبت کی جڑ کاٹنے والی ۔ لڑائی کرا دینے والی ۸ بُغض یعنی ناحق کی دشمنی ۹ ایک بے پروائی کا لفظ ہے ۱۰ نکّو ہونا ۔ بدنام اور بُرا ہونا ۱۱ فساد بھری ۱۲ بہتان ॰

فرشتوں کو بھی خبر نہیں اور اگر ہو بھی تو وہ ایسی نہیں ہیں کہ تیری میری لگائی بجھائی میں آ کر تم سے بیر باندھ لیں کچھ اُنھوں نے اپنے بال دھوپ میں نہیں سفید کئے آخر تم سے چار کپڑے زیادہ ہی پھاڑے ہیں - تم کچھ بات مُنہ سے نہ نکالو چپکی بیٹھی تماشا دیکھو میں اسے کیسے ناک چنے چبواتی ہوں +

خط ۵۴ - کیا بہن! کل تمہارے پاس کرامت علی گیا تھا وہ کہتا ہے کہ اماں تم نے مہاجن سے روپے نکلوائے ہوتے خالہ سے ناحق لے لئے وہ مجھ مجھ پر رکھ کر ایسی ایسی باتیں سناتی ہیں کہ میرا جی جلتا ہے کبھی تو کہتی ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی نادہندی سما گئی ہے کہ ہوتے ساتے میرے روپے اُنکے جی سے نہیں نکلتے۔ کبھی کہتی ہیں "باپ بیٹوں کی کمائی آتی ہے اور پھر پوری نہیں پڑتی"۔ کبھی سُناتی ہیں پھوہڑ عورتوں کے ہاں کبھی خیر ہوتی ہے نہ برکت سدا خرچ کی بلوں بلوں رہا کرتی ہے بوا اگر تمہیں اپنے روپیوں کی حاجت ہو تو آدھی رات پچھلے پہرے جب چاہو مجھ سے منگا لو تمہارے روپے دودھ پیتے ہیں کہیں مارے میں نہیں گئے اٹلے تھڑے کو لگا رکھے تھے +

جواب ۵۵ - بوا بہ حاشا للہ حاشا رحمان میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تمہارا لڑکا کب آیا اور کب چلا گیا وہ ایک جھوٹا لپاٹی منفنی ہے - اُسکی بات کا تمہیں کو اعتبار ہوگا وہ جھوٹ نہ بولے تو اُسے روٹی

ہے

[1] محض لاعلمی سے مراد ہے [2] کہنے سننے میں آ کر [3] ناتجربہ کاری [4] تنگ پکڑنا - عاجز کرنا [5] قرض لینا [6] کشفی نہ ہونا [7] بے سلیقہ [8] بیکار - ناتنگ تنگی - [9] غضب ہونا [10] وقت بے وقت [11] قسم سخت - خدائے پاک کی قسم ہے یا پناہ مانگتی ہوں خدا سے [12] فریبی -

ہضم نہو پیٹ پھول جائے - اُسنے کہا کہ اور کچھ نہیں تو آؤ آج یُوں ہی بات بناؤ کہ میں خالہ پاس گیا تھا اُنہوں نے کہا کہ ایسا کیا اُوڑا پڑ گیا جو تیری میّا میرے روپے نہیں دیتی باپ بھائی اِتنا کچھ کماتا ہے اور پھر گُزر نہیں ہوتی آٹھوں پہر خرچ کی پُکار رہتی ہے خُدا ایسے طُوفانی[1] بچّے سے بچائے اِسے تو خُوب مینڈھے لڑوانے آتے ہیں - بھُس میں چنگی ڈال جا لو دُور کھڑی[2] اوّل[3] تو بہن مُوے دو بیسی رُوپلّی کی کائنات[4] ہی کیا ہے دُوسرے[5] جس وعدے پر مُنتے لیئے ہیں ابھی اُنہیں بھی مہینوں کی دیر ہے - ایسی کیا میری عقل جاتی رہی تھی جو اپنے قول قرار سے پھر جاتی - ہاں یُوں کہو میاں کرامت علی کو گُل[6] چھرّے اُڑانے کے واسطے ضرُورت پڑی ہوگی اُنہوں نے کہا کہ اور تو کوئی ڈھب نہیں بنتا اِسی بہانہ سے اماں کے پنجہ سے رُوپئے نکالو اور چُپکے چُپکے مزے اُڑالو تم اُس سے کہو کہ تُو خالہ کے مُنہہ در مُنہہ[7] کہدے میں اُنکے رُوپے پھینکدُوں دیکھو تو کیا کہتا ہے ✦

خط ۵۶ - اچھی میری خالہ جانی! میں تیرے واری[8] ہو کر مر جاؤں - اپنی مُغلانی[9] سے بھانجے کے انگرکھے پر تُرنج بنوا دے - اُسے عید کی بڑی خوشی لگ رہی ہے - میری مُغلانی تو خُدا جانے کہاں اُجٹ[10] گئی - دو دِن کو کہہ کر گئی تھی آج دس دِن ہونے آگئے - عید کا جو سِرا[11] ہے تو کوئی درزی

[1] بُھنانی [2] لڑائی کرادینا [3] اصل - حقیقت [4] مزا اُڑانا - عیش اُڑانا [5] رُوبرو [6] صدقہ ہو جاؤں [7] سینے پرونے والی نوکر [8] چلی گئی - غصّہ سے کہا ہے [9] قریب ہونا

درزی بھی ہاتھ[1] نہیں دھرتا۔ نہیں تو اُسی کو دیدیتی حد لاچار[2] ہوکر تمہارے آدمی کو تکلیف دیتی ہوں۔ دیکھو میں نے کبھی نہ کبھی مُنہ[3] پھوڑ کر کہا ہے تم عید سے ایک دن آگے تُرنج بنوا کر میرے پاس بھیجدینا اور اگر انگرکھا تیار ہوکر نہ آئے گا تو تمہارا بھانجا برس کے برس دن لوٹا لوٹا پھرے گا۔ خدا بخش رنڈونہ[4] یہ خط اور انگرکھا لیکر آتا ہے اُسی کے ہاتھوں جواب بھیجنا۔ لو تمہارا خدا حافظ ۞

جواب ۵۷ بُوا! ایسی کیا بات ہے میں بھی تمہاری مُغلانی بھی تمہاری کسی غیر کا کام تو نہیں ہے اپنا ہی کام ہے سو دفعہ ہزار دفعہ آنکھوں سے تُرنج بنا کر بھیجدے گی اور آج کل تو غیر کا کام بھی ہوتا تو میں اُسے منع نہ کرتی کیونکہ وہ اِن دنوں میں گھر کا سینا پرونا اُٹھا کر کبھی کی ہاتھ[1] پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے کام جو آگے نہیں ہے تو خالی[5] بیٹھی گھبراتی ہے۔ اس پر کیا موقوف ہے جب کچھ کام ہوا کرے باشوق[6] بھیجدیا کرو خدا[7] نے چاہا تو میرے بھانجے کا انگرکھا الوداع کو یا عید سے دو دن پہلے پہنچ جائےگا مارا مار کرکے سلواؤں گی جب تک تیار نہو گا آٹھ پہر مُغلانی پر تاکید رکھوں گی۔ اوّل تو وہ خود تمہارے بیٹے کا کام چاؤ[8] سے کرتی ہے اُسے کچھ کہنے سُننے کی حاجت بھی نہیں فقط تمہارا بھی اللہ بیلی اللہ نگہبان ۞

خط ۵۸۔ کہو بُوا محمودی بیگم! اپنی خالہ زاد بہن کے بیاہ میں گئی تھیں؟ کیا کیا کھایا؟ کیا کیا دیکھا؟ بہن میں یوں نہ آسکی کہ اُسی روز میرے ہاں مہمان آگئے امّاں جان نے بھیجنا مناسب نہ جانا چلو جیسے تم گئیں ویسے

[1] اقرار نہیں کرتا۔ حامی نہیں بھرتا [2] ناچار [3] بےحیا بنکر [4] ہرکارہ [5] بیکار، خالی۔ [6] شوق سے [7] انشاءاللہ تعالےٰ [8] شوق سے ۞

میں گئی۔ دُولہا کیسی شکل کا تھا؟ سمدھنیں کیسی بنی ٹھنی تھیں؟ چڑھاوے میں کیا چڑھا؟ تُمہاری طرف سے سلامی میں کیا پڑا؟ اُن میں بھی کوئی لڑکی پڑھی لکھی تھی یا سبکی سب خُدا رکھّو ہم ہی جیسی تھیں۔ لو خدا حافظ

جواب ۵۹ بہن! اُس روز شاموں شام تُمہاری راہ دیکھی جب تُم نہ آئیں تو اخیر کو ہار کر مغرب کے لگ بھگ دادی امّاں کی ڈولی میں بیٹھ لی دیکھنے کی نہ پُوچھو اب تو جس مجلس میں جاؤ ایک نہ ایک بات نئی دیکھ کر آؤ لباس میں پوشاک میں وضع میں طریق میں روز بروز انہونی[۱] باتیں نکلتی چلی آتی ہیں۔ اور بُوا تُمہاری جان کی قسم کُچھ وُہ بھلی بھی معلُوم ہوتی ہیں۔ میں نے کئی بیویوں کو دیکھا کہ اُن کے کانوں میں صِرف ایک ایک بُندا ہاتھوں میں ایک ایک سونے کا کڑا کلیونڈار سفید ہی پجامے سفید ہی دوپٹے اُن پر ریشمی فیتہ لاکھ بناؤ دیتا تھا اور بہت سی سمدھنیں ایسی بھی تھیں کہ ٹُلدان جوڑے اُن کے بدن پر تھے اور گہنے میں ٹوٹی پڑتی تھیں جس وقت یہ چھم چھم کرکے اُتریں سب نے مِلکر اُتروایا اور عزّت سے بٹھایا الائچی پان چھالیہ زردہ[۲] کسی چیز کی کمی نہ تھی گلوریوں پر گلوریاں کھلائیں رات کو بھی ڈومنیاں گائیں اور دِن کو بھی گائیں مگر شرع توڑے والی بیویوں نے دائرہ کے سوا دُوسرا باجہ نہ سُنا۔ دولہا مدن کا چھریرا صُورت کا اچھّا تھا اِس زمانے کی دُلہنوں سے زیادہ اُسے شرم تھی کیا مقدُور جو ذرا آنکھ اُونچی کی ہو چاہا سو اُس بچارے سے کہلوایا اور اُس نے کہا چڑھاوے میں نک سے سِک[۳] تک دوہرا گہنا اور سب کا سب بھاری چڑھایا شربت پلائی بھی اچھّی دی یہاں سے بھی ساتھ سو روپیہ کے قریب سلامی پڑی۔ اُن کے گھر کا بچّہ بچّہ پڑھا لکھا تھا تُمنے تو طعن سے لکّھا تھا کہ ہم ہی جیسی تھیں یا اُن میں کوئی لڑکی پڑھی

[۱] نئی انوکھی [۲] کھانے کا تمباکو [۳] صحیح نک سے سِک یعنے از سر تا پا

لکھی بھی تھی؟ میں آنکھوں دیکھی کہتی ہُوں کہ اگر ہمارے کنبہ میں یا ہماری ہیلیوں میں کوئی ایسی ہوتی تو میں اُسکے پاؤں دھو دھو کر پیتی جس روز برات رخصت ہوئی اُس روز کا حال سنو تو اچنبہ میں رہ جاؤ صبح کے وقت ڈومنیاں گانے بیٹھیں اوّل تو انہوں نے بہادرشاہ دہلی کے بادشاہ کی بنائی ہوئی ایک پہیلی گائی اور پھر جس وقت جہیز نکلنے کی تیاری ہوئی تو منڈھا گانا شروع کر دیا۔ اِس وقت کی نہ پوچھو عورتیں تو عورتیں مردوں کا یہہ حال تھا کہ ڈیوڑھی میں کھڑے ہوئے دھاروں رو رہے تھے اور بس یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹی کی محبّت آج ہی کے دن تک تھی پالا پوسا چھوٹے سے بڑا کیا اور دوسرے کو سونپ دیا کلیجہ کا یہہ حال تھا کہ اُس گیت کو سُن سُنکر پھٹا جاتا تھا یہانتک کہ سب جہیز کا نکالنا تو بھول گئے اور کبوتروں کی طرح بِن چھری تڑپنے لگے یُوں تو یہہ ہندوانی گیت تھے اور انہیں لوگوں کی اِن میں باتیں تھیں مگر بُوا میں تم سے کیا بیان کروں اُن میں کیسا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا خدا جانے پورے سمجھ میں آتے تو کیا غضب ڈھاتے میں نے جو اُوپر نگاہ کی تو کیا دیکھتی ہُوں کہ کئی سمدھیانے کی لڑکیاں ہاتھوں میں سُرمہ کی قلم اور کاغذ لئے بیٹھی ہیں اور جھپ جھپ اُس گیت کو لکھ رہی ہیں پھر تو مجھے بھی شوق ہوا مگر اُس وقت نہ قلم نہ دوات کاغذ نہ تختی لکھتی تو کاہے پر لکھتی میں اِدھر سے اُٹھکر اُن کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ بُوا یہ کیا لکھ رہی ہو انہوں نے کہا کہ جس گیت نے تم سب کو رُلا رکھا ہے ہم اُسی کو لکھ رہے ہیں میں نے کہا کیا تم کو خبر تھی کہ وہاں یہ گیت گایا جائیگا وہ بولیں نہیں مگر ہم سُرمہ کی قلم اور سادے کاغذ کی چھوٹی سی کتاب اپنی جان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ جو بات ہمیں پسند آتی ہے

[1] زار و قطار رونا - آٹھ آٹھ آنسو رونا

یا یاد رکھنے کے قابل ہوتی ہے اُسی کو لکھ لیتے ہیں میں نے کہا بھلا ہُوا اِس کی نقل ہمیں بھی دو گی اُنہوں نے ہنسکر کہا آنکھوں سے ہم چلتے چلتے تمہیں دیکر جائیں گے سو وُہی گیت میں تمہیں بھی بھیجتی ہُوں دیکھو تو کیسے اچھے اور درد کے بھرے ہوئے ہیں۔

فقط محمُودی بیگم۔

پہیلی ٭

سُن ری سہیلی موری پہیلی بابل[1] گھر تیں رہی البیلی[2]

ماتا پِتا[3] نے لاڈ سے پالا سمجھا مجھے بس گھر کا اُجالا ایک بہن تھی ایک سہیلی

یُوں ہیں بہت دن گُڑیاں ہیں کھیلی کبھی اکیلی کبھی دُوکیلی

جس سے کہا چل تماشا دِکھالا اُسنے اُٹھا کر گودی میں لیلی

کُچھ کُچھ موہے سمجھ جو آئی ایک جا ٹھیری موری سگائی[4]

آون لاگے باہمن نائی کوئی لے روپیا کوئی لے دھیلی

بیاہ کا میرے سا[5] جب آیا تیل چڑھایا منڈھا چھوایا

سالُو سُوہا سب ہی پہنایا مہندی سے رنگ دی ہاتھ ہتھیلی

سا سرے کے لوگ آئے جو میرے ڈھول دمامے بجے گھنے رے

شُبھ گھڑی شُبھ دن ہوے جو پھیرے سیّاں نے موہے ساتھ میں لے لی

آئے براتی سب رنگ رس کے لوگ کُٹم[6] کے سب ہنس ہنس کے

چاہوت[7] تھی یہی گھر سے نکسے[8] اور کے گھر میں جائے دھکیلی

[1] باپ [2] بے پروا [3] ماں باپ [4] نسبت ۔ شادی [5] وقت [6] کُنبہ قبیلہ [7] چاہتے تھے [8] نکلے

٭ چیستاں ۔ بجھول ۔ بُجھارت

لے کے چلے پی[1] ساتھ جب اپنے روون لاگے پھر سب اپنے

کہا کہ تُو نہیں بس کی اب اپنے جا بچی تیرا اللہ[2] ہی بیلی

سکھی پیا کے ساتھ گئی ہیں ایسی گئی پھر وہیں رہی ہیں

کس سے کہوں دُکھ ہائے دئی[3] ہیں سیّاں[4] نے موری بانہ گہیلی[5]

ساس جو چاہے سو ہی سُناوے نند بھی بیٹھی باتیں بناوے

کیا کروں کچھ بن نہیں آوے جیسی پڑی میں ویسی ہی جھیلی

جیا[6] بیاکل[7] روو ت انکھیاں کہاں گئیں سب سنگ کی سکھیاں

شوق رنگ گڑیاں طاق پہ رکھیاں نہ وُہ گھر ہے نا وہ حویلی

منڈھا[1]

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل نیکا منڈھا چھواؤ رے

پربت پہاڑ ہی بانس منگا مورے بابل باپ اچھا یا نوں منڈھا چھواؤ رے

بھائی کو دینی بابل اُونچی اٹریا ہمکو دینا بدیس پردیس

نو مہینے گربھ میں راکھی آج نہ راکھی جاے رے

دہلیاں پربت بھئیں بابل انگنا بھیو ہے بدیس لے بابل گھر اپنا ہم چلے پیا کے دیس

طاق بھری گڑیاں چھوڑیں اور چھوڑا سہیلیوں کا ساتھ رے

سونا بھی دینا بابل رُوپا بھی دینا دینا جڑت جڑاؤ

ایک نہ دینی سر کو رے کنگھی ساس نند بولی بول رے

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل نیکا منڈھا چھواؤ رے

---

[1] دُولہا - [2] خاوند [3] خدا حافظ [4] ماں [5] شاعروں نے ضرورت کے باعث حرکت بڑھا دی اصل میں گہلی ہے یعنے پکڑلی [6] دِل [7] بے چین [8] پیٹ

[1] یہاں رُخصت کے گیت سے مُراد ہے

تیسری فصل

ہمجولیوں اور برابر کی بہنیلیونکو خط اور جواب

خط ۵۱ بی صاحب جان سُنتی ہو؟ آج ہی تمہاری مُنہہ بولی بہن میری گھر آنکلیں - میںنے پُوچھا کہو کدھر رستہ بھُول گئیں جو اِدھر مہربانی ہوئی؟ کہنے لگیں - تم سے ملنے کو جی چاہتا تھا چلی آئی کہو تو نہ آؤں - میںنے کہا نہیں تم جم جم نِت نِت میرے سر پر میری آنکھوں پر آؤ بیٹھو * صاحب سلامت کرکے تھوڑی دیر بیٹھی پائی ہونگی کہ اتنے میں کھانا تیار ہوکر آیا دسترخوان بچھا جو کچھ دال دلیا موجود تھا انکے آگے رکھا ہاتھ دھو دُھلا کر دسترخوان پر بیٹھیں اُس وقت میں تمہاری خیر صلا پوچھنے لگی "بولیں کہ اچھی تم صبح ہی صبح تو اُن کا نام نہ لو" میںنے کہا ہیں اُن میں کیا برائی ہے؟ کہنے لگیں "کیا خوب ایلو تمہیں خبر ہی نہیں - بوا وہ شُوموں کی ایک شُوم اور ہزار کنٹکوں کی ایک کنٹک ہیں کبھی جھُوٹے ہاتھ سے کُتّا بھی نہیں مارتیں میںنے دنیا کے پردہ پر ایسا آدمی ہی نہیں دیکھا کہ ہوتے ساتے اپنی جان کو نہ لگائے خود بھی ترسے اوروں کو ترسائے - بجّے ہیں تو دیدوں کیطرح تیرا میرا مُنہہ دیکھتے پھرتے ہیں نوکر ہیں تو ایک ایک چیز کو پھڑکتے پھرتے ہیں - میں تو ایسے پیسے ایسے روپے کو آگ لگا کر دھر دُوں مُوا نہ ہوا برابر ہے - بس بُوا اتنا کہنا تھا کہ میرے تن بدن میں آگ ہی تو پھُک گئی آؤں تو جاؤں کہاں تم جانتی ہو میں کسی کی لگی لپٹی نہیں رکھتی اور تو اور میں اُسکے باپ کی تو سنتی ہی نہیں کہاں کہ اس مردار کی - وہ لڑاک ہیں تو میں بھی ننگی شمشیر[1] ہوں جھٹ کھانے پر سے ہاتھ اُٹھا سنبھل سنبھلا کر ہو بیٹھی کہ لے موئی نفاختی[2] آج تو ہے اور میں ہوں اگر تجھے ٹھیک نہ بنایا تو دنیا میں رہی جو میں نے

[1] بیباک - نڈر [2] نفاق والی - ایک حقارت کا کلمہ بھی ہے

کہا تو تمہارے منھ میں خاک تم ایسی فال تو نہ نکالو تم سار کی سیٹنکڑوں
اُن کی آگے ہاتھ پسارتی ہوئی جاتی ہیں اور کچھ نہ کچھ لیکر ہی آتی ہیں تمہاری
وُہی مثل ہے جس کا کھاؤ اُسی پر غرّاؤ خدا جھوٹ نہ بلائے تو میں نے تمہیں
کو بیسیوں دفعہ چھناچھن روپے لیتے اور ہزاروں دعائیں دیتے دیکھا
ہے آج تم کس منھ سے زہر اُگلتی ہو؟ یوں کہو اب کے جو کچھ نہیں ملا تمہارا
جی جل گیا سو یہی تم اُن کا گلہ بناتی پھرتی ہو۔ سردار بہو کا پرچھاواں
تو خدا کل جہان پر ڈالے وہ ایک کوڑی بیجا نہیں اٹھاتیں۔ اپنا بھی
آگا پیچھا سوچیں یا تمسار کی الفتیوں کا بھرنا بھرتی پھریں کہ جن کے دیئے
کا عذاب نہ ثواب تمہاری دینے تو راہ چلتوں کو دیں پر تمہیں کوڑی نہ دے
آگے پیچھے میرے سامنے اُن کی برائی نکرنا نہیں تو تمہیں جانو گی؟ چلو چنچو
بنی ہو۔ غرض اس وقت جو جو منھ میں آیا خوب ہی تو سنایا اسپر بہت جز بز
ہو کے اٹھ گئیں اگر ذرا اور ٹھیرتیں تو اس سے بھی زیادہ فضیحتی کرتی یہی
خوب ہوا کہ وہ پتا توڑکر بھاگ گئیں۔ دیکھئے اب میرے اوپر کیا کیا طوفان
جوڑتی ہیں اور جیں تو جڑا کریں کسیکی کنونڈی نہیں جو دبیل ہوں۔ تم کہو تم
سے کس بات پر بگاڑ ہوا؟

جواب اللہ باخدا انکرے ڈیڑھ پاروہ نگوڑی میرے منھ بولی بہن کیوں ہونے
لگی تھی یوں کہو ایک محلہ میں رہنے سہنے سے جان پہچان ہوگئی تھی اس سے
بہن بہن کہتے منھ سوکھتا تھا نہیں وہ کون اور میں کون جب تک آدمی
سے آدمی کو کام نہیں پڑتا اُس کی برائی بھلائی نہیں کھلتی ہے تو بڑی

۱ برا بھلا کہنا۔ بہ پال کرنا۔ دشمنی نکالنا ۔ ۲ رسوا عام ۳ غیر۔ بیگانہ۔
۴ بگڑ کر خفا ہو کر ۵ بھلا ۶ شرمندہ

سیدھی سیدھی اور چپ چپ رہیں پھر ناحق کی چھیڑ[۱] ڈالے کرتی ہیں کبھی کہتی ہوئی آئیں "کہ بچوں پر تین تین دن صاف گزرتے ہیں" کبھی روتی ہوئی آئیں کہ "جو کچھ دار کو اڑا تار ہو لئے جاتا ہے" کبھی کہتیں "قرضخواہوں نے دروازے کی مٹی[۲] لے ڈالی" کبھی کہتیں "مہاجن نے میاں پر نالش کر دی چپراسی ڈھونڈتا پھرتا ہے خفتگار[۳] یاں پڑینگی قید ہوگی کچھ ہو تو بڑے ٹلو آج برتن بکتے ہیں کل کپڑے بکتے ہیں" میں سیدھی آدمی ترس کھا کر کبھی دس کبھی پانچ ان[۴] سے چھپاتی اور دیدیتی ایک دن میں نے کہا لاؤ دیکھوں تو یہ سچ کہا کرتی ہے یا مجھے احمق بنا کر لیجایا کرتی ہے میں نے ماما فضیلت کو چھپواں اُن کے گھر بھیجا اُس نے جا کر دیکھا کہ کچھ بھی نہیں بیوی کو زبان کا مزا ہے جب تک چار آنے روز کی ملائی نہ کھالیں نیت نہیں بھرتی چٹور پن نے اس درجہ کو پہنچایا ہے کہ چولھے آگ ہے نہ گھڑے پانی۔ اُسپر غضب یہ ہے کہ کیا مقدور جو ذراسی چیز بچوں کو دیں یا میاں کو دکھائیں صبح کو سٹھورا بنتا ہے شام کو ملائی کی چپکھوتیاں[۵] ہوتی ہیں وہ بیچارا کماتی تھک گیا مگر یہ کھاتی اُٹھاتی نہ تھکی یہ اُلٹی خرچ[۶] کہاں سے آئیگا قارون کا خزانہ بھی ہو تو پوری نہ پڑے جب میں نے یہ بات سنی تو اُن کے دینے لینے سے ہاتھ کھینچا اور بالکل منہہ لگانا چھوڑ دیا اب اُن کو اختیار ہے چاہیں سوم بنائیں چاہیں کنٹک ٹھرائیں وہ بندی تو اب ان کے ہتھکنڈوں میں آنے والی نہیں ہے اسکو بگاڑ سمجھو یا سنوار جانو اور تو کوئی بات نہیں ہوئی *

خط ۶۲ لو بوا حمیدی بیگم تم تو ساری چنٹن کر رہیں پر بی قریشی بیگم کو تم سے بنا تھکانہ منیں۔ انشاء اللہ تعالے بلّی کا منہہ کالا ہیں جاتی ہوں اور اُنہیں منا منو کر لی آتی ہوں۔ دیکھوں وہ تم سے کیوں کر نہیں ملتیں

۱ لسانی اور خوشامد کی باتیں ۲ بیڑیاں ۳ خاوند ۴ چاٹنا۔ چکھنا ۵ خرچ شاہی ۶ دم غریب

یہ کہاں کی بات ہی کہ اگلی پچھلی گلی کناری کی دفتر کھول کے عین شادی کی وقت اینٹھ
بیٹھیں جمعہ کی دن تمہاری ہی مکان پر نہ آ ا رون تو سعیدی نہ کہنا تم
اُن کی آنی کی تیاریاں کر رکھو اگر وہ نہ آئیں تو تمہارا ایکا پکا یا میں اپنی گھر منگا لونگی
اور تم کو اُلٹی دس روپیہ گنہگاری کی دونگی +

جواب ۳۲ بہن سعیدی بیگم! تمہاری مُنہہ میں گھی شکر تم میری سہیلی
کو مجھہ سی ملادوگی تو میں جانونگی کہ تم نی مجھی مول لیکر چھوڑ دیا میں اُس گھڑی
کو نہیں پاتی جس گھڑی وہ میری ہاتھہ پر روٹھہ کر چلی گئیں جب سے
میری طرف سی اُن کی دل پر میل آیا ہی میں پشیمان ہو ہو کر دن میں کئی
کئی دفع روتی ہوں اگر اماں جان پوچھہ بیٹھتی ہیں کہ کیوں بیٹی کیا ہوا خیر
تو ہی؟ تو کہہ دیتی ہوں کہ بی آپ ہی آپ میرا دل اُلٹا جاتا ہی جب دل
کھول کر بھڑاس نکال لیتی ہوں تو دل ٹھکانی سے لگتا ہی وہ ہول دل
سمجھ کر چپکی ہو رہتی ہیں - نہیں معلوم اُس خدا کی بندی کو کیا آن پڑ گئی
ہی کہ منا ہی نہیں سنتی بُوا آدمی مان بھی کرتا ہی تو غیر سی کرتا ہی وہی کہاوت
ہی کہ سانپ سب جگہ ٹیڑھا چلتا ہی پر اپنی گھر میں سیدھا ہی ہو کر جاتا
ہی ایس کی سوا اپنوں سی سب سر جھکاتی ہیں میں تو اُن کی رشتہ کی بھی
ہوں اور سہیلی بھی ہوں اس دوھری دوھری واسطی پر یہ پٹکی پڑتی ہی
کہ ہاتھوں کی لکیریں مٹانی چاہتی ہیں - میرا آدمی بھی جاتا ہی تو یہی خبر لاتا
ہی کہ اس وقت بیگم صاحب آرام فرماتی ہیں - ابھی تو آنکھہ لگی ہی اُن کا
مزاج ایک طرح کا ہی کون جگا کر لڑائی مول لی وہ بیچارہ آخر کو ٹھکرا کر چلا آتا
ہی بھلا ایسی ضد کا کیا ٹھکانا ہی +

۱ افسوس کرنا ۲ ضد ۳ غرور ۴ رشتہ ۵ سبب ۶ آفت ہی غضب ہی ۷ نوکر

خط [illegible] بوا خورشید بیگم کیا یاد کرو گی تم بھی ذرا سا ہنس لو چڑیاں.
نہیں بولی [illegible] تو تلی قمر النسا کی سواری آن اُتری آتی ہی حکم ہوا کہ
حسینی [illegible] پنے دیدوں گھٹنوں کی قسم تو مجھے اپنے ہاتھوں کا صدقہ
بلا اُن کر [illegible] پرزہ لکھدی مگر بوا اپنی طرف سی کچھ نہ ملائیو جو جو میں
کہوں وہی [illegible] لکھتی جائیو (خدا نکری تم میری زبان ایسی نہ سمجھنا جو کچھ
لکھوا [illegible] لکھنا) کیوں بوا قمرن جو کہتی ہو وہی لکھتی جاؤں تا "ہاں
ہاں جو جو میں کہتی ہوں وہی لکھتی جاؤ" اچھا بوا کیا کہتی ہو "لکھو
بوا کھر سید بیدم کھیر صلا کھیر آفیت توں بی ہینی بار تیا جو تمنے سبتو تو ایت
ایت کھت بھیجا آول مجھ ندولی تو لتے ہوئے ہاتھ دُکھتا میں تسی لی تنوڑی
تھی تالقسی نا دیا دصلالی تھی تھو تو سہی نا تھا تمنی نا سمجھ تر نہیں لکھا بوا تم امیل
ہو تو اپنی دھلتی ہو آول میں پھپتل ہوں تو اپنے دھلتی ہوں" بوا پہلے تو
جو جو وہ کہتی گئیں میں اپنے چپکی بیٹھی لکھی گئی جب تھوڑا سا لکھ چکی اور اُن
کی طرح تتلا کر سنایا تو بڑی تر کھر ہوئیں ہاتھوں سی خط چھینکر پھاڑنے
لگیں اب میں نئے سر سی دوبارہ لکھتی ہوں۔
بوا خورشید بیگم خیر صلا خیر و عافیت کیوں بی بس نے کیا کیا جو تم نے سب کو
تو ایک ایک خط بھیجا اور مجھ نگوڑی کو لکھتے ہوئے ہاتھ دُکھ گیا میں کیسی گنوڈی
تھی کیا کیسی کا دیا دھرا تھی کہو تو سہی کیا تھا تم نے کیا سمجھکر نہیں لکھا بوا تم
امیر ہو تو اپنے گھر کی ہو اور میں فقیر ہوں تو اپنے گھر کی ہوں رُوٹھو گی تو میرا کیا
لوگی اور دو روٹیاں سوا کھاؤ گی۔ میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی
تو مجھ سی کیوں بولو کیوں اوڑھنی بدلو۔ جب بیوی صاحب کو کوئی منہ نہیں
لگاتا تو مجھ نگوڑی کو راتوں جگاتی ہیں اور کہانیوں پر کہانیاں سُنتی ہیں

ے جلنا۔ خفا ہونا ے شرمندہ

اُس وقت تو میری بات تمہاری سمجھ میں خاصی آجاتی ہی یا یوں کہو کہ مجھ
گھُنّیا سمجھکر بھولکایا کرتی ہو خیر بوا اب کیا گیا ہی ایک دن کر سو سا ٹھ دن
ہیں میں بھی ایسا ہی لاؤں کہ تم بھی یاد کرو۔ پھر مجھ سے گلہ نکرنا میں نے
کھُلی کھُلی کہدی فقط خدا حافظ تمہاری ساتھ کی کھیلی قمر النسا ء بلکہ قمر النسا ء

جواب ۵ ہ بوا تو بو تو تمہاری مزاج کا بھی اللہ بیلی ہی زبان وہ کچھ
غصہ یہ کچھ میں نی اسلئے تمہیں خط نہیں بھیجا کہ اُسکے بدلے تمہاری بلانے
کا ارادہ کر لیا تھا اس میں ایک پنتھ دو کاج ہو جاتی تمہاری صورت
بھی دیکھ لیتی اور ہاتھوں کی۔ منہہ کی۔ بھوؤں کی اشاروں سی کوئی کوئی
بات بھی سمجھ لیتی اگر تمہیں خط بھیجتی اور تم اُس کا جواب لکھتیں تو اِن
دونوں باتوں میں سی ایک بھی نہ ہوتی وہ خط ساری میں مارا مارا پھرتا
مگر کوئی اُس کے مطلب کو نہ پہنچتا۔ بوا تم نہ کسیکی کنو نڈی نہ لونڈی ۔
قرض دار نہ دیندار۔ بھوکی نہ پیاسی نہ میں امیر نہ تم فقیر۔ میں روٹھوں
نہ منوں ۔ تمہاری بات پوری پوری سمجھتی تو نہیں مگر گردن ضرور ہلا دیتی
ہوں اور اگر یہ نہیں کرتی ہوں تو تم اپنی ہاتھ کاٹ کاٹ کھاتی ہو اسپر
مجھو ترس آجاتا ہی کہ کہیں خدا کو بُری نہ لگی اسلئے اوڑھنی بھی بدلی بہن
بھی بنایا کہانیاں بھی سُنیں اپنا مغز بھی خالی کیا تمہارا مغز بھی پھرایا
کیا تمہیں یاد نہیں؟ کہ تم میٹھی کہانیاں کہا کرتی تھیں اور بندی چاین سی
اور لڑکیوں سی باتیں کیا کرتی تھی جہاں تمہیں چپ ہوتی دیکھا اور ایک
ٹہنکارا بھر دیا۔ کون کمبخت تمہیں گھُنّیا سمجھتی ہی میں تو بوا اکیلی دکیلے کا
سہارا جانتی ہوں لو خفگی جانے دو اور دو دن کو مہمان چلی آؤ مجھی ایسی

لہ رحم ٹہ ہنوں کہنا

پیاری ملا پیدا رکہاں ملو گی جو دن بھر اپنی باتوں سے ہنسائی اور لٹاتی رہے بوا تم میری جگری بہن ہو ہنسی کی باتوں سے برا نہ ماننا میری اصل دوستدار ہو تو تم ہوا اور سچی صلاح کار ہو تو تم ہو اگر تم نہ آئیں تو ناک میں تیر دے کر لاؤنگی اور جب کسی مجلس میں نکلو گی تو لڑا لڑا دونگی تم تو سمجھتی ہی رہو گی یہاں سب کچھ ہو ہوا جائیگا۔ دیکھ قسم اللہ ہماری بہنیلی ہو گی تو خط دیکھتے ہی چلی آئیگی + فقط تمہاری باتوں کا مزا لینے والی خورشید بیگم

خط ۶۶ بوا صدر بن[1] پھٹکی پڑے تمہارے ڈھنگو پر۔ تم بڑی کلونتی[2] بیٹی پیدا ہوئی ہو ماں باپ کو خوش کر رکھا ہے ایسا تمہیں کیا چلایا تھا کہ تم روٹھ کر پھپی کے گھر جا بیٹھیں بوا تمہاری جنتے تو پتھر جنتیں جو ان بیچاری کو صبر ہوتا نہیں معلوم تمہیں کیا کہا کر جنا تھا جو تم ان کی صورت سے بیزار ہو گئیں۔ بڑی چھوٹوں کو سمجھایا ہی کرتے ہیں اگر انہوں نے سینے پرونے کی تقید[3] کی تو کیا برا کیا کونسا غضب ڈھایا اگر تمہارے ہاتھ میں ہنر پڑا ہو گا تو کس کے کام آئیگا تمہارے ہی کام آئیگا وہ تو اپنی بھگت چکیں تھوڑی رہ گئی ہے سو وہ بھی بری بھلی حالوں میں ہو جائیگی آج مرے کل دوسرا دن۔ شامت تو تمہارے نصیبوں کی ہے کہ بیوی صاحب کو کوئی پاس بھی نہیں بیٹھنے دیگا۔ ہنر ہو گا تو اماں[4] ساس بھی پاؤں دھو دھو کر پئے گی خصم بھی آنکھوں پر رکھیگا نندیں بھی بچھی جائینگی۔ حق ہمسائی کی عورتیں بھی آئینگی۔ خوشامد بھی ہو گی خاطر بھی ہو گی اور جو یہ نہیں ہے تو کوئی یہ بھی نہیں پوچھنے کا کہ تم کس کھیت کی مولی ہو یا کونسی ڈال کی ٹوٹی ہو ہاتھ اٹھا یا لونڈی باندیوں کی طرح تم کو بھی روٹی دیدی کہ لو زہر مار کرو اور جانوروں کی طرح پڑ رہو تم جانتی ہو ہنر کیا ہے برے وقت کا ساتھی

[1] ستانا۔ تنگ کرنا [2] آفت [3] فخر خاندان [4] تاکید [5] حرف ندا۔ بجائے ہوا

اور اچھی وقت کا زیور ہی یہ نہ ہو تو آدمی مٹی کا ٹھوا ہی۔ نہیں اس سی
بھی پرے ہی وہ کھانی کو تو نہیں مانگتا یہ تو کپڑے بھی پھاڑتا ہی اور پیٹ کو بھی ملتا ہی صبح ہوئی
اور کھانی کی دھاڑ پڑی یہی وہی مثل ہی۔ کمائی نہ نام نعوذ باللہ کھانی کو بسم اللہ
کام چور نوالے حاضر۔ تم اتنا تو سمجھو اُنہوں نی یہ دن کیا بری رات کی
گیلے میں آپ سوئیں سوکھے میں تمہیں سُلایا۔ سلائی کا سیا۔ کوٹا چھنا۔
ٹوپیاں کاڑھیں راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر آنکھوں کا تیل نکالا اور ان ان
مُصیبتوں سی تمہیں پالا اُس کا یہ پھل ملا کہ تم اُن کے خون کی پیاسی ہوگئیں
تم کیا کرو اُس بدنصیب کا لہنا ہی برا ہی اُس نی تمہارے پیچھے اپنی جان
کھپا دی۔ بیٹا سمجھا تو تم کو اور بیٹی جانا تو تم کو مگر تمہیں اتنی بھی محبت نہ ہوئی
جیسے اُڑد پر سفیدی اگر یہی حال ہی تو خدا کو کیا مُنہہ دکھاؤ گی؟ جہاں تک ہو سکے ماں باپ
کی دعا لو۔ خدمت کرو اپنی عاقبت سنوارو جانتی بھی ہو ماں کے قدموں
تلی بہشت ہی اگر ان کو جلاؤ گی تم بھی کل نہ پاؤ گی کسیکا کچھ نہیں جائیگا تمہیں
اپنا گھر دوزخ میں بناؤ گی تو مہینے تک پیٹ سی مٹکا باندھنا پڑیگا چاند نے
اپنی ماں کو دُکھ دیا تھا آجتک ٹھنڈا ہی سورج نی پانی نہیں پلایا تھا آجتک
جلتا ہی خیر خدا اگر کی خدا جانی مگر ہوا خدا کو مانو تو ان باتوں سی باز آؤ ان کی
پیچھے کوئی اتنا کہنے والا بھی نہو گا خدا کری میری باتیں تمہاری سمجھ میں آجائیں
اور بری نہ لگیں ماں بیٹیوں میں پھر ویسا ہی پیار اخلاص ہو جاے یہ نہو کہ
ماں بیٹیوں میں لڑائی ہوئی لوگوں نے جا تا بجیر پیرم فقط الٰہی تو میری سہیلی کو نیک
ہدایت دے آمین آمین *

جواب ۷ اے میری ساتھ کی کھیلی دکھ سکھ کی شریک بہن تیرا نصیحت
کا بھرا خط آیا پڑھا دیکھا سوچا سمجھا دل کو سمجھایا جو کچھ تم لکھتی ہو وہ

۱ مٹی کا لوندا ۲ گیلی مٹی کا بنا ہوا ٹیلا ۳ انگلی کا شور ۴ دشمنی

سب سچ ہے ماں کی خدمت جتنی ہو اتنی تھوڑی ہی ہے اگر وہ بازار میں کھڑا کرکے بیچ ڈالے
تو منہہ سے اُف نہ نکالے سینے پرونے میں [illegible] ٹیں سنوارنا ہے میں اُس گھڑی کو نہیں بھولی
کہ اپنی ماں کو کوسنے بیٹھتے بیٹھ گئی کیا کروں عادت کے لاچار ہوں جب کوئی دل میں چٹکیاں
لیتا ہے یا طعنے مہنے سے کام نکالنا چاہتا ہے تو یہی جی میں آتا ہے کہ اپنی اسکی جان ایک کر دوں
مجھ سے اپنے منہہ کو نہیں سیا جاتا میں نے آپ [illegible] بی بی میری آج کیسی کام پر جی نہیں لگتا اچھی
میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں آج معاف [illegible] طرح کفن پھاڑ کر بولیں کہ جیسے
ابھی کھا جائینگی سچ کہوں مجھے بھی برا لگا۔ میں نے کہا ایسی کیا بھاگ بھری ہے جو کچھ نصیبوں
میں بدا ہوگا ہو رہیگا اُسوقت تو جانے کیا نیکی کے دم میں تھیں زہر کا سا گھونٹ پیکر چپکی
ہو رہیں مگر دو گھڑیاں نہیں گزرنے پائیں تھیں کہ پھر بیل گھونٹنا شروع کر دیا اور وہ پیٹنا بیٹنا
ڈالی کہ سارا محلہ ترہ بترہ کرنے لگا جب دو کو خبر تھی ارے دنوں کو موئی میں کہتی تھی کہ الٰہی
زمین پھٹے تو وہ بندی سما جائے زہر ملے تو وہ بدبختی کھا جائے یا رب کیسی آئی مجھے آجائے مگر کیا
ہوتا تھا جب گھر کی باتوں کو سارے میں الم نشرح کر چکیں تو سیدھی اُٹھی بڑی بہن کے ہاں چلی گئیں
میں نے بھی روکا نہ ٹوکا۔ دوسرے دن کھانا بھیجا تو کہا اُسی مُردار کے سر مارو مجھے اُسکے ہاتھ کی
روٹی بری بس ہے اسپر میرے اور بھی آگ لگ گئی اور میں ڈولی منگا اپنی بڑی پھپھی کے ہاں چلی
آئی کہ لو تم جانو اور تمہارا گھر۔ اب تمہارا خط دیکھکر خدا یاد آیا۔ اپنے بکنے جھکنے سے آپ دم ہوئی
رُواں رُواں کانپنے لگا خوب چیخیں مار مار کر روئی اور منہہ ہی منہہ پیٹا۔ اس کمبخت زبان کو
کاٹ کر اور اس لکو چیر کر پھینک دوں تو ذرا آہ نہ آئے بلا سے کچھ ہی ہو میری ماں بچ جائے۔
اچھی اگر تم اگر بلا دو تو بڑا ہی احسان ہو جنم جنم کو تمہاری لونڈی ہو رہوں پھر ایسی خطا نہیں
ہونیکی تین گناہ خدا بھی بخشتا ہے اُنکے آگے ہاتھ جوڑونگی توبہ کرونگی پاؤں پڑونگی جسطرح
ہوگا اُنہیں مناؤنگی اور اپنی خطا بخشواؤنگی ✣

خط ۲۰۔ جواب رات کو تو ایسا امن چین آیا کہ سارا گھر ہلگیا۔ چھت کی کڑیاں چرچڑ بولنے

لگیں۔ جتنی بیویاں کھڑی تھیں جھپاک سے بیٹھ گئیں۔ کوئی تو دُعل تُو جلال تُو آئی بلا کو
ٹال تُو (م) کہنے لگی۔ کوئی دُکر یا اکرم کرو۔ یا رحیم کرو (م) پکارنے لگی۔ کسی نے کہا الٰہی خیر الٰہی خیر۔ زمین تھر تھر
کانپنے لگی کوئی بولی آسمان کا ہے کوئی بولی نہیں زمین کا ہے۔ میں نے پوچھا اچھی اماں جان یہ کیا تھا جو
زمین نیچے اوپر ہونے لگی سبکی سٹی بھول گئی۔ چڑیاں گر پڑیں کیڑیاں بولنے لگیں۔ انہوں نے کہا بیٹی اسے
بھونچال بھی کہتے ہیں اور زلزلہ بھی کہتے ہیں۔ اس سے خدا اپنی امان میں رکھے اگر ذرا سی دیر ٹھیر جا ئے تو تلے کی زمین اوپر
ہو جائے کہتے ہیں زمین کے دھر نیچے ایک گائے ہے وہ بیچاری ہمکو تمکو۔ پہاڑوں کو درختوں کو
زمین کو مکانوں کو اپنے ایک سینگ پر لئے کھڑی ہے۔ جب لوگ گناہ کرتے ہیں بیٹیاں ماں سے
بیٹے باپ سے لڑتے ہیں بُری بُری حرکتیں ہوتی ہیں تو وہ گائے گناہوں کے بوجھ سے تھک کر
اپنا سینگ بدلتی ہے اس سے ساری زمین ہلجاتی ہے اگر اسمیں کوئی گر پڑتا ہے تو ہاتھ پاؤں سے
کنونڈا ہو جاتا ہے پھر جنم بھر اچھا نہیں ہوتا۔ میں نے کہا ہاں اماں یہہ بھی بات ہے ؟ بُوا لیں
بُوا اسی لئے تو بیٹھ جاتے ہیں نہیں تو بھاگ کر باہر چلے جاتے۔ جب قیامت آنے کو
ہوگی تو سُنا ہے جب بھی روز روز بھونچال آئیگا۔ بُوا ان باتوں سے میرا ایمان کانپ
گیا۔ میں نے تو یہ بات سُنکر جھوٹ بولنا۔ گڑیاں کھیلنا۔ ماں باپ سے لڑنا جھگڑنا
کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا۔ دل میں کنٹا[1] رکھنا۔ بیر باندھنا۔ ایک سرے سے سب
کچھ چھوڑ دیا میری بُوا میری بہن میری دوستدار ہو تم بھی ان باتوں پر خاک
ڈالو سب سے ملجلکر رہو۔ نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ اُسکی جناب میں روؤ۔ گڑگڑاؤ
توبہ کرو۔ گناہ بخشواؤ۔ لو اللہ بیلی۔ فقط

جواب ۶۹۔ ملاپ کی پکّی دل کی سچّی بھولی بھالی بہن! تمہارے ہاتھ کا لکھا
پہنچا۔ کچھ ہنسی آئی۔ کچھ محبت آئی۔ ہنسی تو ہماری اُلٹی سمجھ پر تھی۔ اور محبت تمہارے
بھولے پن پر۔ بلکہ نیک باتیں اختیار کرنے پر تو اور بھی پیار آیا میں تمہاری بُوا

[1] کنٹا۔ اصل میں کینہ تھا

تمہاری بہن تمہاری دوستدار ہوں - اِن سب باتوں کو مانتی ہوں اور اپنا
ایمان جانتی ہوں - گڑیاں توڑ مروڑ کر پھینکدیں جھوٹ کو جھوٹوں نہیں بولتی
ماں باپ سے بھولکر زبان نہیں کھولتی - کسی کو بُرا جانوں نہ بُرائی کروں - نماز بھی
پڑھتی ہوں روزے بھی رکھتی ہوں - توبہ بھی کی اِستغفار بھی کی - پر بھونچال
کی تحقیق میں دھکڑ پکڑ رہی - یہہ بات اچھی طرح جی کو نہیں لگی - پڑھے گنے کچھ
کہتے ہیں ہم کچھ سمجھتے ہیں - ہماری سمجھ جو اوندھی ہے تو اوندھی ہی اوندھی باتیں
سوجھتی ہیں - ہماری شرع جو نرالی ہے تو نرالے ہی مسئلے چھانٹے ہیں اب کے بھونچال
آئے تو میں جان بوجھکر گروں اور دیکھوں کہ میرا کونسا ہاتھ کونسا پاؤں ٹوٹتا ہے
اور کونسا رہتا ہے + میں نے تو یوں سُنا ہے کہ جس طرح زمین کے اوپر رنگ
برنگ کے پہاڑ ہیں اِسی طرح اِسکے نیچے لوہے تانبے گندک کی کانیں ہیں جہاں
الغاروں گندک یا اُسکی بڑی کان ہوتی ہے وہاں سے تنور کی طرح آگ کے
شعلے نکلا کرتے ہیں - اور جہاں تھوڑی گندک ہوتی ہے وہاں کے کوؤں کا پانی
کھولا کرتا ہے - بہت سے پہاڑوں سے ایسی آگ نکلا کرتی ہے کہ معاذ اللہ اُسکی
لپٹ کسی پرند کو اوپر سے اُڑکر نہیں جانے دیتی اور اگر جائے تو جل بھنکر کباب
ہو جائے اور آدمی ذات کو تو کوسوں پرے سے کہتی ہے کہ وہیں رہو - جب کسی
ملک میں آگ کا نیا پہاڑ نکلتا ہے تو شہر کے شہر غارت غول ہو جاتے ہیں
ڈھونڈھے خاک نہیں ملتی زمین کا پردہ پھٹ جاتا ہے تہلکہ مچ جاتا ہے - اِس
صدمے سے جو زمین کو لرزہ ہوتا ہے اُسیکو زلزلہ اُسیکو بھونچال اُسیکو من چین
کہتے ہیں جب بھونچال آیا کرے تو جان لیا کرو کہ یا تو کوئی آگ کا نیا پہاڑ نکلا ہے یا
کسی پہاڑ کی آگ ایکا ایکی بھڑک اُٹھی ہے اُسی نے زمین کو ہلا مارا ہے تم دیکھتی
نہیں ہو ۹ جب بچے زمین میں سُرنگ لگاتے یا آتشبازی کا گولہ زمین

ہیں گاڑ کر آگ دیتے ہیں یا کہیں توپ چھوٹتی ہے تو زمین کیسی کانپنے لگتی ہے جہاں سے لاکھوں کروڑوں من آگ ایک دفعہ نکلے وہاں کا کیا حال ہوگا جن ملکوں میں اسطرح کے بہت سے پہاڑ ہیں وہاں آئے دن بھونچال رہتا ہے گرتے بھی ہیں پڑتے بھی ہیں نہ ہاتھ رہتا ہے نہ پاؤں ٹوٹتا ہے ہاں ضرب بے ضرب کر دیا اوپنچے پر سے کود و تو وہ بات دوسری ہے بُوا تمہیں قسم ہے میرا خط کسیکو دکھا نہ دینا نہیں تو بیویاں مُنہہ جوڑیں گی چرچا ہوگا پیچھا چھڑانا مشکل پڑ جائیگا۔ اور اگر تمنے اسپر بھی دکھا دیا تو یاد رکھنا میں صاف مُکر جاؤں گی اور ساری باتیں تمہیں پر ڈال دونگی۔ میں تمہیں یہہ خط لکھ چکی تھی کہ میری اُستانی جی آگئیں اُنہوں نے ایک بات اور بھی بتائی وُہ کہتی ہیں زمین جو گردش کرتی رہتی ہے تو اس سے اندر ہی اندر آگ پیدا ہو جاتی ہے جب وُہ ایکبارگی اپنا رستہ کر کے نکلتی ہے تو اُسکے زور سے زمین ہل جاتی ہے آگے خدا کے گھر کی خدا جانے۔ فقط +

خط ۰ ۷ - کیوں بُوا عقل کی سردار ہماری پہیلیاں بوجھتی ہو؟ اگر سب کی سب بتا دو گی اور اتا پتا نہ پُوچھو گی تو میں تمہاری لونڈی ہو رہوں گی اور جو نہیں بتاؤ گی تو تمہیں اپنی لونڈی بنا چھوڑوں گی۔ لو دہن اُٹھ کر اور کان لگا کر سنو +

پہیلیاں

(۱) دیس بدیس پھرے ایک رنی جن دیکھی اُن چیری پھاڑی
دیکھو لوگو اُلٹا دور (چٹھی) گونگی آپ بکا دے اور

(۲) سر جالی پیٹ خالی پسلی ایک سے ایک نالی (مونڈھا) مجھکو آؤ یہی پرکھو - بیر نہ کر دن مونڈھا ایک

(۳) بسین بیاسنے اندر بھب (آنکھیں) رنگ ہے اُن کا سیاہ سپید
دھن کو دیکھ لُبھائی ہیں رکیا سونا لینے آئی ہیں +

پہیلی	جواب	پہیلی
نار تھی ایک پر کھ ہیں دو۔ ایک چلے ایک ہو سو	ناک	ہر دم نار کو یہ ہی سانسا۔ ان دونوں کا ایک ہی باسا
ایک ہی شکل اور ایک ہی نام بیچ میں انکے رہتا کام	کان	بول نہ جانیں سنتے سنگ ان دونوں کے بیچ میں رنگ
ایک نار کے پیٹ نہ آنت اوپر نیچے دانت ہی دانت	کنگھی	شہنہ سے بیوہ جان نکال کسکے سر پر پڑے وبال
سامنے آوے کمر دے دو	آئینہ	مارا جائے نہ زخمی ہو
رتیلی بیٹھی ہو بہو۔ چپکی بیٹھی رو برو	آرسی مصحف	دو ملے جدائی نا۔ پر بات بیچ میں آئینہ
ہری تھی وہ ہر کی چولی پہنے زر کی	زعفران	آسو واگر مول کر سونا دوں گی تول کر
کاجل کی کجلوٹی اور دوں کا سنگار	جامن	ہری ڈال پر بیٹھا بیٹھی کوئی ہے تو جان ہار
بن سے نکلی پیا پیاری کر دلہن کا بھیس۔	لال بیج	شوہا جوڑا اس نے پہنا سبز کلاہ ہے شیش۔
سیج سفید ہے اسکا رنگ لاگ رکھے وہ تیر یوں سنگ	ناخن	چوری کی ناخون کیا۔ سرکیوں اسکا کاٹ لیا
ایک نار وہ دانت دنتیلی۔ پتلی دبلی چھیل چھبیلی		نت اٹھ اسکو لاگے جھوک سوکھے ہری جیا وردکھ
کیوں ری سکھی کہاں تاں پت	آری	ادھر آری ہیں تجھے بتاؤں
ایک نار وتر وسے اتری ماسے جنم نہ پایا		باپ کا نام جو اس سے پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام پدر کا خسرو کون دیس کی بولی	نیم کی نبولی	اسکا نام جو اس سے پوچھا اپنا نام نہ بولی
ایک نار تر ور سے اتری سر پر واکے پاؤں		ایسی نار کنار کو میں نا دیکھن جاؤں

جواب اے ہاں تو اوٹھ ور بیٹھی چترائی کرنے والی اس شرط سے پوچھتی ہوں کہ اگر آدھی پہیلیاں بتادوں تو آدھی لونڈی ہو رہنا اور چوتھائی بتادوں تو چوتھائی یعنی اگر آدھی بتاؤں تو ہر مہینے میں پندرہ دن غلامی کرو پندرہ دن آزاد اور ہو ور چوتھائی بتاؤں تو سات دن بندہ سات دن آزاد۔ نہیں تو یہ ٹھکنے کی باتیں ہیں ساری ہی پہیلیوں پر ایک ڈھولی — آدھی پر آدھی چوتھائی پر چوتھائی بھید بتا۔ لو بتاہی دوں۔ پہلی پہیلی کی تو بوجھ کیا ہے؟ یہ وہ ہی چیز ہے جو تمنے مجکو لکھی ہے دوسری بھی بتادوں اس کا نام اسی میں موجود ہے تیسری نہیں بتائی جاتی۔ چوتھی کے یہ معنی

لہ عورت ۲ مرد ۳ عورت ۴ درخت ۵ درخت ۶ اونٹھی

کہ ناک ہو تو ڈوب مرو + پانچویں بھی کہدوں وہی ہے جو دوسرے کے سر کی کرے تو بیر پڑ جاوے پانچ کی بوجھ اُٹھی لکھی دیتی ہوں (۹) زعفران (۱۰) خامن (۱۱) لال مرچ (۱۲-۱۳-۱۴) اُنکے نام نہیں میں دھرے ہیں + کہو اتنو بونی لونڈی سے زیادہ ہوگئیں یہی لکھکر بھیجا کرُوں گی اب میری پہیلیاں بتا کر یا تو آزاد ہو یا ڈولی کر کے خدمت کرنے چلی آؤ + نہیں تم یاں ہی بھیجدینا مجھے یہ بھی بہت ہوں گے +

پہیلیاں

پہیلی	جواب	
ذرا سی بیٹا گُلبدن سا پیٹ	چھالیا	آو لگا رجوا پھاڑ لگا پیٹ
ایک نار نے اچرج کینا	چراغ کی بتی	سانپ مار کر تال میں دینا
اُلٹا سانپ تال کو کھاوے		تال سوکھے تو سانپ مرجاوے
دو پرکھ آپ میں ٹھاڈے	پٹ	جب ملیں جب نت کو گاڈے
چترا ہو سو چٹ پٹ بوجھے		مورکھ کو گھر بار نہ سوجھے
اٹھے تو ایک رنگ اٹھاوے بیٹھے تو دکھ دے	آنکھ	جاوے تو اندھیری دے آوے تو سکھ دے
ایک نے نیل ہو پکھ ہی بنا	اگالدان	چن چن کھاتا تھو تھو کینا
ایک پرکھ مندر میں بیٹھا انگ بھبوت لگائے	اُسنہ	آگے آوے تسکو کھاوے منہہ میں سینک نجائے
ایک ترور کا پھل ہے نر پہلے ناری پیچھے نر	آم	وہ پھل کا یہ دیکھو حال - باہر کھال بھیتر بال
ایک نار دیکھن کو آوے	عینک	جو دیکھے سو آنکھ لگاوے
دھوپ لگے سوکھے نہیں اور چھاؤں لگے کملائے	پسینا	میں تجھ پوچھوں اے سکھی پون لگے مرجائے
سونر کی وہ نار کہاوے	چارپائی	بنا کسو کی بان دکھاوے
ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے کاٹی منہہ کی صورت	شکنجہ	زندہ آدمی مردہ ناچے دیکھو ہنر کی صورت
ادھر کھونٹا اُدھر کھونٹا	[illegible]	گائے رکھی دودھا بیٹھا
ایک تھال موتیوں بھرا	آسمان اور تارے	سب کے سر پر اوندھا دھرا

چار دں گھونٹ وہ تھال پھرے — سو تی اُس سے ایک گرے

یہاں نہیں وہاں نہیں خانم کے بازار نہیں یا اولا — چھیلو تو چھلکا نہیں چوسو تو گٹھلی نہیں

ایک مندر سہنسر در ہر در میں تریا کا گھر — شہد کا بیچ میں چھتا واکے امرت تال اسکی بوجھ بڑی محال

گرمی میں وہ پیدا ہووے دھوپ لگی لہرائے پسینا — اے سکھی میں تجھسے پوچھوں پون لگی مرجائے

ہوا تسے وہ پہیلیاں یاد وہ تو ہیں مگر سب کی سب آسان ہیں تھیں تبھی تو ہار وجھک مار کے اچھے جگہ بھائیں

خط ۳ ے بوا احمد زمانی تمنے کہا تھا کہ میں اپنی نانی سے مکریاں لیکر بھیجوں گی سو میں اب تک راہ دیکھ رہی ہوں شاید تم بھول گئیں مجھے اِن کے سننے کا بڑا شوق ہے فقط

جواب ۳ ے ہاں بہن! میں نے تمسے وعدہ کیا تھا اور مجھے یاد بھی تھا مگر نانی جان تبدیلی کو گئی ہوئی تھیں کل وہ آئی آج تمہارا خط آیا اسیوقت لکھکر بھیجتی ہوں تم مکریاں لکھتی ہو وہ کہتی ہیں ہماری بعض تعلیمیں تو انکو سہیلیاں کہا کرتی تھیں

مکریاں

۵۱ وہ آوے جب شادی ہووے — اُس بن دوجا اور نہ کووے
۵۲ میٹھے لاگیں واکے بول — اے سکھی ساجن نہ سکھی ڈھول

ایک سجن میرے دلکو بھاوے — جا سی مجلس بھلی سہاوے
۵۳ سووت سُنوں اُٹھ دوڑوں جاگ — اے سکھی ساجن نا سکھی راگ

دُر دُر کروں تو پھر پھر آوے — دھرا دھڑ کا میرا سب کچھ کھاوے
۵۴ جب دیکھوں جب آنگن سُتّا — کیوں سکھی ساجن نا سکھی کُتّا

راہ چلت میں پڑا جو پایا — کھوٹا کھرا نا وہ پرکھا یا
۵۵ کھویا جاے تو ہووے کیا — اے سکھی ساجن نا سکھی پیسا

سرب سلونا سب گن نیکا — واہ بن سب کچھ لاگے پھیکا
واکے سر پر ہووے کون — اے سکھی ساجن نا سکھی لون

خط ۴ ے بوا رحمت بیگم! قسم ہے آج تو تم مجھے رہ رہ کر یاد آرہی ہو ہائے اُس سات کی

ہیں ساری سہیلیاں ساری ہیلیاں موجود ہوں اور ایک تمہارا دم نہ ہو میرے آنے کی نہ پوچھو
کہ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں کیونکر چلی آئی کسی بات کا بھی سان گمان نہ تھا نہیں تو میں اور تمہیں
لیکر نہ آتی؟ نواب صاحب خفا ہوتے یا بگڑتے مگر میں ایکدفعہ اجازت دلواہی دیتی۔ پرسوں
کا ذکر ہے کہ اناجان کے پاس الیکا ایکی ایک چوبدار آیا کہ صاحب عالم بہادر آپ کو حضور نے یاد
فرمایا ہے قطب صاحب کی تیاریاں ہیں پندرہ دن تک شمسی حوض کے بھرنے پر زنانہ
رہے گا تمام بیگمیں نوکریں وہیں رہیں گی آپکو بھی چلنا ہوگا اناجان جو تھے تو یہ سنتے ہی
سوار ہو کر موتی محل میں پہنچے وہاں بھی وہی بات پائی حضور نے فرمایا کہ اماں[1] آج چار گھڑی
رات سے سواریاں لگیں گی۔ تم۔ تمہاری بیگم۔ میری نواسی۔ اسکی سہیلیاں دن نکلنے سے
پہلے پہلے وہاں پہنچو۔ خیر اسی حال میں کہ اندھیری جھک رہی تھی۔ بجلی کوند رہی تھی۔
جگنو۔ پٹ بیجنے ادھر کے اودھر چمکتے پھر رہے تھے گھٹا گھنگھور چھا رہی تھی میں بی اماں
جان۔ جہاں آرا۔ گیتی آرا۔ گل افروز۔ مہرجہاں۔ حسن جہان۔ بلقیس زمانی۔ سکندر
زمانی + نورجہاں شاہجہاں سب کے سب رتھوں میں سوار ہو ہو کر صبح کے لگ بھگ
قطب صاحب میں پہنچیں۔ دن بھر نے برجا لگا لا یہاں کی کیفیت مت پوچھو تالاب لبالب
رہا تھا جھرنا جاری تھا۔ سیجھ[2] چل رہی تھی فوارے چھوٹ رہے تھے۔ ننھے ننھے بچے کود رہے
تھے۔ کوئی سیدھا آتا تھا کوئی سر کے بل آتا تھا۔ مینڈک ٹرا رہے تھے مور جھنگار رہے تھے
پپیہوں کی پی پی کویل کی کوک دل میں بیٹھی جاتی تھی۔ طرح طرح کے پھول کھل رہے تھے
سبزہ لہلہا رہا تھا۔ لہر بحر ہو رہی تھی جل تھل بھر رہے تھے ملوکلا کی آواز سے چھاتی پھٹی جاتی
تھی جھینگروں کے غل سے کان اڑے جاتے تھے۔ دن کے دل بادلوں سے چلے آتے تھے۔
ایک گھٹا آتی تھی ایک جاتی تھی۔ گھر گھر کر مینہ آتا تھا اور جھوم جھوم کر برستا تھا کبھی پھوار
پڑنے لگتی۔ کبھی موسلا دھار پڑنے لگتی۔ کبھی تو پھاجوں پانی پڑ جاتا تھا کبھی چھینٹوں
چھینٹوں برس جاتا تھا گھڑی کھلتا تھا گھڑی برستا تھا کہیں جھولے پڑے تھے کہیں گھم

[1] اخیر بادشاہ دہلی کا تکیہ کلام تھا کہ وہ ہر شخص کو اماں کہکر خطاب کرتے تھے ۔
[2] پانی کی چادر

اڑتے تھے کہیں پکوان ہو رہا تھا کڑھائی چڑھ رہی تھی کوئی کھاتا تھا کوئی چھینتا تھا کوئی
پھینکتا تھا کہیں بیسنیوں[۱] کی بہار تھی اچار کی پکار تھی کہیں عورتوں کا جھرمٹ کھڑا تھا
کہیں چار چار سہیلیاں آواز ملا کر گا بجا رہی تھیں دو جھولتی تھیں چار جھوٹے دیدیکر
جھلا رہی تھیں کوئی اپنے دم سے اکیلی ہی پینگ چڑھا رہی تھی ایک ایک تماشا دکھا رہی
تھی کوئی گر پڑی کوئی پھسل پڑی کوئی آپ بھی گری اور کو بھی لے گری کسی نے پائنچے چڑھائے
لپٹنے کو ہاتھ بڑھائے کسی نے ایک پوشاک بڑھا لی دوسری منگا لی جب تھوڑا ساون آ
تو رنگیں جوڑے پہن پہن کر بادلوں کے رنگ سے رنگ ملانے لگیں کسی نے گل انار
پہنا کسی گل شفتالو کوئی سرخ کوئی نارنجی کوئی سرمئی کوئی دھانی پوشاک بدل کر امرائیوں[۲]
میں جھولنے گئی ایک نے کہا آم توڑو کسی نے کہا ٹپکے کے کھاؤ۔ کسی نے کہا نہیں پال
کے منگاؤ۔ کوئی بولی چلو بھئی پھول چنینگے کسی نے کہا ہاں بالیاں بھرینگے کسی نے کہا
لوا کنٹھا بنائینگے کوئی آسمان کو دیکھ کر کہنے لگی کیا بہار کی کمان نکلی ہے کوئی چرخ کی دیکھ بُوا
آسمان کی رنگتوں کو دیکھ گویا اللہ میاں نے اپنے ہاتھ سے رنگی ہیں موا نگر یہ بھی کیا رنگ گیا
کسی نے کہا ہیں تو اُودا بادل اچھا معلوم ہوتا ہے کوئی بولی نیلا کیا برا ہے کسی نے
کہا ہمنے تو شفق[۳] کا رنگ لیا ایک ہنسی سے بدل اٹھی اچھا بھئی دیا۔ کوئی لال کوئی گلابی
کو دیکھ کر آتش کرنے لگی۔ اتنے میں شام ہوگئی خاصہ کی دھوم پڑی مامائیں
دوڑی آئیں چلو سب ہاتھ لئے بیٹھے ہیں خاصہ نوش جان فرما لو پھر آ جانا۔ کھانا کھایا
ہاتھ دھوئے ایک ایک گلوری منہ میں دبائی خاصدان نوکروں کو دئیے پھر جھولا جھولنے
گیت گانے کو چلیں۔ انا چھو چھو دادا نانی کو کا کھلائی سب کی سب اللہ بسم اللہ
اللہ بسم اللہ۔ اللہ کی امان۔ رسول کی امان کہتی ہوئی ساتھ ہوئیں اور اپنی اپنی
سگھڑ[۴] بھلائیاں کھلانے لگیں کوئی بھولی بیگم دیکھنا ادھر پاؤں نہ رکھنا۔ کسی نے کہا قربان
جاؤں اُدھر نہ جانا رات کو کون نام لے وہی چیز رہتی ہے دیکھتی کیوں نہیں

۱ بیسن کی روٹیاں ۲ آم کے درختوں کا جھرمٹ ۳ اس کی تحقیق اور بحث گذر چکی ہے
۴ خیرخواہی

کیا رسّی کو کہتی ہے؟ ہاں واری ہاں۔ کوئی پڑھ پڑھ کر دم کرنی لگی کوئی پھونک پھونک کر قدم رکھنے لگی۔ ڈرتے ڈرتے خدا خدا کر کے جھولے تک پہنچیں تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ چاند نے کھیت کیا آمیں آمیں ہو گئی۔ گیت گانے شروع ہوئے۔

برسات کے گیت

گھر آئے بادر کارے چھپ گئے تارے پیہو پیہو پپیہا پکارے گھر آئے
کویل کوکے کنجی امریاں ات برکھا میں جھلنگ سیاں ہری ہری بن جھرلا جھنکارے گھر آئے

گیت

میں جھیلی رات کاری پیا بن لاگے بوند کٹاری پیا بن لاگے رین بھاری میں جھیلی
ایک تو میں اکیلی ڈروں دوجے ٹھنڈی سانس بھروں شوق رنگ کینہنی ہی میں ہاری پیا بن لاگے بوند کٹاری

گیت

کاری کاری بدروا کاری رین کہیں پیا ابالن کو جاؤ ننگی میں راہ نہ جانوں گلیاں جانوں شوق رنگ پیا بن جیرا بے چین
کارے کارے بدروا کاری رین
جنیدا نوری چاندنی اور نجرنہ آوے کو۔ سیاں کو ڈھونڈت موے نین کارے کارے بدروا کاری رین

گیت

رین سمیں کل ناہیں پڑی دشٹی ار بولے مورا۔ موری پچھواڑی مرلا چگت ہے کوئی بہت مار رو ڈرا۔ دی مارا بولے مورا
روڑی کا مارا مرجائیگا مورا مجھ برہن کا جوڑا ان بہت مار رو ڈرا۔ دی مارا
میں اپنے مورا کو کرٹ گھڑا دوں۔ گل سونے دا توڑا دی مارا

گیت

موہے جھولا ڈلا دو مہاراج امواکی چھیاں تلے۔ ہم تم ملکر پینگ چڑھاویں۔ شوق رنگ مہاراج۔ امواکی چھیاں تلے

گیت

جھولا کن ڈالا ہے امریاں۔ چار گئیں تھیں جھول بھبیاں۔ بھولی بھولی تولیں جھلنگ سیاں۔ جھولا کن

ا اللہ مارا ۲ فراق زدہ

رین اندھیری تال کنارے - مرلا جھنگاری بادل کارے - برسن لاگیں بوندیں پھیاں پھیاں جھولا کن

گیت

اب ہو ہی جو ہوندری کون منگادی بیناہو تی تو میں کھم گڑا تی ۔ سیاں ہوتے تو وہ ہی منگاتی - شوق رنگ اب مجھے چوندری

ہو جھولا جھولوں میں کس نگ رے - کیوں آگ جو ہو روں بن کس سنگ ۔ میری برہا جلا سی امنگ - میرے پیا کو کون بلا وے

گیت

سکھی آیے بدروا جھوم کے مجھے رین اندھیری کاریاں ۔ سب سکھیاں مل پنیچلہ بیاہیں پہی لالچی ماریاں سکھی آ ر

میری ساس نندے دیں ہیں گاریاں - میری سو سہیلی بالیاں ۔ کالی کویل بھی بولی بولیاں مجھے رین اندھیری کاریاں سکھی آ ر

میری باین سیجیں سونیاں - میرے دسر پرگاگر بھاریاں ۔ مین تو درشن پی کی پاریاں - مجھے رین اندھیری

گیت

سیاں برکھا لینے آئے - ہم سکھیوں سنگ جھولن پائے ۔ چار کہار مورنی ڈولیا لائے جیسی پیا کو کیوں ترسا سیاں برکھا

ہنڈولنا میرے کون جھلن کو سکھی آئیں - ایک تو سکھی جھولیں گانے دوجی آئی ہیں میری جھلن کی ریجھ ایں پیا بارے ہنڈولنا

جواب ۷۵ - آہا آج کدھر کا چاند نکلا - کیا تھا جو بیگم صاحب نے خواجہ صاحب میں جا کر مجھے یاد کیا میں اسکا بھی احسان مانتی ہوں کہ آپ ایسی سیر میں مجھے نہ بھولیں سانہ اور جھرنے کی کیفیت اسطرح لکھی کہ گویا میں نے اپنی آنکھوں سے یہ بہار دیکھ لی - خوب ہوا جو تمنے میرے ہاں آدمی نہیں بھیجا اُس دن ایک شادی میں گئی ہوئی تھی تم برسات کے گیت سن سنکر برسات منا ہی تھیں میں شادی کے گیتوں کو سن سنکر اپنا دل بھلا رہی تھی - بھول بھلیوں اور امرتیوں کو دیکھ کر جسطرح تمہارا دل شاد شاد ہوا اسیطرح ہمایوں کے مقبرہ اور اُسکی سرسبزی دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوا - بھلا تمنے تو میرے واسطے برسات کے گیت لکھ کر بھیجے میں تمہارے لئے کیا بھیجوں اسوقت تو وہی شادی کے گیت ذہن پر چڑھے ہوے ہیں جو دو روز سے برابر سن رہی ہوں - ساری کیفیت لکھنے کی تو فرصت نہیں انہیں کو لکھے دیتی ہوں - سنا ہے تمہارے بھائی کی شادی

* یہ گیت بہادر شاہ بادشاہ دہلی نے جھرنے پر بیٹھے بیٹھے اپنی بہو مرزا ابلاقی کی بیگم پر جنکے میاں اُن دنوں میں کہیں باہر تشریف رکھتے تھے بنایا تھا لہ فراق

ابھی لگ بھگ ہے ابھی سے کان میں ڈال رکھو گی تو اُس وقت سمجھ میں خوب آئینگے فقط

بیاہ شادی کے گیت جو عورتیں گاتی ہیں

سُہاگ

شُبھ[1] گھڑی آیاری بنا نت گھڑی آیاری بنا — بنا بنڑی کیلئے شبھ گھڑی آیاری بنا
سیجیں مخمل کی بچھیں تکیے مشجر کے لئے لگ — نُور کے تنبُو تلے لا کے بٹھایاری بنا
ایک تو بنا بنا اور بنے کے باوا بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایاری بنا
ایک تو بنا بنا اور بنے کے بھائی بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایاری بنا
ایک تو بنا بنا اور بنے کے چچا بنے — چلکے دیکھو ری سکھی سب میں سوایاری بنا

سُہاگ

نگھڑ میری بنڑی بنو نانگی کی رنگ رلیاں — چتر میری بنڑی بنو نانگی کی رنگ رلیاں

سُہاگ

آج کی رین سہاگ کی بنڑے کو بنایا — آجکی رین
گاؤ خوب رنگ بدھاوا میرے رب نے یہ دن دکھایا — (سنجوگ ملایا) آجکی رین

بنڑا بنڑی تکھت (تخت) پہ بیٹھے آرسی مصحف دکھایا، بنڑی کو بنایا۔ آجکی رین سہاگ کی بنڑے کو بنایا

سُہاگ

بنڑے کے واری گئی اری اے ری ما — نوشہ کے واری گئی اری اے ری ما
بنا میرا جب چیرا باندھے جدھر کے واری گئی — اری اے ما بنڑے کے واری گئی اری اے ما
بنا میرا جب جامہ پہنے کلغی کے واری گئی — اری اے ما
آجکی رین سہاگ کی بنے آ میرے انگنا — میرا اچھا رے بنا کیسریا لال بنا
بنڑے کے واری گئی اری اے ری ما

---

[1] مبارک

سہاگ گھوڑی

اے میری نیدان بنو باڑو بند ڈھیلے نین تیرو رسیلے

باز و تیرے جوشن سوہیں اور اِگوں کی جوڑی		اے میری نیدان بنو بازو بند ڈھیلے نین تیرو رسیلے
ہاتھ تیری پہنچیاں سوہیں اور کنگن کی جوڑی		پیروں تیری جھانجن سوہیں اور چُوڑیوں کی جوڑی

اے میری نیدان بنو باڑو بند ڈھیلے نین تیرو رسیلے

کھائے نہ جانے پینڈیاں لاڈو میری باندھے نہ جانے بند ...... سیانی ہونے دو
باوا نے کس دیا ڈولا امّاں بی بی جانے نہ دے		سیانی ہونے دو
چچا نے کس دیا ڈولا چچی بی بی جانے نہ دے		سیانی ہونے دو
بھائی نے کس دیا ڈولا بھابو بی بی جانے نہ دے		سیانی ہونے دو
پھوپا نے کس دیا ڈولا پھوپی بی بی جانے نہ دے		سیانی ہونے دو
خالو نے کس دیا ڈولا خالہ بی بی جانے نہ دے		سیانی ہونے دو

ناجو ای گھونگٹ کھول

گھونگٹ میں تیرے چندر بست ہے		لال لگے انمول ناجو ای گھونگٹ کھول

گیت

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا		مُنہہ مقنع سر سہرا براجے اچھے بنو گھر لایا

آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرے والا ری بنا ہریالا ری بنا		آیا ری لاڈو تیرا بنا بن آیا

سہرا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

لاڈو سوری مالن بیٹھو مورے آنگن		کر سہرے کا مول چکاؤ ری مالنیا

سہرا بنے کا گوندھ لاؤ ری مالنیا

ے نازو - ناز کرنیوالی - لاڈلی

شادیانہ

ہووے مبارک شادی		جم جم نت نت آبادی
نت نئی ہریالی بنو		ہووے مبارک شادی

ٹونا

ڈھائی پونی کچا سوت		میں باندھوں سائیں کا پوت
باندھ بوندھ کر کیا غلام		آ
				دھلی بیٹھا کرے سلام

خط ۶۷ بوا! کہتے ہیں امی جمی کے دنوں میں جب قلعہ آباد تھا بادشاہ جیتے تھے اس اُجڑی دلّی میں بھی وہ رونق تھی جو آج کلکتہ میں نہیں۔ جسطرح انگریزوں میں بہو بیٹیاں مینا بازار لگا کر بیٹھتی ہیں اور اُسمیں طرح بطرح کی ولایتی اور دستکاری کی چیزیں سجا کر اپنے ہنر کی داد لیتی ہیں اسیطرح ہمارے قلعہ میں بھی دستور تھا بادشاہ سلامت کیطرف سے کبھی مہتاب باغ کبھی حیات بخش میں زنانہ بازار لگا کرتا تھا اور تمام شہزادیاں۔ بیگمیں وغیرہ وہاں آکر جمع ہوتی تھیں غیر مردوں کی ممانعت تھی اور شہزادوں کو اجازت کیونکہ ان میں نہ پردہ جب تھا اور نہ اب ہے۔ میری ایک منہ بولی بہن نظام الدین میں رہتی ہیں انہوں نے قلعہ ہی میں ہوش سنبھالا اور وہیں پرورش پائی۔ جب نگوڑا غدر پڑا تو انہیں سولہ برس تھا ایسی اوان نہیں جو بھول جاتیں بہت سی باتیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور بہت سی بڑی بوڑھیوں کی زبانی سُنی ہیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے **حیات بخش** باغ میں زنانہ ہو کر پنکھا چڑھنے اور بادشاہ کیطرف سے باغ لُٹنے کا حال اس مزے سے بیان کیا کہ میں تمسے کیا کہوں اُنکا بیان ہے کہ بادشاہی محل کے آگے ایک بہت بڑا باغ تھا اور حیات بخش اُسکا نام تھا۔ بیچوں بیچ میں ساٹھ گز سے ساٹھ گز چوکور حوض۔ حوض میں جل محل تھا۔ ہیں آمنے سامنے دو مکان ساون بھادوں نام سے پاؤں تک سفید سنگ مرمر کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں چھوٹے چھوٹے حوض

ے دہلیز، ڈیوڑھی۔ ے اٹھارہواں

حوضوں میں پانی کی چادریں[1] گرتی تھیں + چاروں طرف لال پتھر کی نہریں - نہروں میں پانی جاری تھا اُن کے گرداگرد لال پتھر کی کلنگاری کی کیاریاں - کیاریوں میں گیندا گل مہدی گل نورنگ گل طرہ کھل رہا تھا - موتیا - چنبیلی جوہی رائے بیل گلاب مولسری کی پھولوں سے باغ مہک رہا تھا - بلبلیں چہک رہی تھیں سبزہ لہلہا رہا تھا - آم - جامن - انار - امرود رنگترہ - نارنگی - چکوترہ اپنے اپنے موسم کے پھل پھولوں میں لدا ہوا جھوم رہا تھا - مینہ کا جھمکا لگ رہا تھا مور جھنگار رہے تھے - پپیہا پیہو پیہو کر رہا تھا - کوئل کوک رہی تھی + ایک دفعہ ایسے بہار کے موسم میں - سب شاہزادے اور شاہزادیوں نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور باغ کے زنانہ کا حکم دیں **فرمایا** - ہوں - یعنی اچھا - اُسی وقت سب نے لال جوڑے رنگوائے مار امار کرکے اُن پر مصالحے ٹکوائے - باغ میں زنانہ ہوا - خیمے کھڑے ہوئے - حوض کے چوگرد لکڑیوں کی پاڑیں بندھیں - اُن پر فرش ہوا - ایک طرف بادشاہ کا جہاں نما کھڑا ہوا - حوض میں نواڑے چھوٹے دکانیں لگیں مالنیں - نیواڑنیں - ترکاری میوے والیاں قرینے قرینے سے بیٹھیں + بڑے پوریاں پھلکیاں ایک طرف تلی جانے لگیں کبابنیں کہیں بیٹھیں کباب لگانے لگیں دہی بڑے والیاں ہنڈے سر پر لئے پھرنے لگیں - حلوائیونکے چھوکرے پوریاں کچوریاں مٹھائیاں بیچتے پھرنے لگے سادے کاروں بساطیوں کے لڑکے انگوٹھی چھلے اور طرح طرح کا اسباب سجا کر بیٹھ گئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طرف سے بچھیر پلٹنوں کے چھوٹے چھوٹے لڑکے بندوق توشدان[2] لگائے قطار باندھے برابر قدم سے قدم ملائے چلے آتے ہیں - دوسری طرف سے ننھے ننھے گولنداز نیلی نیلی وردیاں پہنے منگنا سی توپیں[4] کھینچے لئے آتے ہیں - تھوڑی دیر میں جابجا بچھیر پلٹنوں کے پہرے لگ گئے - توپیں الگ ایک جگہ کھڑی ہوگئیں - اب بیگمیں آنی شروع ہوئیں جدھر دیکھو لال چوچہاتے[5] جھمجھماتے جوڑے پہنے سونے میں پیلی موتیوں میں سفید چھم چھم کرتی چلی آتی ہیں - ساتھ ساتھ

[1] چادریں [2] توشہ دان - کارتوس رکھنے کا بکس [3] چھوٹی چھوٹی [4] شوخ رنگ [5] چمکتے ہوئے

انا دوا - لونڈیاں - باندیاں ہاتھوں چھاؤں اللہ بسم اللہ کرتی صدقے قربان ہوتی
چلی آئی ہیں - ایک کہتی ہے دیکھنا بلائوں صدقہ گئی واری گئی بیچ بیچ میں چلو - سفید چادر
اوپر اوڑھ لو اس بیچھے میں چولی والا رہتا ہے - اور رستے کا بھی ڈر ہے دور پار شیطان
کے کان بہرے کہیں کسی کا سایہ جھپٹا نہ ہو جائے تو یہ بوڑھا چونڈا کورے استرے سے
مونڈا جائے - رستہ میں جو کسی نے بناؤ کو ٹوکا تو قہر آگیا - انا - دوا مانی بیچے جھاڑ کے
اسکے پیچھے چمٹ گئیں - حف تمہاری نظر - تمہارے دیدوں میں رائی نون دیکھو تمہاری
ایڑی میں کیا لگا ہے اچھی دیکھو اس کل جبھی نے ایسا ہی ٹوناسا مجھے تو آج اپنی بچی کا پنڈا کچھ
پھیکا پھیکا معلوم ہوتا ہے - ذرا اس کے پاؤں تلے کی مٹی چولھے میں جلانا ۔ غرض
اب چاروں طرف باغ میں گانا بجانا ہونے لگا اور ہمجولیاں آپس میں ہلکے جھولوں اور
ہنڈولوں میں جھولنے لگیں اور ایک پر ایک بولیاں ٹھٹولیاں مارنے لگی ہنسی (ایک)
آج تو اس لال جوڑے پر چوٹ ہے (دوسری) پھوٹ ہوا تمکو کون ستھرے جوڑے کو
کالی کوٹ لگا کلیجی پھیپڑا کر دیا (پہلی) واہ اچھی یہ برا معلوم ہوتا ہے؟ (دوسری) خاک
تمہاری ارواح - کیا تمہیں نہیں سوجھتا دشمنوں کے دیدے ہٹم ہو گئے + اوہو
ہو - اچھی تمہیں ہماری جان کی قسم ہمارا حلوا کھائے ہمیں کو ہے ہے کرکے پیٹے جو
اس مٹھیل کی دھج کو نہ دیکھے - سر گالا منہہ بالا سینگ کٹا بچھڑوں میں ملیں - منہہ میں
دانت نہ پیٹ میں آنت لال جوڑا اٹکائے کیا ٹھسے سے بیٹھی ہیں - الہیو اور قہر تو ٹہ اٹھا لیجے
منہہ میں مستی کی دھڑی سلامتی سے سوکھے سوکھے ہاتھوں میں مہندی بھی لگی ہوئی ہے -
اچھی یہ لال کپڑے تو خیر حضور کا حکم ہے - مگر یہ کمبخت مہندی اور مستی کی دھڑی جمائے
کیا انکو سوجھی تھی (لونڈیوں پر غصہ) ارے گلبہار سبزہ بہار - نوبہار کدھر اڑ گئیں - ایلو
وہ باغ میں گدگدے مارتی پھرتی ہے - بھلا رہی علامہ! ایسا دیدیکا ڈر نکل گیا کیسے
پھلکے سے بل نکالتی ہوں (بچوں پر خفگی) ہو اتم بھی کیا نین متنی ہو ذرا ذرا سی بات

۱؎ پھکنا ۲؎ کالی زبان والی - وہ عورت جسکا کوسنا اثر کر جائے ۳؎ بہار - جوبن ۴؎ درگور ہو ۵؎ رونی
رو دینے والی -

پڑے سوے بھاتی ہوا ایسا کیا نعمت کی ماں کا کلیجہ تھا جو تم ایسی بلک گئیں چھوٹی بہن بھی اگر
اُس نے آم لے لیا تو کیا ہوا آؤ میں تمھیں اور منگا دوں ارے کاکا جائیو بیوی کے
لئے آم جلد لائیو۔ بیگم صاحب میں ابھی دیکھ کے آیا ہوں اور نہیں ہیں۔ ایسا کیا باغ
میں اوڑا اٹھ گیا یہ موا کام چور نوالے حاضر ہیں بیٹھا بھیگی بلی بتاتا ہے ارے یاقوت تو
جا جہاں سے ملے ابھی لیکے آ۔ چلو آؤ من جاؤ بہت چونچلے نہ بگھارو۔ الیو وہ چھوٹی بہن
کیا کہہ رہی ہے ہم بھی جلسے کو جلائیں گے۔ نون مرچیں لگائینگے۔ جسوقت چار گھڑی دن
باقی رہا حضور کی آمد آمد کی خبر ہوئی جسولنی نے آواز دی خبردار ہو اتنے میں سواری
آئی کہاریاں [illegible] ہوا دار کندھوں پہ لئے چلی آتی تھیں ساتھ ساتھ خوجے مورچھل
کرتے [illegible] ہاتھ میں لئے اور حبشنیاں ترکنیاں قلماقنیاں اُردابیگنیاں۔ جریبیں ہاتھ
میں پکڑے جسولنیاں آگے آگے خبرداری پکارتی چلی آتی تھیں بادشاہ کی بھی لال پوشاک
لال ہی رنگے ہوئے تھا کے مورچھل تھے ایک دفعہ ہی بچھیا پلٹنوں نے جم کر سلامی اتاری
چھوٹی چھوٹی توپیں دھائیں دھائیں چلنے لگیں سب نے سرو قد کھڑے ہو کر آداب بجا لایا
حضور اپنے جہاں نما میں رونق افروز ہوئے یہ سب حوض پر آ بیٹھیں اور حوض کے چوگرد گویا
گل لالہ کھل گیا پھر باغ لوٹنے کا حکم ہوا ساری بیگمیں کیسی بے تحاشا گرتی پڑتی [illegible]
ادھر ہیں تجھ [illegible] پاؤں رکھ کے دوڑیں درختوں کو بلا کی طرح جاتے ہی لپٹ گئیں پھل
پھول پتوں تک نوچ کھسوٹ ڈالے بیویاں جھولی پھیلائے نیچے کھڑی ہیں لونڈیاں باندیاں
اوپر سے توڑ توڑ کے انکی گودیوں میں ڈالنے لگیں کوئی کہتی ہے اچھی میری دلشاد مجھے وہ
نگترہ توڑ دے۔ کوئی کہتی ہے اچھی میری اچپل تو مجھے وہ بڑا سا کھٹا توڑ دے میں تجھے
ایک روپیہ دونگی ایک جو آئیں انہیں کچھ نہ ملا تو وہ کسی کی گود ہی کھسکے ہاتھ میں سے ایک
لے گئیں یہ منہ تکتی رہ گئیں۔ لو بی چوروں پر مور پڑے اپنے کچھ ہاتھ نہ آیا تو مفت اتارنے کو
اوروں کا لوٹ لیا اب یہ سرخرو چونڈا ایمان بھونڈا سب میں بیٹھ کے شیخیاں بگھاریں گی

۱ محیط۔ ۲ بڑا حقہ۔ ۳ یہ سب عہدہ دار عورتیں ہیں ۴ چوبدارنیاں۔ یا دل کی اذیت۔

ہم بھی لوٹ لائے ہیں بھئی کوس کوس کے ڈھیر کر دیئے الٰہی چھریاں کٹا دن ہو جب
شام ہوئی اور دونوں وقت ملے تو آپس میں کہا بس صاحبو! چلو اب حوض اور نہر و بہتی
پٹڑیوں پر بیٹھکر چاندنی منائیں تو لڑکوں میں بیٹھکر حوض میں بھیدو۔ وہاں جاکر دیکھا تو
کہیں ڈھولکی بج رہی ہے گانا ہو رہا ہے کہیں دس گھڑا سچی پچیسی قصے کہانیاں پہیلیاں
مکریاں ہو رہی ہیں۔ کہیں آنکھ مچولی بٹی چھپول ہو رہی ہے۔ سات دن تک روز اسیطرح
نئی بیج دھج انوکھے کھیل نرالی باتیں ہوتی رہیں۔ آٹھویں دن جمعرات کو پنکھے کی تیاری ہوئی
وہ بھاری بھاری تگڈاں نئی نئی دلہن کے لال لال جوڑے ہیرے یاقوت زمرد موتیوں کے جڑاؤ
گہنے پہنے نک سے سک تک سنگار کر کے۔ سارے شہر کی عورتیں امنڈ آئیں باغ کے
میں ایک چمن کھل گیا دیکھنے والے اش اش کرنے لگے لٹولیاں ہاتھ پسارنے لگیں جب
چار گھڑی دن باقی رہا تو چاندنی چوک کے باغ سے پنکھا اٹھا ہاتھی پر سونے کا پنکھا سجے
سچے موتیوں کی جھالر انہیں پیچھے آدینے اوپر سونے کا مور اسکے پیٹ میں گلاب کیوڑا
بھرا ہوا پنجوں میں سے نکل نکل کے سب کو معطر کرتا جاتا تھا آگے آگے پھولوں کی چھڑیاں
نفیری بجتی ہوئے ہزارے چھٹتے ہوئے سپاہیونکے تمن باجا بجاتے ہونکے پیچھے سلاطین اور
امیر امرا ہاتھیوں پر سوار دو طرفہ آدمیونکے کھیڑ بھاڑ اس دھوم دھام سے باغ کے دروازہ
پر پنکھا پہنچا سب لوگ باہر ٹھہر گئے سلاطین پنکھا لیکے اندر گئے حضور سوار ہوئے چھوٹی
چھوٹی توپیں ننھے ننھے گولہ انداز دھنا دھن چھوڑنے لگے بھیرا پیشنیں سلامی اتار آگئے
انکے پیچھے تاشے باجے روشن چوکی والیاں تاشہ ڈھول جھانجھ طبلہ نفیری بجاتی چلیں ان
کے پیچھے سلاطین پنکھا لئے ہوئے پنکھے کے پیچھے حضور ہوادار میں سوار خوجے ہنسی ٹھٹھول
کرتے۔ حبشنیاں ترکنیاں قلماقنیاں اردابیگنیاں شوخی کرتے جسولنیاں خبردار کی پکارتی
شاہزادے تخت کا پایہ پکڑے شاہزادیاں بیگمیں نوکریں چاکریں لونڈیاں باندیاں شہر کی
عورتیں ساتھ چلیں۔ اسوقت کی بہار دیکھنے کے لائق تھی۔ کبھی بیٹھے بیٹھے پہر اٹھتے

تھی کبھی پھُیّاں پھُیّاں مینہ برسنے لگتا تھا آسمان پر کالی گھٹا گھنگھور گھمنڈ رہی تھی زمین
پر گویا لال گھٹا اُمنڈ رہی تھی اُدھر بادل کی گرج بجلی کی چمک اِدھر گوٹہ کی جھمک جواہر کی دمک
سے آنکھوں میں چکاچوندھی آتی تھی نفیری میں پھر ساون آیا کی آواز نہر ڈھاتی تھی محل کی کلسوں میں
عورتونکے غٹ کے غٹ کوٹھوں پہ ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے کہیں تل دھرنے کی
جائے نہیں۔ تھالی پھینکو تو سر پر گرے جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھو ایک چھت پر بیبیاں
سے دکھائی دیتی تھیں اس تجمّل اور کرّ و فر سے درگاہ میں شام کو پنکھا چڑھا کے باغ میں آئے
روشنی کی تیاری ہوئی حوض کے چوگرد نہر کے پٹڑیوں پہ دو رستہ بانسوں کے ٹھٹھروں
میں لال لال کنول۔ انہیں دفعۃً روشن ہوئے چاروں طرف ایک آگ سی لگ گئی
فوارّوں نہیں روشنی جیسے چھلاوے حوض میں پھر رہے ہیں۔ درختوں میں قمقمے
جگنوؤں کی طرح چمک رہے ہیں کہیں لہرا ہے کہیں بین بادشاہزادی کا سوانگ بن رہا ہے کہیں ناچ رنگ
ہو رہا ہے ساری رات اسی سیر و تماشے میں گذری صبح کو سب اپنے اپنے
گھر گئے صاحب میلا ہو چکا۔ فقط تمہارے دیکھنے کی آرزو مند اُمراؤ بیگم

جواب بہن تمہارا خط آیا اور حیات بخش باغ کی بہار اپنے ساتھ لایا جن بیوی کا تم ذکر
کرتی ہو انکی بہت دھوم دھام ہو رہی ہے ایسا کون ہے جو انہیں نہیں جانتا نام
میں کیا فیض کام میں اُنکے فیض اتنا تو سُنا ہے اُنہوں نے قلعے کے حال میں ایک کتاب
لکھی ہے بلکہ اُسکا نام بھی بڑی آپا ہی کی صلاح سے رکھا ہے اور دیباچہ بھی انہوں
نے لکھدیا ہے دیکھو تو کیا اچھا نام ہے **خواب محفل**۔ یعنی اُس محفل کا حال جو آنکھوں
کے دیکھتے دیکھتے خواب ہو گئی ۞ بوا یہ بڑی ہنر والی بیوی ہیں انکے گھر کا بچہ بچہ
پڑھا لکھا ہے لڑکیاں ہیں تو دسوں انگلیاں دسوں چراغ لڑکے ہیں تو عالی خیال
روشن دماغ ۞ اس کتاب کو میری ایک سہیلی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور منتیں کرکے
نقل کر لینے کو مانگا مگر وہ اس بات کو ٹال گئیں یہ بھی چپکی رہیں انہیں سے ایک جھلک انہیں

۱ یکساں۔ یک لخت

یاد ہے دیکھو توکیسی غضب کی ہے - فقط - تمہاری دوستدار شتی بیگم +

چھپکل

دس ہنیں مل جھلکے آومیں میٹھی ہنس بول رہی تھیں - ایک موئے شیطان اُچھلا پیچھے آ ایک کالا چیتھڑا لا جھکے سے ایک کے سر پر پھینکدیا وہ وُوی وُوی کرتی ساتھ ہی جتنی میٹھی تھیں لدبد اُوپر تلے گرتی پڑتی چیخیں مارتی بھاگیں - ایک چیخم چاخ مچادی سارا محل سر پر اُٹھالیا - تو دوڑ میں دوڑ - ارے کیا ہوا ایک کہتی ہے اُوپر سے مُردار سی[1] گری - دُوسری کہتی ہے واہ جی - نہیں ستی ہے مجھے گلگلی سُوجھی تھی اے بی آنا جان اے بی بھابھون[2] - اے بی نانا حضرت اے بی دادا حضرت! اچھی فریاد دیکھنا میرے کلیجے پر ہاتھ رکھنا جسوقت سے یہ نگوڑی گری ہے کیسا چار چار ہاتھ اچھل رہا ہے - اری سُنبل - ارمی صنوبر چڑیل نامرادیں کدھر اُڑ گئیں - وُوجی[3] نکلے تمہارا جی دیکھو تو مُردار سی ہے تو جلدی سے سونے کا پانی لاؤ میں اپنی بچی کا پنڈا دھووں رستی ہے تو صدقے کے لئے خوردہ منگاؤں - ہے ہے خدانے میری بچی کی جان بچالی دُور پار شیطان کے کان بہرے اگر ایسی ویسی کچھ ہوجاتی تو وہ بندی کسکی ماں کو ماں کہتی + لونڈیاں باندیاں لالٹینیں شمعائیں لیکے دوڑیں - دُور ہی سے کھڑی کہ رہی ہیں - اے ہے بیوی خدا جھوٹ نہ بلائے یہ تو رستی ہے جھپ پٹی پڑھ پڑھ کے انکی طرف پھیکنے لگیں ایک کہتی ہے تُوبا یہ تو کمبخت ایک جا بے جسم ہوگیا نگوڑا ہلے نہ جلے - دُوسری کہتی ہے واہ میں نے اسے کیل دیا ہے - بھلا کیا مقدور ہے یہ سرک تو سکے - لو لو اے ایسی ہی تُم چھتی چھنیا ہو - ایسا ہی تمہارا چھو چھکا ہے - چل دُور - ارے خوجوں کو بُلاؤ - لکڑیاں لے لیکے خوجے دوڑے پاس جاکے جو دیکھیں ایک کالا چیتھڑا پڑا ہے - کہیں رستی ہے نہ مُردار سی - سبکو اُٹھا کے دکھایا - کہ واہ حضرت اچھا اَبل کابیل بنایا - جن کا یہ کرشمہ تھا ایک دفعہ ہی بے ساختہ قہقہہ مار کے ہنسیں - سب کی سب لعنت ملامت کرنے لگیں - شاباش تُوا تمکو - درگور تمہاری صُورت سے میں

[1] چھپکلی سے لیا ہے [2] اہلِ قلعہ نانی کو نانا حضرت دادی کو دادا حضرت کہتے ہیں - [3] ستیاستی - پاک دامن

ایسی چہل پہل بازی نہیں بھاتی - تمہارے نزدیک تو ایک ہنسی ہوئی یہاں چلو ڈوب مرو سوکھ گیا فقط +

خط ۷۸ - بُوا میں نے تمکو خوابِ محفل کا حال لکھا تھا اور اُسکے چھپنے کی آرزو ظاہر کی تھی آج خدا تعالیٰ نے ایک کتاب **صورۃ الخیال** چھپی چھپائی ایسی دکھائی کہ بس سارے قصّے اور ساری کہانیاں اُسکے آگے جی سے اُتر گئیں - یہہ کتاب مولوی سید علی محمد صاحب عظیم آبادی نے لکھی ہے اِس میں ایک بیوی ولایتی بیگم کی مُصیبت دانائی اور شادی کا قصہ ہے - جب یہہ بیاہی گئیں تو انکا پیرا ایسا آیا کہ آتے ہی سُسرے کو کھایا - میاں کو بنا نواب بنایا - جتنی دولت تھی چار دن میں اُڑ ہوگئی - بیوی کی بات تو پوچھی کہ جیتی ہے یا مرتی ہے لیکن بیوی ایسی عقلمند تھی کہ اُسنے خطوں ہی خطوں میں کاغذ کے گھوڑے دوڑا کر میاں کو موم کر لیا جتنی بُرائیاں تھیں ایک دفعہ ہی سب بھلائیوں سے بدلگئیں اور اُس نے خوش ہوکر اپنی بیوی کو بڑے چاؤ سے بُلوایا - جب یہ غریب گھر سے چلی تو رستہ میں ڈاکا پڑا سب آپ آپ کو بھاگ گئے نگوڑے ڈاکوؤں نے جہاں مال اسباب لوٹا تھا وہاں اس بدبختی کی ڈولی بھی اپنے ساتھ لے لی تھوڑی دُور چلکر ڈولی تو چھوڑ دی اور اُسے پاؤں پیدل اپنے ساتھ لیکر چلے گئے جیسی جیسی مُصیبتیں ولایتی پر پڑیں اور جن جن وسیلوں سے خُدا نے اُس کی آبرو بچائی اُنھیں سُن سُنکر ایمان کانپتا ہے اخیر میں ولایتی کے ہنر نے اُس کے خاوند سے ملایا اور اسطرح ملایا کہ بڑے بڑے حاکموں نے اُس کی عصمت کی گواہی دی اور اِس حال کے چھاپنے کی ہدایت فرمائی ابھی تک میں نے پہلا ہی حصّہ دیکھا ہے - سُنا ہے دوسرا بھی تیار ہو رہا ہے - قیمت بھی کُچھ بہت نہیں ہے بُوا ۔ آنے اُسکے اُوپر سے صدقے ہیں الٰہی تُو وہ دن کر کہ ہم بھی اپنے لئے آپ کتاب بناکر اپنی بہنوں کو اندھیرے رستہ سے نکالیں +

جواب ۷۹ - بہن! میری عزیز ہو تو تم ہو اور باتمیز ہو تو تم ہو خدا تمھیں سلامت رکھے

۱؎ قدم -

کو ترقی دے اور تمہاری طفیل سے ہمیں بھی نئی نئی کتابیں دیکھنی نصیب کرے اس کی ایک جلد مجھے بھی منگوا دو اور جب تک میری کتاب آئے اپنی کتاب مانگے کو دیدو۔ میری بڑی آپا۔ خالہ امّاں۔ ممانی جان جب سے تمہارا خط دیکھا ہے آٹھوں پہر تقاضا کرتی ہیں کہ لڑکی وہ کتاب آئی یا نہیں۔ آج ایک بیوی سے سُنا کہ اُس کی دوسری جلد **بنیتہ المقال** بھی چھپ گئی اسمیں دریا کی مصیبتیں خوب خوب بیان کی ہیں فقط

چوتھی فصل

نوکروں چاکروں مثل انّا چھُوچھُو وغیرہ کے خط اور اُن کے جواب

خط ۸۔ انّا پیاری! تو امّاں سے خفا ہو کر کیا گئی کہ میرے دیکھنے کو بھی نہیں آئی؟ تو نے مجھے دُودھ پلایا۔ تو نے مجھے گودیوں میں کھلایا۔ پالا تو نے۔ پوسا تو نے۔ لاوں کا لال تو نے کیا چونچال تو نے کیا۔ جو ہٹ کی وہ اُٹھائی جو چیز مانگی وہ کھلائی۔ اب سے دُور جب مجھے کوئی بیماری ہوتی تھی۔ تو آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی کندھے سے لگائے کھڑی کھڑی پھرتی تھی آنکھیں بند ہیں تو تو اجا رہی ہے یوں بھی نہ مانا تو گنڈی کھڑکا رہی ہے منتیں کرتی دوائی پلاتی ہتو کھلاتی۔ اب میں ہی ہُوں کہ مجھے دیکھنے سار کو نہیں آتی کھلانا بہلانا کیسا صُورت نہیں دکھاتی۔ مجھے اب بھی تیری وُہی محبت ہے مگر تجھ میری اُلفت نہیں رہی۔ تیرے کارن امّاں جان سے روز لڑتی ہُوں کہ بی تم میری دشمن ہو مجھے دیکھ نہیں سکتیں تمنے میرے انّا کو لڑ لڑ کر نکالا۔ مجھ جیسی کل تھی اُسکو اُجاڑا۔ تمہارا کیا گیا میں بے چین ہو گئی۔ جب میری انّا تمہاری آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ تو مجھ بھی پیار نہ کرو۔ ایک دن یہ کہکر میرا جی بھر آیا آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے بلبلا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور چھاتی سے لگا لیا۔ پھر تو

مجھے اور بھی رونا آیا ہچکی بندھ گئی پانی پلایا اور قسم کھائی کہ کل ہی تیری انّا کے پاس آدمی
بھیجونگی تو اپنا جیوڑا مت کُڑھا سو انّا چلی انّا اب زیادہ پاؤں نہ پھیلانا - نہیں نہیں
ضدّ چڑھ جائیگی تو پھر تمہارا کچھ جائے گا نہ اُن کا میں بن آئی مرجاؤں گی فقط

جواب ۸۱ - واری جاؤں! جب آدمی ایک طوطے کا بچّہ پالتا ہے تو اُس کی
بھی اتنی محبت ہوتی ہے کہ دم بھر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تم تو ماشاء اللہ آدمی
آدم زاد آنکھوں کی پتلی کلیجے کی کور ہو - تمہاری جدائی کا جتنا قلق ہو تھوڑا ہے - میں
جنیتا کر آتے تو چلی آئی پر کیا کہوں کیا کیا مصیبت کیسی کیسی آفت اُٹھائی جیسی کی تھی ویسی
بھلنی دیوانی باولی ہڑکھائی بنی پھری - سڑن خفقن کہلائی - جس کسی دس بارہ برس کی
لڑکی کو دُور سے کُوٹھے پر ہاتھ دھرے دیکھتی یہی جانتی کہ یہ تو میری بیگم میری پیاری
کھڑی ہے اپنی انّا کی لاڈو اپنی انّا کی دُلاری کھڑی ہے - جب کسی مجلس میں نکلتی تو
جھُک جھُک کر ایک ایک کا منہ دیکھتی کہ کوئی میری بیگم کی صورت کی لڑکی بھی ہے
یا نہیں؟ جسے دیکھکر اپنا کلیجہ اپنا دل ٹھنڈا کروں باتیں سنوں آنکھیں سینکوں
اِس میں اگر تقدیر سے کوئی مدھرے قد بھبوکا رنگ کی - گوری چٹّی - طرّار فرّار لڑکی
مل گئی تو بے قرار ہو گئی پھر گھنٹوں اُسی کی باتوں میں گزار دیتی اور کہتی کہ بیٹی بہن
بُرا نہ ماننا دیوانی باولی نہ جاننا خدا اُسے جیتا رکھے سونے کے سہرے بیاہ ہو دودھوں
نہائے پوتوں پھلے میری پیاری کی بھی عین میں یہی شکل یہی صورت یہی چال یہی
انداز - یہی رنگ یہی رُوپ - یہی قد - یہی قامت ہے میں ناشاد نامراد اُس
کی ماں سے لڑ کر چلی آئی ہوں اِس سے بلبلاتی خاک اُڑاتی پھرتی ہوں کیا کروں دُودھ
پلایا کی مامتا پڑ گئی ہے جی نہیں مانتا - اگر کوئی نیک گھڑی کی پیدائش ملنسار خوش
مزاج لڑکی ہوئی تو ہنس دی ترس بھی کھایا گھُل مل کر باتیں بھی کرنے لگی اور جو دُور
پار کوئی بُرے وقت کی پیدائش - جنم جلی - جلاتن - اکل کھُری حق سے دُور جگ سے

۱ خفا ہو کر تگڑ کر ۲ خبطن - مجنونۃ الحواس ۳ دل کو تسلی دینا دیدار سے خوش ہونا ۴
جس لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔

بڑی ہوئی تو کالی بلا کی طرح پیچھے پڑ گئی پنڈ چھڑانا مشکل ہو گیا۔ بیگم تیرے واری تیرے صدقے ہو تو مجھ پر بیت رہی ہے اور تم کہتی ہو تو مجھے دیکھنے تک کو نہیں آتی۔ تمہاری اماں جان بلائیں گی تو میں پھر حاضر ہوں میں نے انکا نمک کھایا ہے میرے بچے انکے گھر کے پلے ہیں۔ انکے احسان سے کبھی باہر نہیں ہو سکتی اور نہیں بلائیں گی تو خیر دوسرے تیسرے تمہاری ہی صورت دیکھ جایا کروں گی +

خط ۸۲ - بیگم صاحب! بے غم صاحب! خدا کے دیئے رتبہ کو آداب۔ وعدہ کو بندگی۔ نوکری کو پرائے بس سلام کرتی ہوں۔ بیگم یوں لکھا کہ تم میرے سر کی سردار میری آقا۔ میری مالک ہو۔ بے غم یوں لکھا کہ جب سے گئی ہو بھوکوں مرتی ہوں۔ دکھ بھرتی ہوں پر تمہیں ذرا درد نہیں آتا۔ میرے مرنے کا غم ہے نہ میرے جینے کی خوشی + اداب یوں لکھا کہ آپکی سدا کی نمک خوار ہوں۔ احسانوں کی ماری گردن نہیں اٹھا سکتی۔ بندگی یوں لکھی کہ آجتک تنخواہ کی راہ دیکھ رہی ہوں دس کے دس اگلے ساٹھ دن ہو گئے مرتی ہوں نہ جیتی ہوں زندہ ہوں نہ مردہ ہوں + سلام یوں لکھا کہ کوئی کوڑی کو ہاتھ نہیں پکڑتا۔ رمضان میں روزے کھائے اب عید میں کیا خاک کھاؤں۔ بہتیرا جان کو تھام تھام کر تمہیں دلا دلا کر رکھتی ہوں مگر وہ قابو سے نکلی جاتی ہے اور یہی کہتی ہے کہ بس ٹھ دیا ایسے جینے کو مرنے کو سلام ہے۔ حضرت سلامت جب مر ہی جاؤں گی تو کون نوکری کریگا۔ تمہارے گھر پر سانپ بنی بیٹھی ہوں مرنا قبول سڑنا قبول تمہاری چیز کا ادھر سے ادھر ہونا قبول نہیں۔ جان جائے ایمان جائے مگر میری بیگم کی چیز پر آنچ نہ آئے۔ میری سرکار آپکا اگلا میرا ادھار ہے اب گیارہ گیا جسکی دیر دار ہے خدا کے ہاں سے تو وعدہ پورا ہونے کو آیا آپ کو ابھی تک کچھ بھی خیال نہیں تمسے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں سلیوا اور غضب سنو قسمت نے جو دیکھا کہ ایسی بڑی حسم کار میں ہے تو اپنے دینے لینے سے کانوں[1] پر ہاتھ دھر گئی۔ خدا نے بھی تمہارے پرچک[2] میں دیکھ کر

[1] صاف انکار کرنا۔ [2] جاست

صاف اَناکانی[1] دیدی - ابتو موت کو بھی یہانتک آتے ہوے موت آتی ہے باہر کی باہر ڈر کر بھاگ جاتی ہے کہ ایسے بھوکوں سے کون لڑے جو مجھی بھی کچّا چبانیکا ارادہ رکھتیں لیجیے آداب عرض کرتا ہُوں فقط تمہاری بچپن کی نشانی مانی ؛

جواب ۳۴ ؛ -مانی! تیری باتوں سے ہارمانی - توگیتی مار مارتی ہے کہ جان نکال لے اور پھر الگ کی الگ رہے - میرے اُوپر ہزاروں گھڑے پانی پڑگیا سچ کہ تُونے دوشالے میں لپیٹ کر کیا بھیجا تھا کہ اُس سے میری گردن نیچی ہوگئی جُوں جُوں خط دیکھتی ہُوں زمیں میں گڑی جاتی ہُوں تو احسان کے مارے گردن نہیں اُٹھا سکتی لے اور کیا چاہتی ہے مجھے اپنی برابر تو کر چھوڑا اب بھی تیرے دل سے یہہ بدی دھوی گئی یا نہیں تو کہتی تو ہو گی رجا کیا جانے بھُونکے سار - مگر مانی مجھی اپنی جوانی کی قسم تیرے روپے آنچل میں باندھے پھرتی ہُوں کوئی اتنا نہیں جُڑتا ہے کہ تجھ تک پُہنچادے مانے امّاں کا آدمی میرے آنے سے پہلے ہی گانو پر جا چُکا تھا - حق ہمسایہ میں کوئی مردو مرد کی شکل جو ذرا ذہہور کام کردے مانی ہیں کہ کوڑی کوڑی کے سودے کو حیران رہتی ہیں میں ہُوں کہ اپنے گھر کی خبر تک مُنگانے کو پھڑکتی ہُوں ؛ رہیں ماما اصیلیں سو وہ خدا کے فضل سے باہر ہی نہیں نکلتیں اب تجھی روپے بھیجوں تو کیونکر بھیجوں جو عورت خط لیکر جاتی ہے یہ ایسی ہے کہ آنکھوں کا کاجل چرا[2] تی ہے تو محلّہ کی کسی چمارہی کو یا اور جس سے تیرا دل ٹھُکے اُسے بھیج کر اپنے روپے منگالے میرے پاس امانت - رکھے ہیں سکے گی تو اور دس بارہ زیادہ بھیج دُوں گی - مانی امّان کا آدمی گانو سے قسط لیکر آے تو اپنے حصّے کے روپے لیکر میں بھی چلی آدُیں - میرا دل آپ اُچاٹ ہورہا ہے - گھر سے بار بار نکلنا دشوار ہے اِس سے دو چار دن اور ٹھیر گئی ؛

خط نمبر ۸۰ - انّا! تیری بیٹی تو ایسی اُٹھی ہے کہ کوئی مرتا ہو تو بھی اُٹھکر پانی نہ پلاے[3]

[1] شنیدہ ناشنیدہ کرنا - [2] ہنایت شرمندگی سے مراد ہے [3] بادی چور

وہ غریب کی بچی اور چال چلے اشدیوں کی ہیں اسے اپنے بچّوں کی برابر رکھتی ہوں اُس پر اس مُردار کا یہ حال ہے کہ دن بھر میرے بچّوں سے سوکنوں کی سی کھٹا پٹی رکھتی ہے اگر وہ پیاسے بھڑکا کریں تو یہ ہلکر پانی نہ پلائے بلکہ کوئی پلاتا ہو تو آنکھ سے منع کردے تُو اتو کیا کرے ہمارا نمک ہی ایسا ہے جسکے ساتھ ہم نے سلوک کیا ہوگا اُسی نے ہمیں کچھ نہ کچھ دکھ دیا ہوگا - ہم نے اس بچی کے ساتھ بُرائی کی ہو تو ہمارے آگے آئے نہیں تو وہ اپنے دیدوں گھٹنوں کے آگے پائے - ہمارا نمک ہمارا کھلایا پلایا اُس کے پھوٹ پھوٹ کر نکلے میں تیرے منہ پر جاتی ہوں نہیں تو کبھی کا نکال باہر کر دیتی - بس مُوا میں بہت پک گئی اس کو میرے سامنے سے بلالے اب مجھے اس کی صورت زہر لگتی ہے - خدا ایسی حرّاف دیدہ دھوئی چھوکری سے پالا نہ ڈالے ہماری بلّی اور ہم ہی کو میاؤں ہمارے ہی ٹکڑے کھائے اور ہمیں پر غرّائے جس کی گودی میں بیٹھے اُسی کی کان اینٹھے - وہ نوکر کا ہیکو ہے کبھی کی میری سوکن کبھی دشمن کبھی کی رشتہ ناتی کی ہے جہاں مجلس میں نکلوں گی برابر ہی آکر بیٹھے گی پھر کیا مقدور جو ذرا وہاں سے اُس کے یا ادھر اُدھر کھسکے میں اس اخلاص سے باز آئی تُو اپنے چھوکری کو آکر لیجا ۰

جواب ۸۵ - حضرت بیگم صاحب! لونڈی تو آپ ہی کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے آئی ہے آپکو اختیار ہے چاہیں اُسے بگاڑیں چاہیں سنواریں - میں نے کس دن مانگی پی تھی جو آپنے اُس بدنصیب نامراد کو اتنا سر چڑھا دیا - میرے سامنے آپ کے بچّوں سے کھنساتی یا کسی کام میں حیل حجت لاتی تو مُردار کی چھاتی پر چڑھ کر ایسا ہی چلّو لہو پی جاتی - چڑیل کی جنی کی شامت نے گھیرا ہے کمبختی آئی ہے روٹیاں لگ گئی ہیں بچا نہیں سکتی بن پروں اُڑتی ہے رہ خطامہ تیری اگر کبھی خبر لیتی ہوں اماں بندی بچھے بچی کو کھا جاؤں تو سہی تیری بوٹیاں چبا جاؤں تو سہی - تو نے میری بیگم کو تو جلایا ہے دیکھ تیرے کیسے دھرّے

سلہ سست کاہل سلہ بے عزت بے مروت سلہ حمایت لینا سلہ ڈرّے لگانا

اُڑاتی ہُوں ہڈیاں توڑتی ہُوں ایسا کچلوں ایسا کچلوں کہ پیسے پر دھر کر بوٹیاں اُڑاؤں - تو مجھے وُور دیکھ کر اترا چلی ہو گی - ایسے قصائی کے پلّے باندھوں جو اُٹھتی جوتی بیٹھتے لات رکھے بیگم تمہاری شفقت میں کچھ شبہ نہیں اور اُس کی نمک حرامی میں کوئی شک نہیں آپ اسے ماریں یا پیٹیں رکھیں یا نکالیں مجھے کچھ سروکار نہیں میں اسے آپ کی خدمت میں دے چلی کیا کروں کوئی بھلا مانس نہیں جڑتا نہیں تو شربت کے پیالے پر نکاح پڑھا کر اُس کی ساتھ کر دوں اور پھر کبھی اسکا نام بھی نہ لوں - میں اِس کے ہاتھوں سے جل بُھجی وہ ایکدن میں لونڈی بھی آئے گی اور اِس کا جھگڑا جسطرح حکم ہوگا مٹا جائیگی زیادہ ادب عرض کرتی ہُوں

خط ۸ - ددا! تجھے کیا نصیبوں کی مارنے جہاں جاتی ہے وہیں مرتی ہے - مجھے کسی کی لَلّو پَتّو نہیں بھاتی کہ تُو دو دن تیری میری خوشامد کے لئے گھر سے آ جُڑی ہے اپنا پیسہ سلامت چاہیئے جس کی ناک پر پھینک دیں گی وہی دس بیٹیاں لاکر آگے رکھدیگا سو دا بنے نہ بنے اپنا بھلا چاہتی ہے تو وہاں گھڑی پانی نہ پی جس طرح بیٹھی ہے اُسی طرح اُٹھی چلی آ - میرا بچہ بڑکا جاتا ہے جب وقت پر نہ آئی تو پھر کیا تجھے لیکر چولھے میں ڈالونگی ایک دن کی بات ہو تو جُھلتی جائے تجھے تو آئے دن کی ہلگت پڑ گئی جب گھر سے نکلتی ہے دنوں اور مہینوں کی خبر لاتی ہے - بات بات کا بہانا ڈھونڈا کرتی ہے الٰہی ددا تو جیسا میرے اللہ آمین کے بچے کو پھڑکاتی آپنی جنڈری سے پھڑکے - میں ایسے آدمی کی لاگو نہیں ہُوں مجھے جن چڑھیگا تو فرشتہ کی بھی نہیں سُنتی کی بھلا تو تو کس افلاطوں کی جنی ہے - گھڑی گھڑے نکال باہر کروں گی • دادی جان بھی یہی کہتی ہیں کہ اپنی خیر منائے تو اسیدم چلی آئے اور دیر لگائیگی تو اپنا سر کھائے جہاں سینگ سمائے وہاں چلی جائے ہمارے ہاں کام نہیں - دیکھ تو اِس تھوڑے لکھے کو بہت جان اور یوں ہی مان آگے تجھے اختیار ہے کبھی پیٹ زور نہیں •

ئے خوشامد اُٹھانا محبت میں بیمار پڑنا - یاد میں پھڑکنا علّت عادت مِگ ناک رگڑنی کا - جو کبھی بچوں میں بجا ہوسکے غصّہ -

جواب ۸۷ - بلاتُوں! میں کچھ اپنے کام کو تو نہیں آئی تھی سرکار ہی کے کام کو آئی تھی دیر یوں ہو گئی کہ وہ پہنچیاں ایک جگہ دکھانے کو گئی ہوئی تھیں اور چھوٹی بیگم صاحب نے چلتے چلتے منّتیں کر دی تھیں کہ اچھی دادا یہ پہنچیاں میرے واسطے خریدی جاتی ہیں جہاں تک بنے انہیں لیکر آئیو۔ اتنے میں تیرے بچّے کو سنبھالے رکھونگی یہ سوچکر میں نے بھی کہا کہ اب آئی ہُوں تو لیکر ہی چلُوں آج شام کو دینے کا وعدہ کرتی ہیں۔ مجھے اپنی ناک چوٹی کٹوانی ہو تو ٹھیرُوں دو پہر ہوئی تو میں روٹی کھا کر چلی- بڑھیا جو ہو گئی ہوں تو واری بن روٹی قدم نہیں رکھا جاتا - باقی باتوں کا جواب وہاں آکر دوں گی- سودا اپنا بنایا ہے - جو بازار میں انکے سو تم دینا- بنوائی کی بچت رہے گی - لو اب تو سر پاؤں رکھکر بھاگتی ہوں پھر دیکھ لوں گی - آپ کی خفگی سے بھی ڈر لگتا ہے +

خط ۸۸ - میری چھوچھو چھو چھو! - تجھے کیا کہہ کے کوسُوں - تُو نے میرے ساتھ جو کچھ کیا وہ اچھا کیا - ذرا تیری بیٹی رحمت سے جی بہلتا تھا اُسے بھی وہیں بُلالیا یہاں کیا کوئی اُس کے موتی توڑے لیتا تھا - یا وہی ایک ڈال کی ٹوٹی تھی - ہم ہل بہلو بیٹھی کے نہ تھے یا اقد آئیں کے تھے - کیا کسی نے ہمکو ہیں جنا تھا آسمان سے گرے تھے کیا تھا؟ ایک اُس کے بیٹے نانی اماں کا گھر بھاری ہو گیا- ہمیں تو کبھی اندھیرے اُجالے کیلی کا کھٹکا نہیں ہوا - تیرے اِس وہم سے بھی خدا بچائے ایسی تو تُو دھن تیا اور ایسی ہی وہ سڑن ماکی خفتن بیٹی اور کیا کہوں جیسا میں اُس پہ دم دیتی تھی میرے آگے آئے اور جیسا تُو نے کیا تو پاے - آج کو میری امّاجان جیتی ہوتیں تو تُو اِس ہیکڑی اور بہتا ہی سے تو بلا تو لیتی؟ خیر مجھ پر تو وقت پڑگیا پر تُو نے بھی ایک دم سے میری اماں کے احسانوں پر پانی پھیر دیا اب معلوم ہوا کہ تیری جتنی باتیں تھیں مُنہ

ے وہ مکان جسمیں سب باجن

کی باتیں تھیں اور جو جو تو شگوفے بھلائیاں کیا کرتی تھی وہ عین پہاڑ بازیاں
تھیں ابھی دیکھئے سر کیا کیا لکھا پڑا ہوتا ہے وہی بات ہے زبردست کا ٹھینگا
سر پر جو پڑیگی وہ اٹھائینگی جو ملیگی وہ بھگتائینگی ؟

جواب ۸۸ - واری میں تیرے اوپر سے سات دفعہ قربان ہو کر مرجاؤں
مجھے اب بھی تم سے زیادہ بیٹی پیاری ہے کچھ وہم کے مارے نہیں بلایا تھا اسکا نصف
پڑ رہا تھا مستحق کھلانے تھے اس لیئے کہلا بھیجا تھا - خدا نکرے تمنے میری کون سی
بات جھوٹ دیکھی - کس میں کھوٹ پایا جو یہ وہم پکایا یوں کھو چھڑا ایکھڑا ایاب کو بدنام
کرنا ہے تو وہ بات دوسری ہے - قربان گئی تھی وہ بیٹی جو تمہاری آنکھوں سے دور
ہو بیٹا کی تھی وہ اولاد جو تم سے ذرا آنکھ میلی کرے آنکھ بھر کر دیکھے تو آنکھیں نکال
لوں نظر اٹھا کر دیکھے تو کھڑا زمین میں گاڑ دوں - مجھ بھاگ لگے نہ میری بیٹی کو بھا
لگے - نگوڑے بھلے سدا اس گھر میں رہے سفیدی بھی کھائے پھول بھی پہنے عطر بھی ملا
پہنے تو کبھی پرچھائیں سار کی نہ دیکھی آج ہمیں انوکھا وہم ہو تو ہوا کرو تمنے اپنی ماں
کا مرنا کیا یاد دلایا کہ میرا دل ہلا دیا بھلے بھلائے غم کو پھر نئے سرے سے
تازہ کر دیا میں کیا روتی ہوں اندر سے دل روتا ہے رحمت کو لٹے پا کر پل
بھیجے دیتی ہوں تم اپنی دل پر خیال نہ لاؤ خدا کی رحمت چاہیئے گنڈا ایڈھیگا تو کیا بگاڑ
چار دن اور باقی ہیں تمہارا جی چاہے تو رجب کی تئیسویں کو وہیں بڑھا دینا - تم اپنا
جی نہ کڑھاؤ آپ بھی کھیلو اسی بھی کھلاؤ - مگر اچھی بیگم کچا پکا لکھنا بھی تو سکھاؤ کتاب تو
خاصی طرح فر فر پڑھ لیتی ہے مگر لکھنا خاک نہیں آتا - جسکی بیوی دست و قلم ہو
جسکی نوکر اور جاہل رہے ! یہ بات تمہیں کو بھاتی ہوگی - لو تمہیں اللہ کی امان میں

۸۹ - شوئی سوچو تئیونگی ایک چوٹی ما ما تجھے خدا کی سنوارد لگی ہیں گھی
آتا تو نے چار روپیہ میں سیر پیسہ میں دھیلا تو نی بچا پایا میٹے سب گھی

۱؎ بگاڑیاں ۲؎ الزام

بھاگتا اور کچھ نہ کہا یہی جانا کہ اگر دس پانچ روپیہ کے سودے سلف میں دو چار آنے بچا لیئے۔ اسمیں بھی تیری ٹھوڑی رہی نہ پڑی آخر باسن لیکر بھاگی مجھے تو اب تیرا اتنا پتا ملا ہے نہیں تو ٹھوتے تیرے دن اڑوا دیتی یا ہتھکڑیاں تیرے پاؤں میں ڈلوا دیتی۔ جو کچھ سر لکھا پایا ہے اپنی سار ہو کر نکلیگا جو جو چرا چرا چھپا نا تیرے پیاروں پر اٹھیگا۔ بہتیں تو خیر سے میرے برتن بھیجدے نہ بھیجیگی تو قیامت تک تیری بوٹیاں کاٹوں گی اور یہاں بھی جہاں نوکر ہوگی وہیں سے خط لکھکر تیری نوکری چھڑوا دونگی ✤

جواب ۹۰ — بیگم صاحب آپ کیا فرماتی ہیں چور تو مجھے خدائی بنایا میرا کوئی شوا جیتا ہوتا تو اس الزام کا جواب دیتا۔ میں تو صبر اور شکر کرکے چپکی ہو رہی کہ اے خاوند ہیں سنگون پر تو نہ سینو۔ آپنے کسی دن میری چوری پکڑی ہی تو ہوتی ؟ یا دل ہی دل میں طومار باندھ لیا چور ٹھہرا لیا۔ میں تمہارے برتن لیکر کیوں بھاگنے لگی تھی۔ نوکری چھوڑنے سے پہلے چار دن تمہاری بہن کے ہاں مانگے گئے تھے انسے پوچھوا منگائیے۔ مجھ بدنصیب کو چوری نہ لگائیے۔ بیگم ایمان ہی ساتھ جائیگا اور کچھ نہیں رہنا۔ ہٹ دھرمی پر کمر نہ باندھو جو کہو خدا لگتی کہو۔ اس کو ساکا میں تو کیا جواب دوں میرا خدا جواب دیگا ✤

خط ۹۱ میری گوکا تو نے بھی دیکھا نانی اماں نے کیا جھمجھماتا پاجامہ بھیجا ہے کہیں تجھسے کیا کہوں ؟ جو دیکھتا ہے لوٹا جاتا ہے تو نے کہاں سے دیکھا ہوگا یہاں ہوتی تو دکھاتی اے بی میں بھیجدوں دیکھکر اسے ماما کو دے دیجو۔ سنا۔ ساتھ ورنہ سے سیا ہو۔ دھجیاں نہ لگے تہ نہ بگڑے ✤

جواب ۹۲ - بیگم پہلے تو میں سمجھا ہونہو گنگم کا پاجامہ ہو مگر جب دیکھا تو بھاری کمخواب کا نکلا۔ واہ کیا چمک دمک ہے کہ آنکھ نہیں ٹھیرتی تمہیں ایک بار اور پاجامے پہنے نصیب ہوں جلد گھس پس کر پرانا ہو۔ اسے پہنو اور

لہ بلا سے ۲ گزرا جاتا ۳ کٹ کر نکلنا ۴ انا کی بیٹی ۵ چمکتا ۶

لگاؤ۔ لو دیکھ لو ویسے کا ویسا ہی ہے نہ کھولی ہو تو ہاتھ ٹوٹیں الٹا کر دیکھا ہو تو آنکھیں پھوٹیں ؛

خط ۹۳ — بیٹے حاتم تجھسے گڈیری بھی کم دیکھی ہوگی ماماگیری کرتے عمر گذر گئی مگر کھانا پکانا نہ آیا ۔ دلی بن رہی اور بھاڑ جھونکا۔ سالن ہی تو مٹھلونا ہے یہ ملاؤ ہے تو نمک کا رونا۔ کوفتے پکائے تو نمک زہر کر دیا ادھر کی کسر ادھر نکالی ۔ کباب لگائے تو جلا کر کوئلا کر دیا اگر ایسا کھانا پکا کر بھیجا مرے گی تو میں اگر جواب دے دونگی تو مجھے چار شریکوں میں بٹھا کر ذلیل کرتی ہے ؛ اگر نہیں آتا تو کسی سے سیکھ کیوں نہیں لیتی ہاں تو تو اپنے آپکو استاد جانتی ہے سیکھے تو شانا میں چھتے نہ پڑجائیں ؛

جواب ۹۴ — حضرت سلامت ! لا کلام آجتک میرے ہاتھ سے کوئی کھانا نہیں بنا مجھے خود شرمندگی ہے اگر آپ ایک دو مہینے کی چھٹی دیں تو نخف بائی کے باورچی خانہ میں رہکر سب کچھ سیکھ لوں سنتی ہوں نواب حامد علی کے باورچی خانہ میں نخف بائی نے ایک اسکا بھی کارخانہ بنایا ہے جو سیکھنے جاتی ہے اس سے آٹھ آنے مہینا لیکر کھانا پکواتی ہیں اور جب کسیکے ہاتھ سے کوئی کھانا بگڑ جاتا ہے تو اس آمدنی کے روپیوں میں سے تُرت دوسرا کھانا تیار کر کے نوابصاحب کے خاصہ میں بھیجدیتی ہیں اور وہ کھانا اپنے شاگردوں کو کھلا دیتی ہیں جب عورت ہانڈی کو پکانے ریندھنے کا سلیقہ آجاتا ہے اُسے اپنے ہاتھ کی ایک سند بھی دیتی ہیں اور جس امیر کے ہاں جگہہ خالی ہوتی ہے وہاں بھیجدیتی ہیں انکے ہاتھ کی سند دیکھکر لوگ بڑی خوشی سے نوکر رکھتے ہیں ؛

خط ۹۵ — ماما مجھے تیری ان باتوں سے حد چڑھ ہے وہاں تھی تو یہی ہاتھی یہاں آئی تو یہی پکار چلی آتی ہے کہ بیگم وہ اپنے بچوں کا خون کئے

ڈالتی ہے اگر کل کلاں کو ٹھور بےٹھور لگ گئی تو کون کھپا کھپ بھریگا اور تجھی تو ایک بات
ہو گئی ہے ادھر سے اُٹھی تو دے دھواں دھوں دے دھواں دھوں بچوں کو پیٹ
لیا اُدھر سے آئی تو تڑ سے تھپڑ مارتی چلی گئی کسیکا مار مار کر بھرتا کیا کسیکو مار کے
مار کر بچھا دیا ایک کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو ایک کی ناک سے نکسیر بہ گئی جب تیری ٹھنڈک
پڑی ہے ایسی سخت ماں سے خدا بچائے غرض بچوں کی محبت جی جم ہے ایسا غصہ
خدا کو بُری لگے اور تو ابھی ماریں آجائے یاد رکھیو ان کو تکوں سے کبھی روٹی
پر روٹی رکھکر کھانی نصیب نہیں ہونیکی پھر البتہ تو کیا در بدر بھیک مانگتی
پھرے گی سمجھو ہونکی آدمی ہوتی ہے تجھے مارنا ہوا کرے تو میرے گھر سے دس بھد
پرے لیجا کر مارا کر مجھ سے یہ ظلم نہیں دیکھا جا سکتا ۔

خط ۹۶ ۔ بیگم صاحب! کیا کروں جل جاتی ہوں تو ہاتھ چھوٹ جاتا ہے
بیٹی کو تم دیکھتی ہی ہو، گو بڑے ہیں سو گز کی زبان ہے چھوٹا بچہ ہے تو اُٹھتے بیٹھتے
ٹھنکتا رہتا ہے کسی کام کو ڈھنگ سے نہیں کرنے دیتا ۔ میں تو اپنا پیٹ کاٹ
کر کھلا پہنا کر اچھے کپڑے لتے بناتی ہوں یہ ہیں کہ روز چیر پھاڑ کر رکھدیتے ہیں اگر ذرا
آنکھ دکھاؤں یا دھمکاؤں تو ڈھیٹ لڑکی سامنا کرنے کھڑی ہو جاتی ہے کہ ذرا سچ
کہنا بڑی بیچاری مارنیوالی تھانہ کو دور دیکھا ہوگا اسکی ایچ پیچ کی باتیں سنو تو تم بھی
دنگ رہجاؤ جب دیکھو جب چٹر پٹر زبان چلتی ہے ۔ میں تو اب مارنے سے ہاتھ
اُٹھاتی ہوں پر یہ بھاگوان بچے گھر بھر کا ناک میں دم کریں گے

خط ۹۷ ۔ اچھے بوبو تو جیتی رہے تجھے سات سلام کروں تیرے پاؤں پڑوں
جب تیرے آگے کچھ کام ہوا کرے تو مجھے عورتوں کی کہاوتیں لکھکر بھیجدیا کر مگر
یوں لکھیو کہ جنکے سرے پہ الف آئے وہ تو پہلے آئیں اور جن کے سرے پہ ب
پیچھے لکھی جاتی ہیں انہیں جوڑ جوڑ کر ایک ننھی سی کتاب بناؤنگی دیکھیو کر

۱ نہیں ہے ۲ صبر ۳ عذاب ۔ پاداش بدی ۴ ڈھنگ ۵ عزت والی لو

لکھونگی تجھے بھی سناؤنگی

جواب ۹۸ - بوبو کی پیاری بیگم! میں ہی تمہیں جھک سلام کرتی ہوں پاؤں پڑتی ہوں کیوں مجھے گنہگار کرتی ہو کیوں کانٹوں میں گھسیٹتی ہو اسطرح لکھنے کی کیا حاجت تھی میں جمعہ کے جمعہ کہاوتیں لکھکر بھیجا کرونگی البتہ تھوڑی سی تو ابھی لکھے دیتی ہوں خدا کرے تمہاری پسند آجائیں +

عورتوں کی کہاوتیں

آپ میاں مانگتے باہر کھڑے درویش
آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہیں
آتی آؤ جاتے جاؤ
آٹا نبڑا تو جا سٹکا
آٹے کا چراغ گھر رکھوں تو چوہا کھائے
اور باہر رکھوں تو کوا لیجائے
آج برس کی پھر نہ برسوں
آج بلی الانگ کر تو نہیں آئیں
آج زبان کھلی ہے کل بند ہے
آج کس کا منہہ دیکھا ہے
آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر
آدمی ان کا کیڑا ہے
آدمی پانی کا بلبلا ہے
...سے گرا کھجور میں اٹکا
...میں ٹھگلی لگائی ہے

آگ پانی کا بیر ہے۔
آگ کہنے سے منہہ نہیں جلتا
آگ لگنتا جھوپڑا جو نکلے سو لابھ
آگ لگائے پانی کو دوڑے
آگ لگا کے تماشا دیکھے
آنکھ کی بدی بھوؤں کے روبرو
آنکھ نہ ناک بنو چاند سی
آنکھوں کے آگے پلکوں کی برائی
آنکھوں میں نمک ڈال آئی
آنکھیں ہوئیں چار دلہن آئی پیا آئے
آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں پڑی کھوٹ
آیا بندہ آئی روزی گیا بندہ گئی روزی
آئی ہے جان کے ساتھ جائیگی
جنازہ کے ساتھ
اپنا پوت پرایا ڈھینگڑا

اپنا مرن جگت کی ہانسی
اپنا لعل گنوا کر در در مانگے بھیک
اپنا وہی جو اپنے کام آئے
اپنی بیٹی کو ایسا ماروں کہ
پڑوسن کی چھاتی پھٹے
اپنی مانگ کھوئے اور آپ ہی لاجوں مرے
ادھی کو پہر بھی اٹھ سکے
ال گئی بل گئی
اللہ دے اللہ دلائے بندہ مرا...
اندھا بانٹے ریوڑیاں پھر پھر
اپنوں ہی کو دے
اندھا جیا بہرے چالوں
اوکھلی میں سر دیا تو دھمکوں
سے کیا ڈر
اوندھے منہہ شیطان کا دھکا

...ی اور پرانی نوکر جس کی بال تک پالا ہو +

ایتر کو گھر تیتر باہر باندھوں کہ بھیتر ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا ایک نور آدمی ہزار نور کپڑا
ایک تو کانی بیٹی بیاہی پوچھنے ایک تو کر روٹی کیا چھوٹی کیا موٹی
والوں تی جدی لجاے

تقریظوں کا خلاصہ

جب اوّل مرتبہ انشائے ہادی النسا چھپی تو اسپر بہت سے لایق آدمیوں مثل ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار - جناب ضیاالدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو - مختلف نامی اخباروں اور بعض انجمنوں نے بڑی زوردار تقریظیں لکھیں جو نسخہ انشائے مذکور طبع ہو چکی تھی اس سبب سے ہم انہیں درج کرنے سے معذور رہے لیکن اب جو پبلک کی قدردانی اور مقبول عام ہونے کے باعث دوبارہ ترمیم کر کے چھاپنے کی نوبت پہنچی تو ہمنے انتخاباً اُن موجودہ تقریظوں کا خلاصہ لکھنا مناسب جانا جو اسوقت تک ہمارے پاس موجود ہیں اگرچہ مختلف مقامات سے اس قسم کے بہت سے خطوط بھی آئے تھے مگر ہم طومار کر کے دکھانے کو خود نمائی اور خودستائی سے کم نہیں جانتے اسقدر لکھنا بھی اس وجہ سے گوارا کیا کہ شاید بعض مقامات کے حضرات اس بحث مستورات کی زبان کو ہو بہو وہی زبان وہی لہجہ وہی طریقہ نہ سمجھکر پایۂ اعتبار سے گرانا چاہیں ورنہ اسکی بھی کچھ حاجت نہ تھی مصنف انشای ہادی النسا

ترجمۂ تقریظ جناب ایس ڈبلیو ڈاکٹر فیلن صاحب بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار مصنف ہندوستانی انگریزی و قانونی ڈکشنری وغیرہ

ہیں منشی سید احمد کی اس انشا پردازی کی طرز کو دیکھکر لکھتا ہوں کہ یہ انشا علے الخصوص مسلمان عورتوں کے باب میں اور انہیں کی زبان میں ہندوستانی علم ادب کی کتابوں میں ایک بڑی اچھی اور عمدہ کتاب بڑھی اس سے پردہ نشین عورتوں کی ٹھیک ٹھیک مادری بول چال اور انکی پاکیزہ گفتگو ٹپکتی ہے

یہ کتاب انکے خانگی معاملات۔ انکے دلی مطالب۔ انکی مختلف خواہشیں انکے روزمرہ برتاؤ۔ طور۔ طریقے۔ گپ شپ۔ لڑائی جھگڑے۔ وہم۔ ہجو۔ طعنے مہنے۔ رسم و رواج۔ بچوں کے کھلانے کے ڈھنگ (جو اہل فرنگ کو آجتک معلوم نہ تھے) کہاوتیں۔ پہیلیاں۔ جن میں عورتیں زیادہ مشتاق ہوتی ہیں بہت اچھی طرح ظاہر کرتی ہے۔ ہم سے پوچھو تو اس کتاب میں مرآۃ العروس سے بھی کہیں زیادہ عورتوں کے محاورے پائے جاتے ہیں فقط

ایس ڈبلیو فالن۔ انسپکٹر مدارس صوبہ بہار۔ مقام باقی پور پٹنہ۔ ۱۱ جنوری ۱۸۷۵ء

جناب نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر رئیس لوہارو

مینے اس کتاب کو بالاستیعاب تو نہیں دیکھا جستہ جستہ دیکھا ہے مگر جو کچھ دیکھا ہے اسکو موافق بول چال مستورات اہل دہلی اور مطابق روزمرۂ زنان اوساط الناس شہر کے بہت ٹھیک اور درست پایا خصوصاً بابت بیان رسوم زنان اہل اسلام ہند و جنان جامع و کامل ہے کہ جس سے مؤلف اسکا قابل صد گونہ تحسین ... ہے اور سعی تمام و کوشش بلیغ اسکی اب توجہ و غور اہالیان سر رشتہ

تعلیم پر شاہد و دولتمدار انگریزی ہے اور فی الواقع مدارس زنانہ و مردانہ کے لئے اسکا پڑھنا بہت مفید ہوگا اور بلحاظ اجرائے سلسلۂ خط و کتابت زنانہ نا بین خورد و کلان ورز ن وشوے دفر ابیتیان کے مصنّف اُسکا رتبہ موحدی کا رکھتا ہے ✤ نواب ضیاء الدین احمد

اخبار انجمن پنجاب مطبوعہ ۱۷ مئی ۱۸۷۵ء

یہ کتاب خاص دہلی کی بیگمات اور پردہ نشین مسلمان عورتوں کے روزمرّہ محاورات اور بول چال کے مطابق ہے۔ عورات دہلی کی مادری بول چال اور اُنکی نفیس اور لطیف گفتگو اس سے بخوبی تمام معلوم ہوتی ہے علاوہ اسکے کہ اس لاجواب کتاب سے مستورات دہلی کی مادرزاد زبان اور اُنکی شادی بیاہ غمی اور تقریبوں کی رسوم معلوم ہوتی ہیں ایک اور ترجیح اس کتاب کو حاصل ہے جو اُس کے ساتھ کی اور کتابوں کو نہیں۔ یعنے اوسمیں بچّوں کے امراض کے صحیح صحیح علاج بھی اُنکی طبیعتوں کے موافق اور مزاجوں کے مطابق لکھّے گئے ہیں۔ کم سلیقہ اور ناتجربہ کار مائیں اپنی ناواقفی سے اپنے بچوں کی ترقّی امراض کی خود باعث ہوتی ہیں اور معصوم بچّوں کو اُنکی ناواقفی سے طرح طرح کا صدمہ پہنچتی ہیں اس عمدہ کتاب میں اُنہیں امراض معلومہ کے سہل علاج بتائے۔ گئے ہیں اور عورتوں کو اونکی طرف متوجہ کیا گیا ہے

ہمنے تعلیم عورات کی اور بھی کتابیں دیکھی ہیں اور اُن سب میں مرۃ العروس مصنفہ مولوی نذیر احمد خانصاحب بہادر اوّل درجہ کی خیال کی گئی ہے۔ لیکن اس کتاب کا ڈھنگ سب سے نرالا ہے۔ اس طرز کی کتاب ابتک سررشتۂ تعلیم اضلاع شمال

یا پنجاب سے شایع نہیں ہوئی اور جس قدر اصلی محاورات روزمرّہ اہل دہلی کی مادری
زبان کے اُس سے معلوم ہوتے ہیں ہمارے قیاس میں اور کسی کتاب سے جو
ابتک تصنیف ہوئی معلوم نہیں ہوتے گو وہ کسی اور وجہ سے اسپر ترجیح رکھتے ہو
جو کام روزمرّہ عورات کو پڑ سکتے ہیں اور جو باتیں اُنکی رات دن کے برتاؤ کی ہیں
ان رقعوں میں ایک طرز خوش آئین سے بتائی گئی ہیں - ہر ایک رقعہ ایسا سیدھا اور
صاف لکھا ہے کہ گویا کوئی سچ مچ باتیں ہی کر رہا ہے اور جس امر کا بیان کیا ہے
اُسکا نقشہ ایسا جمایا ہے کہ سامع یا قاری کے دلپر اُسکا پورا اثر ہوتا ہے اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ بات ہو رہی ہے رقعوں کی تحریر
میں ایک بات یہ بھی قابل بیان ہے کہ مصنّف نے نہایت سنجیدگی سے کاتب
اور مکتوب الیہ کے مرتبہ اور منصب وحیثیت کو ملحوظ رکھا ہے مثلاً اگر رقعہ چھوٹے
بچّے سے متعلق ہے تو ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جنسے بھولپن ٹپکتا ہے
اگر بوڑھے اور عمر رسیدہ کی طرف سے ہے تو اُسکے ہر لفظ سے متانت اور سنجیدگی
برستی ہے اگر برابر والوں کی طرف سے ہے تو آپس کا شوق اور جوش محبت او[ر]
بے تکلفی اُس سے عیان ہے غرض جو مطلب ہے اُسے واقعی خوب ہی نبھایا
ہے - خوشی کی باتوں میں خوشی اور رنج کے موقعہ پر رنج کا نقشہ جمایا ہے
اس کتاب سے شریف خاندانوں کی رسم و رواج اُنکے خانگی معاملات کے ڈھنگ
اُنکے خیالات کا اندازہ مختلف امور دنیاوی کی نسبت اور اُنکا طریق معاشرت اور
برتاؤ کا اُنکے اقران و امثال اعزّہ و اقارب بزرگوں اور خوردوں سے معلوم
ہوتا ہے یا یوں کہو کہ شرفا کے گھربار کے برتاؤ اُس سے معلوم ہوتے ہیں
[...] یافت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے شریف خاندانوں میں عورتیں کسطرح
[...]ر اپنا رات دن صرف کرتی ہیں - بچّوں کو کسطرح کھلاتی سکھاتی

بتاتی ہیں۔ آپسمیں اُنکے طعنے مہنے کیونکر ہوتے ہیں کسطرح وہ شادی غمی میں
کاربند ہوتی ہیں جب کہیں مہمان جانے لگیں یا جب خود میزبان ہوں تو کیونکر
عمدرآمد کرتی ہیں اور اُنکے روزمرّہ برتاؤ کسطرح ہوتے ہیں۔ موقعہ موقعہ پر پہیلیاں
اور کہاوتیں بھی لکھی گئی ہیں

غرض ہمنے اس نادر اور عمدہ کتاب کو غور سے دیکھا اور ہماری راے اسکی نسبت
یہ ہے کہ یہ کتاب عورتوں کی تعلیم کے لئے غائت درجہ سودمند ہے۔ آجتک اس
طرز کی کتاب ہماری نظر سے نہیں گزری ہرچند مصنف صاحب اپنی تصنیف سابقہ
کی بابت سررشتۂ تعلیم شمال و مغرب سے مورد انعام واکرام ہو چکے ہیں لیکن اُنکی محنت
اور لیاقت جو اُنہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں ظاہر کی ہمارے نزدیک
انصافاً لائق اس امر کے ہے کہ یہاں کے سررشتۂ تعلیم میں بھی اُسکا رواج دیا جاوے
اور گورنمنٹ پنجاب اُسکی قدردانی فرماوے

پنجابی اخبار لاہور مطبوعۂ ۲۲ / مئی سنہ ۷۵ء

اس سے پہلے بہت سی کتابیں جو تعلیم نسواں کی ممدّ و معاون ہیں تصنیف ہو چکی
ہیں اور اُنکے مصنّف مورد انعام بھی سرکار سے ہو چکے ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہ کتاب
ہادی النسا سب سے بڑھکر ہے جو کوئی منصف مزاج اس کتاب کو دیکھیگا بیشک
ہماری دعوی کی تصدیق کریگا مسلمان عورتوں خصوصاً بیگمات دہلی کی بول چال
اور روزمرّہ کے محاورہ کے موافق خطوط اس کتاب میں لکھے گئے ہیں سیدھی سادھی
اور بے تکلّف بول چال ہے دہلی کی اکثر رسمیں بیان کی گئی ہیں جسطرح بچّوں کو لوری
دیتی ہیں اور بہلاتی ہیں وہ کیفیت بھی لکھدی ہے۔ زلزلہ کی کیفیت پر معقو[illegible]
کی ہے برسات میں جو کیفیت قطب صاحب میں ہوتی ہے اُس کا [illegible]

ہی نقشہ اُتارا ہے برسات کی گیت بھی مناسب موقع پر درج کئے ہیں ہنڈولی میں جو گیت گاتے جاتے ہیں وہ بھی لکھے ہیں۔ سہاگ گھوڑی۔ شادیانہ ٹوٹا۔ سبارکباد وغیرہ بھی نقل کئے ہیں غرض دہلی کی بول چال اور رسم ورواج کا بیان اس خوبی سے کیا ہے کہ زبان اُسکی وصف سے قاصر ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دہلی اور دہلی والوں کو اور شہروں پر کیا فضیلت اور سبقت ہے مصنف نے ثابت کردیا کہ دہلی اب بھی اہلِ کمال سے خالی نہیں

انجمنِ عربسراے مورخہ ۹ / جولائی ۱۸۹۵ء

(۱) ہم لوگ جناب ایس ڈبلیو ڈ کشنر فالن صاحب بہادر اخبار انجمن پنجاب وصاحب پنجابی اخبار کی راے سے کل اتفاق ظاہر کرکے نہایت اطمینان سے اُنکے قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ کوئی دن میں ڈاکٹر صاحب ممدوح کی ڈکشنری اس کتاب کے حق میں ایک اعلے پشتیبان خیال کیجائیگی اور جس وقت لوگ اُس ڈکشنری کو ملاحظہ کرینگے تو اس قسم کی کتابوں کی کمال قدردانی کرینگے

(۲) ہم مصنف کی اس موثر تحریر کو ایسا سراہتے ہیں جیسے کوئی کسی ہاتھ کے کھنچے تصور کی تصویر کو دیکھکر اُسکا مداح ہوتا ہے۔ واقع میں اس شخص نے وہ طور برتا ہے جو کسی خواندہ متعصب آدمی سے ہرگز ممکن نہ تھا کیونکہ عالم اور متعصب لوگ کبھی تصرف اور اصلاح سے باز نہیں آتے اور اس حالت میں اُوسکی اصلی خوبی جاتی رہتی ہے غلطۃ العام الفاظ کا ترک کرنا اور اسکا حاشیہ پر درست کردینا مصنف کو خطاے لفظی سے بری کرتا ہے

(۳) ہماری انجمن مصنف کی اس راے سے کمال خوش ہوئی کہ اُسنے عورتوں کے خیالات کو اور لوگوں کی طرح اپنے ڈھنگ پر نہیں ڈھالا اُنکے شبانہ روز کی اوقات اور بے شغلی کے خیالات کا بہت ٹھیک اور درست نقشہ کھینچدیا جو کسی

بھائی سے ممکن نہ تھا کسلئے کہ ہم لوگوں میں یہ جبلی خاصیت ہو گئی ہے کہ اپنی بری بات
کو اچھے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں جس سے غیر ملک کے لوگ کبھی واقف نہیں
ہو سکتے اور اکثر معاملات میں دھوکا کھاتے ہیں

یہ کتاب مستورات کی طبیعتوں اور اُنکے خیالات سے ایسی مناسبت رکھتی ہے جیسے
بچوں کی طبیعت کھیل تماشوں سے۔ عورتوں کو جو ابھی تک کچھ لکھنے کی جرات نہیں
ہوئی اُسکا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ ہمیشہ غلط اور صحیح کی تمیز کرتے میں غلطاں و
پیچاں رہتی ہیں اور ہمیشہ یہی خیال کرتی ہیں کہ ہمیں مردانہ بولی اور مولویوں کی
سی عبارت لکھنی کیونکر آئے گی اور ہم کسطرح بہت سی کتابیں پڑھے بغیر اس بات پر
قادر ہونگی کہ اپنا مطلب ایکدوسرے پر بخوبی ظاہر کر سکیں۔ یہ انشا انکو اپنا
دلی مطلب ہر طور پر بے روک ٹوک لکھنے کی ہدایت کرتی ہے اور انکی طبیعتوں
کی اُمنگ اور آمد کو کسیطرح روکنا نہیں چاہتی۔ ہمنے آجتک تعلیم نسوان کے
باب میں جتنی کتابیں دیکھیں اُن سب میں اسی نہایت مفید اور فائدہ مند پایا
گورنمنٹ شمال و مغرب اور گورنمنٹ پنجاب کا اصل منشا یہ کتاب پورا کرتی ہے بشرطیکہ
کہ از راہ انصاف اسپر غور کیجائے

(۴) اگرچہ ہمکو یقین ہے کہ جسطرح ہمنے پہلے اس کتاب کو ایک کراہیت کی
نظر سے دیکھا تھا اسیطرح اس زمانہ کے تمام کٹھملا اور نیم خواندہ آدمی اور علے الخصوص
متعصب مولوی اسپر قہر کی نگاہ ڈالینگے اور جہاں تک بنے گا اسکی تضحیک
اور مٹانے کے درپے ہونگے مگر ہم دعوے کرتے ہیں کہ تھوڑے سے
دنوں میں اس کتاب کی وہ قدر ہوگی جو ہمارے بیان سے باہر ہے۔ اور جس
وقت انصاف پسند اس باب میں منصفانہ غور فرمائینگے اور مصنف
کی سچی خیرخواہی اور طعن و تشنیع کی بے پروائی کی طرف توجہ کرینگے تو دل

اس کتاب کے مداح اور ثناخواں ملینگے - اگر یہ کتاب پڑھائی میں داخل نہوئی اور
مصنف اپنی داد کو نہ پہنچا تو بڑے افسوس کی بات ہے

ہم مصنف کے کمال شکرگزار ہیں کہ اُسنے اُن اچھے اچھے محاوروں اور لفظوں
کو ظاہر کیا ہے جنپر لوگ مٹی ڈالنی چاہتے تھے اور خودغرض لوگوں نے ابھی
تک اُنکو ... ... نانوں میں بند رکھا تھا اب انکا اچھی طرح سے ظہور ہوا
(۶) ہمار ... ... بات کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ اس کتاب کی بول چال
خاص دہلی کی ... ... بلکہ بیگمات کے روزمرہ کے موافق ٹھیک ٹھیک اور
بہت درست ہے اگر اسمیں کیسیکو کلام ہو تو یہ انجمن اُسمیں بحث کرسکتی ہے

پٹیالہ اخبار مطبوعہ ۱۲؍ جولائی سنہ [illegible]ء

یہ کتاب منشی سید احمد صاحب دہلوی نے ایس ڈبلیو ڈ کسٹر فیلن صاحب
بہادر انسپکٹر مدارس صوبہ بہار کی فرمائش سے تصنیف کی ہے - اس کتاب
کے تصنیف کرنے سے مصنف کے ظاہراتین مقصد ہیں اوّل یہ کہ عورتوں
کو اپنے دل کا حال - اپنا مطلب - اپنے خیالات - اپنی رسوم - اپنے روز
مرہ کی باتیں خاص اپنی ہی بول چال میں ٹھیک ٹھیک اُس رنگ ڈھنگ
او لکھنا آجائیں جو اُنکی فطرت و عادت کا مقتضا ہے - دوسرے یہ کہ دیکھنے
والوں کو معلوم ہو کہ ہندوستان کے قدیم دارالسلطنۃ کی شریف عورتوں
کا روزمرہ اور محاورہ - اُنکی طبیعت کا ڈھنگ - اُنکے مزاج کی کیفیت
اُنکی زندگانی کا طریق - اُنکی معاشرت کا طرز کیا ہے - اُن میں
بڑوں کی خدمت اور ادب آداب - بچوں کی پرورش اور چاؤ پیار
سہیلیوں کا اُنس واخلاص - میاں بی بی کے مراسم - نوکروں چاکروں

کے برتاؤ کا کیا قرینہ ہے۔ شادی اور غمی کے رسوم کیونکر ادا ہوتے ہیں اور
انکی نسبت ایک پردہ نشین قوم کے خیالات و عادات کیا ہیں۔ تیسرے
یہ کہ جو لڑکیاں اس کتاب کو پڑھیں انکو اس میں ایسی بہت سی باتیں ملیں جو
اُنکے دل کی خواہش اُنکے سِن کے مقتضا اُنکی مجلس کی رونق میں داخل
ہیں جیسے کہ پہیلیاں یا ہر تقریب کے وہ گیت جو شرفا زادیاں گاتی ہیں
ساتھ ہی اسکے ایسی باتیں بھی ملیں جو اُنکو اپنی زندگانی کے دن بھر
میں کام آئیں گی اور ایک زمانے میں اُنکی عقل و شعور کی کسوٹی سمجھی جائیں گی
جیسے کہ بوریاں یا گھٹی کے نسخے یا اور قسم کی بچوں کی دوائیں وغیرہ
یہ سب باتیں خطوں میں ظاہر کی گئی ہیں

جسکو کچھ نظم و نثر کا شوق ہے وہ با محاورہ کلام پر جان دیتا ہے لیکن ظاہرا
بہت کم آدمی محاورے کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ اکثر بڑے بڑے اُستادوں کی
تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محاورے کی حقیقت سمجھے ہیں کہ کلام صرف و نحو کی غلطی سے پاک ہو
اور اُس میں اہل زبان کی بول چال کے خلاف کوئی لفظ نہ آئے لیکن [illegible]
نزدیک محاورے کا یہ ادنے درجہ ہے اصلی محاورہ وہ ہے کہ
جس طرح سے جو بات بے اختیار زبان سے نکلتی ہے اُسی طرح ہو بہو
قلم سے نکل جائے اور یہ مرتبہ اُردو زبان کے شاعروں میں یا میر پر ختم ہو گیا یا آتش
ذوق - حسن - انیس - صبا - رند کے کلام میں کچھ اسکا پتا ملتا ہے۔ دیکھو ناسخ
اُردو زبان کا بڑا محقق اور مصلح گزرا ہے اور جیسا اُسکا کلام لفظی غلطیوں
سے پاک ہے ایسا اُردو زبان کے شاعروں میں سے کسی کا کلام نہیں
ہے لیکن میر کے کلام سے ذرا ناسخ کی کلام کا مقابلہ کرو تو خود بخود معلوم
ہو جائیگا کہ حقیقت میں محاورہ کیا چیز ہے۔ اب غالباً اسکا سمجھنا آسان ہو گیا

اودھ اخبار مطبوعہ ۲۲ - اگست سنہ ۷۵ء

الله اکبر کتاب کیا ہے لڑکے اور لڑکیوں کی اُستانی ہے -

جب تک ہمنے ہادی النسا کو نہیں دیکھا تھا ہمکو خیال تھا کہ کوئی ایسی ویسی کتاب ہوگی - اب جو ہم نے اُس کتاب کو معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خیال ہمارا کسقدر غلط تھا کہ کتاب مسطور عمدہ نہ ہوگی بے شک کتاب نہایت خوب و مرغوب ہے اور جس کام کے واسطے وہ تصنیف کی گئی ہے اُسمیں پورا پورا فائدہ پہنچا سکتی ہے اسکے مصنف نے زبان دہلی کی پابندی کی ہے اور عورتوں کے پسندیدہ محاورات اور روزمرہ اسمیں اس کثرت سے جمع کیئے ہیں کہ اجتک کسی مصنف کو نصیب نہیں ہوے ہم جانتے ہیں کہ اگر کوئی کتاب زبان دہلی اور وہ بھی عورتون کے روزمرہ میں تصنیف کی جائے گی تو گو وہ مضمون کے اعتبار سے کیسی ہی عمدہ اور دلچسپ ہو مگر اُسکے مؤلف کو اس کتاب سے خوشہ چینی کئے بغیر چارہ نہوگا - بلکہ اُس شخص کو ایک نہایت عمدہ ماخذ ہاتھ آئے گا - پس اس صورت میں ناانصافی کی بات ہے اگر ہم اسکو برا کہیں اور دوسروں کی زبان سے اسکو بُرا کہتے ہوے سنیں اور اسکے مصنف پر کوئی حقارت کی نگاہ پڑنے دیں ایمان کی بات ہے کہ ہادی النسا اپنی خوبیوں میں بڑھی ہوئی ہے

ہم اس کتاب کو ہر طرح پسندیدہ سمجھتے ہیں اور مصنف کی محنت اور مشقت پر آفرین صد آفرین کہتے ہیں ؛

ہدایت

ر مصنّف انشائے ہادی النساء محاورے میں پورا اُترا ہے
اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ نثر اُردو میں پہلے جو کتاب ٹھیک ٹھیک
عورتوں کے محاورے کے موافق لکھی گئی وہ مرآۃ العروس ہے
مگر اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت کا اثر ہماری طبیعت پر
ایسا غالب نہیں ہے کہ ہم انصاف کو اُٹھا کر طاق پر رکھ دیں۔ اگر
تمام ہندوستان ایک طرف ہو جاے تو ہم یہی کہیں گے کہ اگر محاورہ
وہی چیز ہے جسکی تعریف ہم اُوپر لکھ چکے ہیں تو انشائے ہادی النسا کو محاورے
میں مرۃ العروس پر بھی ترجیح ہے ۔
بعض لوگ معترض ہیں کہ مصنف ہادی النسا نے صرف روزمرہ کی باتیں لکھی ہیں
ہیں مولوی نذیر احمد صاحب کی مانند کچھ ایسی باتیں نہیں لکھیں جن سے طریق معاشرت
میں اصلاح ہو یا عورتوں کے خیالات و معلومات میں وسعت پیدا ہو۔ خطا معاف
وہ اس کتاب کا منشا نہیں سمجھے نہ اس نکتے کو سمجھتے ہیں کہ انہی روزمرہ کی
باتوں کا ہو بہو قلم سے ادا کر دینا کیسا مشکل کام ہے۔ زبان کے آگے خندق
ہے ورنہ روزمرہ کی باتوں کا ٹھیک ٹھیک لکھنے والا ابھی تک تو ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا
یہ ہم مانتے ہیں کہ مضمون کے اعتبار سے اس کتاب کو مولوی نذیر احمد صاحب کی
تصنیفات سے کچھ نسبت نہیں ہے لیکن اس سے مصنف ہادی النسا کی عاجزی
لازم نہیں آتی کیا معنے کہ اس کتاب کا کچھ اور ہی منشا ہے
اخیر میں ہم منشی سید احمد صاحب کی تحقیق زبان اور کمال انشا کی دل سے داد دیتے
ہیں اور گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی پوری
قدر کرے گی اور ہندوستانیوں سے متوقع ہیں کہ وہ نفسانیت کو دخل نہ دیں
گے اور انصاف کی رو سے اس کارنامہ اُردو کو دیکھیں گے

معروف کے ماقبل پیش ۔ دلو شعلہ ولہ کے نیچے لکھا اور مخلوط یاے معروف کے
زیر والا کر دیا ہے ۔ پوری یاے معروف اور یاے مجہول آدھی یا آدھی لکھی گئی
ہے پورے نون غنہ میں نقطہ نہ دار اور مخلوط کے اوپر الٹا جزم بنا دیا ہے
ہندی الفاظ مثل بھا ۔ ٹھا ۔ دھا ۔ ڈھا ۔ وغیرہ دو چشمی ہاے ہوز سے لکھے
گئے ہیں ۔ پوری یاے تحتانی کے نیچے نقطے نہیں دیے گئے اور جہاں دیے
گئے ہیں اُسے دوہری سمجھ کر پڑھنا چاہیے ۔ ندا کی علامت ! استفہام یا سوال
کی علامت ؟ ہے اگر سہو کاتب سے کہیں پابندی نہ رہی ہو تو اُسے معاف فرما
کر درست کر لیں

۔ اُلو ۔ ٹھورت خود ۔ خویش ۔ تنیش ۔ چیز ۔ پانی ۔ کی ۔ پیٹ ۔ ... ۔ کمر
۔ دھاں ۔ کونپل ۔ بانٹنا ۔ لیے ۔ ویسے ۔

اشتہار کتب موجودہ

ارمغانِ دہلی (حصہ اول) یہ کتاب تمام ٹھیٹ مصطلحی اردو کا مجموعہ ہے اصطلاحات معہ بادو ... اصطلاح معہ وجہ تسمیہ لکھی گئی ہے اور ایک ایک لغت کے بہت سے معنی اور موقع استعمال بتا کر اسناد کے اشعار و روزمرہ چال چلن سے اسکا ثبوت پہنچایا ہے ۔ ہزارہا مثلیں ۔ پہیلیاں ۔ گیت ۔ دوہے ۔ کہہ مکرنیاں ۔ بھجن ۔ کبت وغیرہ سب ہی کچھ مثالاً درج کیا گیا ہے ۔ قیمت فی جلد عہ ۔ محصول ۲؍

طبعی تعلیم ۔ اسمیں حکیمانہ طور پر بغیر امداد کتاب و مکتب ۔ چودہ برس کی عمر تک بچوں کو تحصیل علوم کی باتوں میں گھر پر نیچرل یعنی طبعی تعلیم دینے کا عمدہ ڈھنگ ایک نئی طرز سے بتایا گیا ہے
قیمت فی جلد ۸؍ محصول ۲؍

انشاے ہادی النسا ۔ اس انشا میں وہ خطوط ہیں جو خاندانی عورتوں نے عورتوں کو اپنے لب لہجہ ۔ اپنی چال ڈھال ۔ اپنے خیالات کے موافق لکھے ہیں جن رسموں یا جن باتوں سے انہیں شکایتیں ...

نظر آتا ہے وہ بھی اکثر موقع پر آگئی ہیں۔ بچوں کو کھلانے کے فقرے۔ لوریاں۔ پہیلیاں
اور شادی کے گیت یہ ساری باتیں اس میں موجود ہیں۔ عورتیں اسے بڑے شوق سے پڑھتی
ہیں اب دوبارہ چھپی ہے اسکی دو قیمتیں ہیں ڈیڑھ ماشی کاغذ والی کی ۱۲/ سفید اسپورٹی کی ۸/ ہر اول کا محصول ار دو دو

تحریر النساء (حصہ دوم انشاء ہادی النساء) چونکہ ہادی النساء میں عورتوں کو
میں خط لکھنے کا طریقہ بتا دیا اب صاحبی لکھ سر رہی کہ اگر اپنے رشتہ دار مردوں شلا دادا۔ ابا۔ چچا۔ بھائی
بھتیجے۔ خاوند۔ وغیرہ یا روز مرہ کاروبار کے آدمیوں جیسے حکیم۔ طبیب۔ بنیے۔ بقال۔ ملازم
بزاز۔ سوداگر۔ وغیرہ سے کوئی کام آ پڑے تو انہیں بھی کسیکی محتاجی نہو اسلیئے اسکا دوسرا حصہ لکھکر
عورتوں کی خط و کتابت کو مکمل کر دیا ہے اسکی **پہلی** فصل میں رشتہ داروں اور خاوند کے نام خط ہیں
دوسری فصل میں روز مرہ کاروبار کے خط ہیں جنسے لین دین و حساب کتاب سمجھنے کا طریقہ
مختلف ضرورتوں کا سلیقہ سمجھ میں آتا ہے **تیسری** فصل میں نوکروں چاکروں کے نام
خط اور وہ خطوط جو سرکاروں کیطرف سے عورتوں کو بطور پرائیوٹ سکریٹری لکھنے پڑتے
ہیں۔ خاتمہ پر نمونتہً دو ایک عرضیاں بھی لکھدی ہیں قیمت فی جلد ۱۲/ محصول ۸/
تھوڑی سی جلدیں رہگئی ہیں

کنز الفوائد یہ کتاب تقدیر و تدبیر کے مناظرہ میں ایک عجیب شوق انگیز
لطف آمیز حکایت میں لکھی گئی ہے اور اسپر گورنمنٹ سے دو سو روپیہ کا انعام
بھی مرحمت ہوا ہے۔ قیمت فی جلد ۴/ محصول ۸/

تنبیہ یہ کتابیں مصنف ہی کے پاس سے مل سکتی ہیں دوسرا نہ چھاپ سکتا ہے
نہ بیچ سکتا ہے جسے ان کتابوں کی خریداری منظور ہو وہ منشی سید احمد دہلوی سپرنٹنڈنٹ
سٹیج ہا سرکاری لاہور سے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر منگالے اور اگر زیادہ حفاظت
منظور ہو تو ۲/ رجسٹری کے بھی زیادہ بھیجے۔ مکرر یہ کہ لالہ جنگلی مل نرائن داس کتب
فروش دہلی کو انشاء ہادی النساء کی جلدیں فروخت کیواسطے دی گئی ہیں وہاں سے بھی مل سکتی ہیں۔ (سید احمد)



Note by S. W, Fallon Esq., M. A. Ph. D. *Halle,*
Inspectors of Schools Behar Circle.

Author of the Law and Commercial English and Hindustaui Dictionary, and compiler of the New Hindustani and English Dictionary.

Munshi Sayid Ahmad's specimens of espistolary correspondence between Mahomedan women in their own ...ge are a valuable contribution to vernacular Hin... literature. They set before us the true mother... of the Mahomedan population, and they afford an ... into their domestic relations, their sentiments, ...s, ways, gossip, scandals, quarrels, imprecations, ...itions, customs, ceremonies and childrens' amuse... ...ll of which have never yet been revealed to Euro... together with the proverbs and riddles in which the ... so greatly excel. The work contains more idioms ...language of women than are to be found in Miratul-

BANKIPORE, ...h January 1875. } S. W. FALLON.

...nd Edition, 1050 Copies.

بحضور

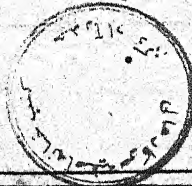
جناب سی آل ایم ایلیس صاحب بہادر

سی ایس قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیض آباد

یہہ کتاب اونکی اجازت سے

بکمال ادب بطور اظہار شکر گزاری و احسانمندی

منسوب کیجاتی ہے



To

C. L. M. EALES ESQUIRE C. S.,

Of Oudh Commission,

THIS HUMBLE WORK IS WITH KIND PERMISSION.

DEDICATED

BY HIS GRATEFUL SERVANT,

AZÎZUDDIN ÂHMED.

—+:o:+—



تمہید

اس کتاب کو پبلک کے روبرو پیش کرتے ہوئے مجھے بہت پس وپیش ہوتا ہی۔ یہ پس وپیش کچھ اسکے پڑھنے والون کے خوف سے ہی اور کچھ لکھنے والے کی کم مایگی سے۔

یہ کتاب دل بہلانے یا مذاق کی غرض سے نہین لکھی گئی اور نہ اردو علم ادب مین کوئی لٹریچر کی ترقی اس سے مقصود تھی یہ ایک بڑے گروہ کی سوشل حالت کا فوٹو کھینچا گیا ہی جو فوٹوگرافر کی نالایقی سے چاہے اچھی طرح نہ کھینچ سکا ہو۔ ہاتھ پیر آنکھ ناک فوٹوگرافر نے بنا دیئے مگر اپنی کم مایگی اور نالایقی کے سبب رنگ روپ چمک دمک جیسے اچھی نہو سکے۔

یہ اس گروہ کا فوٹو ہی جسکی چال ڈھال طرز انداز پر اصلی ترقی ملک کی بہت کچھ منحصر ہی۔ جتنا تعلق کچہری آنیوالے پبلک کو چھوٹے چھوٹے عملے والون سے رہتا ہی اتنا بڑے افسرون سے نہین رہتا اور جتنا فرش پر بیٹھکر اور قلم کان مین کھونسکر کام کرنیوالے خلقت کو نقصان پہونچا سکتے ہین اور پہونچاتے ہین وہ کرسی پر بیٹھنے والے حکام سے نہین پہونچ سکتا۔

یہ اس گروہ کی اصلی زندگی کا فوٹو ہی جسکی عکسی تصویر درکنار تشبیہ بھی اسوقت تک کسی کاغذ پر نہین ہی خوش نصیبی مجھکو جن جن انگریزون سے سابقہ رہا انمین بہت لوگ ایسے تھے کہ جنکو ہندوستانیون کی دیانت مین ترقی دیکھنے کا دلی شوق تھا انمین سب سے زیادہ جلی حرفون مین مسٹر لسٹد صاحب بہادر کمشنر اور مسٹر اسمتھ صاحب کلکٹر ضلع بستی کے نام لکھنے کے قابل ہین۔ بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع پر مین دیانت کے مشہور دوست مسٹر جان اوڈنیل صاحب بہادر چیف سکریٹر گورنمنٹ و مسٹر [illegible] صاحب بہادر کا نام نامی چھوڑدون۔ یہ سب حکام والا مقام ہمیشہ اسکے ساعی رہے اور ہین کہ ہندوستانی عمال اور افسرون مین ایمانداری زیادہ مروج ہو جو جو تدبیرین اسکے متعلق انکے ذہن مین آئین وہ سب تجربہ کی گئین دیانت دار افسرون کی قدر و منزلت بڑھائی گئی انکی ترقیان کی گئین انکا وقار بڑھا۔ جو کچھ ہوا لیکن نتیجہ ذرا اول ہی۔ یہ نہین کہتا کہ جو حالت اب سے دس برس پہلے تھی ویسی اب بھی ہی ضرور اب [illegible] فیصدی کا فرق ہی پہلے دو چار ضلع مین ایک آدھ متدین مل سکتا تھا اور اب زمانہ کے انتظام کی بدولت ہر ضلع مین دو چار موجود ہین۔ یہ ترقی جو کچھ ہوئی وہ افسرون کے درجے مین ہوئی عمال مین

دیانت اسوقت تک ایسی مفقود ہوگئی ہی گویا ہی نہین آسکا سبب زیادہ سب کوئی شک نہین کہ سوسائٹی کے نقائص اور تعلیم کی کمی ہی یہ ایسا مقولہ ہی کہ نہین کہ تعلیم یافتہ اشخاص شدہ نہین ہوتے ہین یا آنکہ جولوگ ایکبارگی بڑے عہدون پر مقرر ہوتے ہین وہ ہمیشہ شدہ نہین ہوتے ہین۔ کیونکہ نہایتی سے دو چار ایسے لوگ بھی ہونگے جو پورے پورے تعلیم یافتہ اور اعلی درجے کے متمول اور معزز ہین مگر کیفیت عیب انمین بھی موجود ہی۔ لیکن یہ ضرور ہی کہ تعلیم کے اثر سے سوسائٹی ضرور اچھی ہو جاتی ہی اور رفتہ رفتہ سب نقائص کم ہو جاتے ہین دیکھیے ہماری قوم تلخ کی ہی اول درجے کی سوسائٹی ہی انمین رشوت۔ جھوٹھ۔ فریب یا اسی قسم کے کمینہ پن کے جوڑ توڑ جو ہندوستانیون مین۔ رائج ہین اسقدر کم پائے جائینگے جتنا ہندوستانیون مین زیادہ۔

رشوت کے علاوہ ہندوستانیون مین ایک بڑا نقص آجکل بد اندیشی اور غمازی کا پڑگیا ہی جسکی وجہ سے مین نے ہر جگہہ دیکھا ہی کہ نئے فتن کی سوسائٹی ہمیشہ تنگ رہتی ہی اور وہ جوڑ توڑ اس قسم کے ہوتے ہین جو سمجھ مین نہین آتے اور آخر کار حکام بھی بوجہ اپنی ناواقفیت کے اکثر دھوکا کھا جاتے ہین اور انصاف کا خون ہو جاتا ہی

مین نے اس غرض سے یہ ایک مختصر سی کتاب بطور آزمایش کے لکھی ہی اور بہت ہی ڈرتے ڈرتے ایک فرضی طور پر اپنی سوسائٹی کے حالات کو پبلک کے روبرو اس امید سے پیش کیا ہی کہ اسی کا یش اب بھی قوم کو غیرت آئے اور اپنی اصلاح کرے

اگر یہ کتاب یا یہ طرز تصنیف پسند خلائق ہوا تو مین اپنی دوسری محنت مین کسی قدر طوالت کے ساتھ کل محکمون کے حالات لکھونگا اس کتاب مین اختصار مجھے اس درجے تک مرکوز خاطر رہا کہ مجھکو خوف ہی کہ بعض جگہہ برا معلوم ہوتا ہوگا اور اسکے لیے مین معافی چاہتا ہون

مجھکو امید ہی کہ میری ناچیز محنت آن نوجوان افسرون کو زیادہ مفید ہوگی جو حال ہی مین ملازمت سرکار مین داخل ہوے ہین اور جنکو ہندوستانی محکمون کے اندرونی حالات سے واقفیت نہین ہی۔

مین آخر مین پھر بہ ادب التماس کرتا ہون کہ اس کتاب مین جو نقائص ہون اور مجھکو امید ہی کہ ضرور ہونگے اُس سے مجھکو اطلاع دیجائیگی تاکہ مین پھر اس قسم کی کوئی جرات کرنے کے قابل ہون تو انکی اصلاح کی کوشش کرون۔

خاکسار

عزیز الدین احمد۔ بستی اگست سنہ ۱۹۰۶ء

باب اول

فیروزنگر

ضلع فیروزنگر مین بہت دنون سے یہ دستور تھا کہ مسٹر ڈبلوسی پارکر ڈپٹی کمشنر ضلع مذکور ہر سال دو ایک دربار بھری کرتے تھے انکی تعلیم بہت ہی بزرگانہ مہربانی سے دیتے اور آخر کار انکو ملازمت سرکار مین لیتے تھے سنہ ۔۔ ایک پرانی قطع کے سویلین تھے گو ایشیائی طریقہ خوشامد انکو پسند تھا لیکن پھر بھی ہر ایک حیثیت سے ہندوستانی شرفا کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اس ضلع مین بہت برسون سے تھے اور عموما لوگ انکو پسند کرتے تھے جو کچھ انمین نقص تھا وہ یہ ہی کہ ذرا کام مین کاہل تھے اور اس سبب سے ضلع مین عملون کا بڑا زور تھا فیروزنگر سرحدی اضلاع مین بہت ہی اچھا

جگہ بھی ٹون ہال میوزیم گورنمنٹ سب کچھ تھا بہت سی
پرانی عمارات بھی قابل دید تھیں

اب میں سب سے پہلے اپنے دو دوستوں کو ناظرین سے
ملانا چاہتا ہوں جو اس قصہ کے ہیرو ہیں۔
سید دیانت حسین و لالہ پیرون لال۔
یہ دونوں صاحب بھی ایکبار ہی دو پایہ کرسی
امیدوار ہوئے۔

سید دیانت حسین راجہ سید لیاقت حسین خان
بہادر کے فرزند ارجمند تھے۔ راجہ صاحب اس ضلع کے
بڑے رئیس فیاض اور عالی حوصلہ تعلقہ دار تھے سال
ہزارہا روپیہ خیر خیرات میں اٹھتا تھا اور اس فیاضی کی
بدولت وہ مقروض رہا کرتے تھے۔ ایک سال اسکو
بہت زمانہ ہوا فیروزنگر کے ہندو مسلمانوں میں جھگڑا
ہوا تھا بڑی لاٹھی چلی راجہ صاحب گو ان تعصبات سے
ہمیشہ علیحدہ رہتے تھے لیکن یار لوگوں نے پیشوائے اسلام
سمجھکر انکو بھی پھانس دیا مسٹر پارکر بھی کچھ ناراض ہو گئے تھے
مہینوں مقدمہ لڑا سیکڑوں بیرسٹر آئے اور بہت روپیہ خرچ ہوا
تو آخر کار راجہ صاحب بری ہوئے لیکن اسقدر زیر بار ہو گئے
کہ وہی جایداد جس میں سب پاست تک بکا گئی اور راجہ
صاحب نے بھی اسی سال سفر آخرت اختیار کیا جب راجہ صاحب نے
انتقال کیا سید دیانت حسین کی عمر صرف انیس برس کی تھی
یہ بہت وجیہ خندہ پیشانی ذکی اخلاق اور مہذب جوان تھے
لڑکپن ہی سے انکی ذہانت کی دھوم تھی اور بقول سعدی
بالائے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی
بی اے تک انگریزی تعلیم پائی تھی اور شایانی علوم میں بھی
دستگاہ کامل رکھتے تھے راجہ صاحب کے انتقال نے سید دیانت حسین
کو کالج چھوڑنے پر مجبور کیا چونکہ اور کوئی معاش باقی نہ تھی
لہذا نوکری کی تلاش تھی۔

سید دیانت حسین بچپن ہی سے نہایت راست باز اور
مہذب تھے انگریزی خیالات کو بہت پسند کرتے تھے اور
لباس بھی انگریزی پہنا کرتے تھے آنریبل سید احمد خان بہادر کے
بڑے پیرو تھے اور سید صاحب کی تصنیفات بڑے شوق سے
پڑھتے تھے اس انقلاب کے بعد سید دیانت حسین نے سب جگہ
جانا آنا چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ انگریز دوستوں سے بھی نہیں ملتے تھے
اسی سال انکی شادی ہونیوالی تھی لیکن اس حادثہ کی وجہ
ملتوی ہو گئی تھی۔ مسٹر پارکر کو اس شریف گھر کے بگڑنے کا
بہت رنج تھا اور انھوں نے ایک روز خود انکو بلا بھیجا
بڑی عنایت سے پیش آئے اور کمال محبت سے اظہار
تاسف فرمایا اور نہایت تشفی دیکر انکو کام سیکھنے کا حکم دیا
یہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مسٹر پارکر بڑے اپنے فن کے
انگریز تھے لہذا یکبارگی بڑی نوکری دینا پسند نہیں کرتے تھے
اسی لحاظ سے سررشتہ میں کام کرنے کا حکم دیا۔

لالہ پیرون لال چھدمی لال چٹھی رسان کے بیٹے تھے
قوم کے کایستھ سری باستم پست قد سیہ فام چیچک دیا اور نہایت
کم منتظر تھے چوبیس برس کی عمر تھی فارسی کی معمولی تعلیم
پائی تھی اور انگریزی صرف درجہ سوم تک پڑھی تھی مڈل
پاس نہ تھے۔ چھدمی لال فیروزنگر کے رہنے والے تھے اور صرف
چھ روپیہ مشاہرہ پاتے تھے بیچارہ کنبہ پرور بہت تھا دو بہوئیں
بیٹیاں انکے بچے خود اپنے گھر کے لوگ سب ملا کر چودہ پندرہ
خرچ تھا منتظم آدمی تھا خدا جانے کسطرح بسر کرتا تھا کہ اسی میں
گذر ہوتی چلی جاتی تھی جس سال پیرون لال امتحان مڈل میں
فیل ہوئے اتفاق سے اسی سال انکی ہمشیرہ بھی بیاہی گئی تھی
چھدمی لال گو خوش انتظام آدمی تھے لیکن آپ خیال کر سکتے ہیں
تھوڑی سی تنخواہ میں کوئی کیا کرے ہر چند بچایا لیکن زیر بار ہو ہی گئے

اور اب یہیں پریشانی سے بسر ہونے لگی وہ بہت قابل افسوس تھی آ
فیروز نگر کالج کے پرنسپل مسٹر ہیوسن بڑے خدا ترس اور
رحیم انکو نیکے مختصر یہ ہی کہ لوگ عیسائی تھے۔ پیرون لال کی
اس ابتر حالت سے وہ کسیقدر آگاہ تھے اور ایک وز
بیچارے اس حد کو متاسف ہوئے کہ انھون نے مسٹر یارکر سے
پیرون لال کی سفارش کردی اور اسی ذریعہ سے یہ لیسیدوا ای
کرنے لگے۔

باب دوم

دیانت حسین اور پیرون لال کی خلقی عادتین

قبل اسکے کہ پہلا ہی طفولیت سے تجاوز کرے مصنف کو
ضروری معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے دوستون کی خلقی عادت
اور اقتضاء طبیعت سے بھی ناظرین کو آگاہ کردے لالہ
پیرون لال ایک تیز فہم شریر بد باطن تھا بو پست الفاظ
خوشامدی آدمی تھا روپیہ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور
سب کی ہمیشہ خوشامد کیا کرتے تھے۔

سررشتہ دار اور عملے تو کجا ہی چپڑے چپراسی اور بدکونکو بھی
کو حضور کہتے تھے وہ وقت سب کی دنیا داری کرتے تھے
اور اسوجہ سے عام طور پر عملے انسے خوش تھے ایک وز اتفاقیہ
منشی خوشوقت لال جو اہلکاری نویس صدر کچہری نہیں آئے تھے
صاحب ڈپٹی کمشنر نے تلاش کی ادھر آدھر آدمی گئے مگر
وہ نملے سب کو بڑا خوف ہوا کہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہی کیونکہ
وہ کئی بار پہلے بھی غیر حاضر ہو چکے تھے جیسے ہی چپراسی نے
رپورٹ دی کہ حضور وہ نہین ملتے۔ معًا پیرون لال ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ تابعدار کا گھر اور انکا
بالکل ملحق ہی وہ کچہری آنے ہی تھے کہ دفعتًا انکو دست آنے
شروع ہوئے اور اسقدر بیچین ہوگئے کہ آنے کے قابل نہ رہے

مجھسے حضور مین اطلاع کرنے کو کہدیا تھا مگر مین کام مین
پھنس گیا عرض کرنا بھول گیا یہ قصور میرا ہی معاف فرمایا جائے
اس بر محل دروغگوئی نے دو فائدے کیے اول تو صاحب ضلع
منشی خوشوقت لال کی غیر حاضری سے ناراض نہین ہوئے
دوسرے تمام عمال کچہری اسی روز سے پیرون لال کے معتقد ہوگئے
اسی طرح ایک وز لالہ پیرون لال اسسٹنٹ کمشنر کی کچہری
مین بیٹھے ہوئے تھے کوئی مقدمہ پیش تھا انکے سررشتہ دار
پنڈت بھیرون ناتھ نے سر اجلاس کسی سے کچھ مانگا۔ تحصیل
اجلاس ہے اور پنڈت جی سے کچھ عداوت تھی انسے صاحب سے
اسکی مخبری کی اور اسکا پھلا پھرا پیرون لال کی جھوٹی شہادت
اس معاملے مین بھی مفید ثابت ہوئی اور سررشتہ دار صاحب کی
بات بالا رہی۔

ایک روز اور بڑا مزہ ہوا میر محمد حسین صاحب سررشتہ دار
کلکٹری کچہری مین تھے دفعتًا انکے گھر سے اطلاع آئی کہ
انکی صاحبزادی نہایت علیل ہوگئی میر صاحب موصوف اسکو
بہت ہی عزیز رکھتے تھے فورًا گھبرا گئے اور اسی وقت کچہری سے
چلے گئے پیرون لال بھی ہمراہ ہوا اور دوسری صبح تک سے
آپ دوا نہ وہان موجود رہا اور ایسی متوحش صورت بنائے
ہوئے تھا کہ پیرون کو منشی جی سے زیادہ وہی متردد معلوم
ہوتا تھا سررشتہ دار صاحب کو پورا یقین اسکی دلی محبت کا
ہوگیا اور اس روز سے اسکی بہت خاطر کرنے لگے۔

برخلاف اسکے دیانت حسین اپنی وضع اور عادت کی بدولت تمام کچہری مین نکو ہو چلے ایک روز مسٹر پارکر خود
کچہری نہین آئے تھے اور میر محمد حسین صاحب سررشتہ دار
اجلاس پر بیٹھے لفافے کھول رہے تھے اتنے مین ایک اہل غرض
آیا اور اپنے مقدمے کی تاریخ دریافت کی منشی جی نے اپنا
حق مانگا وہ زمیندار کی کچھ سمجھ نہ سوجھتا تھا جیب سے ایک دو

نکالا کر مٹھی مین بند کرکے منشی جی کی طرف ہاتھ بڑھایا
منشی جی نے بھی چپکے سے اُسکی مٹھی کھولی ڈبل پیسہ دیکھکر
سخت برہم ہوے غصہ مین ایک تھپڑ زمیندار کو مار دیا اور
کچہری سے نکلوا دیا زمیندار نہایت متحیر تھا جیسے ہی باہر صاحب
آ گئے اُسنے برامدہ ہی مین کل قصہ کہہ سنایا صاحب نے اجلاس پر
بیٹھتے ہی پوچھا کہ "منشی یہ کیا کہتا ہے"۔

منشی - حضور کچھ نہین یہ میرے پاس تاریخ دریافت کرنے
آیا تھا مین نے اُس سے کہا کہ باہر کازلسٹ لٹکتی ہے جاکے
دیکھ لے اسپر اُس مردود نے میر دیانت حسین کو ایک
پیسہ دکھلا کر کہا کہ تم چلکر بتلا دو مجھے غصہ آیا کہ اتنے بڑے
رئیس زادے کو اسطرح مبتذل سمجھتا ہے مین نے ایک
طمانچہ ضرور مار دیا اور خداوند نعمت یہ آدمی نہایت
شریر اور مفسدہ پرداز ہے۔

صاحب - دیانت حسین تم بتلاؤ کیا ہوا۔

دیانت حسین - حضور یہ تو سچ ہے کہ اسنے کسی مقدمہ کی
تاریخ ضرور دریافت کی تھی منشی جی نے کوئی شے جسکا
نام "حق" بتلایا اُس سے طلب کی اُسنے ایک مضحکہ کے
طور پر ایک ڈبل پیسہ دکھایا منشی جی کو غصہ آیا ایک
تھپڑ مار دیا مجھسے کچھ واسطہ نہین اور نہ اُس غریب نے
مجھے کچھ دینے کو کہا۔

منشی جی (آہستہ سے) دیانت حسین یہ کیا غضب کرتے ہو
(زور سے) اجی اپنا ایمان سنبھالیے میان صاحبزادے!
قدرت خدا ہمین پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔

مسٹر پارکر سررشتہ دار صاحب پر بہت خفا ہوے اور
گو اپنی نیکی سے اُسوقت رفت گذشت کر دیا لیکن جب بھی
آپپر اسکا بڑا اثر ہوا اور اُسی دن سے دیانت حسین اور
میر محمد حسین سررشتہ دار مین ظاہر طور پر نااتفاقی ہو گئی۔

باب سوم دیانت حسین کی پہلی نوکری

چند روز بعد نائب اصلباقی نویس نے پندرہ روز کی
رخصت لی سررشتہ دار نے تو پیرون لال کے لیے بہت کوشش کی
مگر مسٹر پارکر نے دیانت حسین کو عوض مقرر کیا دیانت حسین کو
ایسی چھوٹی چھوٹی نوکریان نہایت ناپسند تھین اور اسمین وہ
اپنی توہین بھی سمجھتے تھے لیکن مسٹر پارکر کی ضد نے مجبور کیا
اور بیچارے کو یہ ذلتین بھگتنا پڑین دوسرے دن وقت مقررہ پر
کچہری گئے وہان عجب تماشا دیکھنے مین آیا منشی خانہ مین کیا کہون
کیا ہو رہا تھا کئی درجن لالہ اور دو چار مسلمان سب ایک نئی وضع کے
بڑی بڑی نوکدار پگڑیان باندھے عینکین لگائے اور ایک ایک
قلم کان مین کھونسے خوش گپ اڑا رہے تھے میر دیانت حسین نے
جا کر کسیقدر مسکرا کر دریافت کیا "مجھے کہان بیٹھنا ہوگا"۔

محرر کلیات - گر بر سر و چشم من نشینی ناز تت بکشم کہ نازنینی
اس گستاخ جواب پر تمام عملون نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا
اور دیانت حسین ایسے جھینپ گئے کہ انکی آنکھون مین آنسو بھر آئے
شاید تمام عمر مین ایسی بیہودہ گفتگو اُنھون نے کبھی سنی بھی نہ تھی
مگر خدا جانے کیا سوچکر یہ اس بیہودہ پن پر متوجہ نہوے اور
ایک الماری کے پاس جہان سررشتہ واصلباقی نویس لکھا تھا
بیٹھ گئے اور لالہ شوکت لال واصلباقی نویس نے کسیقدر
اخلاق سے بٹھلایا۔

دیانت حسین - مین نے تو کبھی یہ کام نہین کیا لیکن
جو بتلائیے مین کرون۔

واصلباقی نویس - ابھی توزیع تحصیلوار اور نقشجات
ماہواری سب بنانے کو پڑے ہین جو آپ سے ہو سکے کیجیے
میر دیانت حسین نے پہلے پچھلی سہ ماہی کے تمام نقشجات اور
توزیع وغیرہ کو دیکھا اور آگے طریقہ پر غور کیا جب سمجھ مین آ گئے

فوراً سب نقشے بنا ڈالے اور خود ہی انگریزی مین ترجمہ کرکے سر دفتر کو دے آئے تمام کاغذات جو پریشان چپے ہوے تھے انکو تعمیلوار مرتب کرکے بستہ مین باندھ دیا انکی تیزی اور ذہانت دیکھکر عملے یون باتین کرنے لگے۔

ایک ۔ لونڈا غضب ہی پھرکی اس ہاتھ چلت ہین۔

دوسرا ۔ اور خوش خط بہت ہین۔

تیسرا ۔ بھائی ہونہار کی کا بات۔ سچ ہی شد فی نونہال برگ چرب۔

چوتھا ۔ ممدا غرور بہت ہی دو تین دن مان ٹھیک ہو جائینگے

پانچوان ۔ اجی کبتک چھپیگی کیری پتون کی آڑ مین + آخر کو عام ہوکے بکیگی بزار مین +

دو ہی تین دن مین سید دیانت حسین نے اپنی لیاقت کا سکہ بٹھلا دیا اور سب پچھلا کام صاف کر دیا۔ گو انکی لیاقت کے سب قائل تھے مگر انکے ساتھ ہی خائف بھی تھے جبتک یہ کچہری مین رہتے داد ستد بالکل مسدود رہتی کوئی زمیندار سے بات تک نکرتا۔

ایک روز لالہ خوشوقت لال دیانت حسین کو علیحدہ لیگئے اور یون تقریر کی۔

مہربان من ابھی تم کا اور تمھارا عمر کیا۔ منھ سے دودھ شیر مادر کی مثال عنبر بیز ہی اور ابھی چشم بد دور عقل داڑھ تک نہین نکلی یہ مان تنک نہین شک کہ ہونہار ہو شد تی ہو عاقل ہو شعور دار ہو بڑے پدر کے پسر ہو اور نیک اختر کے فرزند ہو مگر ناتجربہ کار ہو۔ نوکری موتی کا خانہ نہین خدا خیر ہی نوکری سب کوئی حصول مطلب کے واسطے کرتا ہی تنخواہ اہ زمانہ ایسی قدرے قلیل ہی کہ گذراوقات خیلے دشوار حکام کچھ قدر ناہین کرت انکے حساب کالی رعایا سب بے ایمان جو کیے دیو جو نہ لئے دیو پھر یار من ایسے وقت مان نہ لینا ہوقوفی نہین تو کیا ہے۔ سنو میان صاحب تم مرد مسلمین ہو تمھارے مذہب مان انگریز کی نوکری تک گناہ ہی جب یہ روزگار ہی سے گناہ کبیرہ صغیرہ ہو گیا تو ہمارے دانست مین جو کچھ دست غیب سے ملے ضرور لینا چاہیے اور رہ رشوت و الطباقی مین اب رہ گیا کیا اسلام کی مد ٹیکس گئی قدرے قلیل جو ہو وہ سالانہ رقم مقرر ہی باقی ناموس بچت ملت ہی اور امر نہ غرد اسب اشخاص جمع ہین کبھی زنانہ چھوٹی کا جہاں میان سنو ہم بے ایمان نہین ناہین تو یہ پوشیدہ وہ سے بیشتے فرشتہ خان تک نہ راز افشا ہوئے تو اپ ہمارے ہی سے کہ کچھ ملے ہم آپ نصفا نصف منقسم ہو جایا کرین علاوہ بریں یہ رقم داخل ثبوت نہین ہو سکت ہی نہ مقدمہ ہم کری نہ معاملہ ڈگری ڈسمس ہمارا اختیار نہین۔ اگر کسیو غریب ملتفات سے ہمار نواقع یا حق حقوق دیجائے تو اپ مان کون گناہ سے نہ ہم زور کرتے نہ کرتے جبر جو دیجائے کوئی تو کاہے خطر آیندہ میان صاحب آپ جانین اور آپکا کام عقب سے ہمارے شکوہ نہ کیجیے گا کہ دیوان جی تنہا خوری کر گئے۔

دیانت حسین نے اس لکچر کو سنا اور یہ جواب دیا۔

مجکو اس سے معاف رکھیے مین آپکا شکر گذار ہون کہ آپنے میرا بھی خیال رکھا مگر منشی جی مین اس قطع کا آدمی ہی نہین فاقہ پر فاقہ کرونگا لیکن اپنے نام کو بے عزت نہونے دونگا اگر آپ مجھسے کھٹکتے ہون تو اس سے مطمئن رہیے مجھے اپنی ذات سے غرض ہی اور ون کو مین کیون روکنے لگا۔

قصہ مختصر میر دیانت حسین نے بہت آب و تاب سے یہ پندرہ دن ختم کیے اور تمام دفتر مین انکا شہرہ ہو گیا کہ یہی قطع کا امیدوار لیئے انکو اسم با مسمی ثابت کیا اس عہدہ پیشہ پاکر نے بھی انکے کام سے مسرت ظاہر کی یہ کچھ پسند امید دیانتی کرنے لگے۔

باب چہارم مویشی خانہ

دو ہی تین روز میر دیانت حسین کی بیکاری کو گذرے تھے کہ تحصیلدار صاحب حضرت پور کی ایک رپورٹ آئی اُسکا مضمون یہ تھا کہ دفعتاً محرران مویشی خانہ ہیرا و مراد پور بیمار ہو گئے اور تحصیل میں کوئی امیدوار موجود نہیں جنسے کام لیا جائے حصہ رسد ہو۔ اور دو شخص عوض مقرر فرمائے جائیں سررشتہ دار صاحب بخوبی جانتے تھے کہ یہ ذلیل نوکری ہے لیکن محض دیانت حسین کو پریشان کرنے کی غرض سے صاحب سے کہا کہ حضور پیرون لال اور دیانت حسین بھیجے جائیں۔

صاحب۔ ہون۔

صاحب کا منظور کرنا تھا کہ غریب دیانت حسین تھرا اُٹھے اور وہ اس حد کو پریشان ہوے کہ صاحب سے کہی ڈالا حضور کانجی ہوس کی نوکری پر مجھے نہ بھیجیے۔

صاحب۔ تم چھوکرے ہو تمھاری نیکی بدی ہم خوب سمجھتا ہے ہم جو حکم دیتا تعمیل کرو۔ اور یہ یاد رکھو کہ شہر روم ایک دن میں آباد نہیں ہوا تھا۔

اب اسکا کیا جواب ہو سکتا تھا سوا اسکے کہ ع۔

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

اب سنیے تحصیل میں پہونچکر ہیرا اور مراد پور کے حالات جب سُنے گئے تو بیچارے دیانت حسین کو اور بھی وحشت ہوئی ہیرا دریاے گنگا کے متصل ایک پولیس اسٹیشن تھا وہان بہت موییشی بھی نہیں آتے تھے اور نہ کوئی آباد جگہ تھی وہان لالہ پیرون لال تعینات ہوے۔ مراد پور نام تو اچھا ہے لیکن جگہ ایسی بُری ہے کہ خدا کسی انسان کو نہ لیجائے ڈھائی ڈھائی کوس چاروں طرف گانون کا نام نہیں ہر طرف جنگل بہت تھا اسی وجہ سے موییشی بکثرت آتے تھے ٹھیک جنگل میں موییشی خانہ تھا وہین ہمارے دوست میر دیانت حسین تعینات ہوے۔

لالہ پیرون لال نے تو پہونچتے ہی تھانہ کے لوگون سے اور گرد و نواح کے بدمعاشون سے دوستی بڑھائی اور کچھ یہیں معاہدہ کر لیا وہ لوگ راتون کو نکل جاتے سو سو پچاس پچاس موییشی ہانک لاتے انھین سے دس پانچ رجسٹر مین چڑھائے جاتے اور باقی سب علیحدہ رہتے خوراک موییشیون کو پیرون لال ہی پر کیا منحصر کوئی محرر دیتا ہی نہیں لہذا خوراک اور فیس دونون ہضم پیرون لال نے اس نوکری کو بہت پسند کیا اور مستقلی کی دعائین کرتے تھے گیارھوین روز وہان کا محرر اچھا ہو گیا اور پیرون لال واپس آ گئے۔ اس گیارہ دن مین پیرون لال نے دس بارہ روپیہ علاوہ تنخواہ خوراک کے بنا لیے شاباش۔ !

برعکس اُنکے ہمارے میر دیانت حسین کو موییشی خانہ عذاب جان ہو گیا پہونچتے ہی ایک آدمی چپراسی نوکر رکھا بھوسہ الگ منگوایا پانی کو ناندین گڑوا دین موییشیون کی اذیت اُنسے دیکھی نہ جاتی تھی لہذا جو سرکار سے ملتا تھا اُس سے دونا یہ اپنے جیب سے موییشیون کو کھلا دیتے تھے تنہائی کا یہ عالم کہ چار چار دن تک آدمی کی صورت نہین دکھائی دیتی تھی نہ کچھ کھانے کو ملتا تھا نہ کوئی آدمی بات کرنے کو موییشی خانہ کی نوکری نہین کی بلکہ خود داخل کانجی ہوس ہو گئے اُسی زمانے مین مختصر سی مثنوی بھی تصنیف کی تھی جسکے چند شعر ہم یہان نقل کرتے ہین۔ ؎

کرنے کا نہین یہ کام یارو	میرا تو ہے اب سلام یارو
کبتک کوئی بھیڑیان چرائے	کبتک کوئی سانیان کھلائے
بی اے کی ہوئی یہ قدر دانی	بھینسون کو کھلا رہے ہین سانی
سید سے بنے اہیر اب تو	اس درجہ ہوے حقیر اب تو
قسمت مین اگر یہی بدی ہے	اُسکی تو بات ہی جدی ہے

سپید کانپھن یہ کام ہجائی اسپر کوئی چاہیے قصائی
بتھرا خرابی اکیسوین دن میر دیانت حسین کو ہراد پوے
نجات ملی اور اپنے گھر آکر پھر امیدواری کرنے لگے۔

باب پنجم

دونون پھر نوکر ہوے

چندروز بعد پھر کسی انتظام مین دو عہدے خالی ہوے
ایک اہلمدی فوجداری دوسرا نائب محافظ دفتری کلکٹری
اہلمدی گو چندہ ذرہ تھی مگر صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس
کی تھی اسلئے مسٹر بارکر نے دیانت حسین کو اہلمد مقرر کیا
ولادہیرون لال محافظ خانہ بھیجے گئے۔ اہلمدی فوجداری
اس ضلع مین بڑی بافت کی نوکری تھی اور شیخ کریم بخش
جو مستقل اہلمد تھے بڑے تیز اور چالاک شخص تھے انکی وجہ سے
سب کا کام بھی خوب نکلتا تھا اور انکو فائدہ بھی خوب ہوتا تھا
دیانت حسین اس قطع کے آدمی ہی نہ تھے یہ بیچارے چپ چاپ
بیٹھے کام کیا کرتے تھے نہ کسی سے لینا دینا۔ مطلب نہ غرض
اہل معاملہ کو تو پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے اور کسی کیطرح کوئی مسل
وغیرہ دکھاتے تھے انکی ذات سے وکلا اور مختارون کو ہیچ
ہونے لگا جب کاغذ کی پہلے روپیہ آٹھ آنہ خرچ کرکے نقل
لے سکتے وہ اب جبتک باضابطہ نہ لین دیکھنا بھی دشوار تھا
ضابطہ کی نقل لینے مین ہزار بکھیڑے تھے پہلے درخواستین
اسٹام داخل کرین چار پانچ روز دوڑین کچھ نقلنویس کو پہونچا
تب کہین نقل ملے جو وکیل کسی قدر سمجھدار اور معزز تھے
انھون نے معائنہ کی فیس داخل کرکے کاغذات دیکھنا
شروع کیا با آنکہ خود حاکم عدالت سے زبانی کہکر مسل تک
لیتے تھے لیکن عام لوگون کو بہت تکلیف ہوتی تھی ایکدن
دیانت حسین کچہری مین بیٹھے ہوے تھے کہ ایک مختار نے

آکر سلام علیکم
دیانت حسین۔ آئیے تشریف رکھیے۔
مختار۔ جہانگیر والی مسل آپ ہی کے پاس ہے نہ؟ اپنا حق
لے لیجیے مدعی کا بیان ذرا دکھلا دیجیے۔
دیانت حسین۔ مختار صاحب آپ جان بوجھکر مجھے
کیون ستاتے ہین مین نے کبھی کسی سے کچھ لیا ہے کہ آپ ہی سے
لونگا درخواست دیکر باضابطہ معائنہ کیجیے۔
مختار۔ آج ہی پیشی ہے اور سوال خوانی ہوچکی آپ ایک
روپیہ کے عوض دو روپیہ لے لیجیے اور کیا لیجیےگا (مولا بخش نے
دو روپیہ انکے قلمدان مین رکھدیے) (جو کمین سے بچے)۔
دیانت حسین آن روپیون کو پھینک کر آپ بہت جلد
یہان سے اٹھ جائیے۔ ہم ایسے بے ایمانون سے بات
نہین کرنا چاہتے۔
مختار۔ زبان سنبھال کے گفتگو کرو نہین ——
ایک ایسی کریہ بات مولا بخش مختار کی زبان سے
نکل گئی جسکو دیانت حسین برداشت نکر سکتے تھے انھون نے
فوراً جاکر مسٹر بارکر سے کل حال بیان کیا اور اسقدر انکا دل
بھرا ہوا تھا کہ دوران گفتگو مین رونے لگے مسٹر بارکر پر بھی
اس بات کا بڑا اثر ہوا اور ایسا غصہ آیا کہ فوراً حسب دفعہ ۱۶۱
تعزیرات مولا بخش پر مقدمہ قائم کیا مقدمہ قائم ہوتے ہی
سب پرانے فیشن کے وکیل مختار اور جملہ عمال صدر مولا بخش
کی طرف ہوگئے یہ دیانت حسین کی طرف کوئی نہ تھا
صرف بابو کیرت چندر ایم اے وکیل ہائی کورٹ جو اس
ضلع مین ایکنامی وکیل تھے انکی شہادت سے بیان
مستغیث کی تائید ہوئی انھون نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ
"اس ضلع مین سواے دیانت حسین کے کوئی عملہ متدین
نہین ہے"

دیانت حسین کے پیشتر جو لوگ بے ضابطہ طور پر نقلین منگوا لیتے تھے مگر دیانت حسین نے وہ دستور بند کر دیا اور اب بجز اسکے کہ فیس معائنہ داخل کرکے یا آپکی اجازت سے مسل دیکھیں اور کوئی ذریعہ نہین تو اس بات کو آپ محافظ خانہ سے رجسٹر معائنہ منگوا کر دیکھ لیجیے چنانچہ مسٹر پارکر نے رجسٹر منگوا کر دیکھا تو واقعی بڑا فرق نکلا دیانت حسین کے زمانہ قائم مقامی مین آمدنی روپیہ بند عہدہ مین داخل ہو اور اس سے قبل کبھی ایک روپیہ بھی اس اجلاس کی بابت داخل ہوا تھا۔

مسٹر پارکر کو پورا اطمینان ہو گیا کہ دیانت حسین کا بیان سچ ہے انھون نے مولابخش پر دس روپیہ جرمانہ کیا اور دیانت حسین کی نسبت بہت اچھے الفاظ مین اپنی تجویز مین شکریہ ادا کیا۔

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین سے لوگون کی کج بحثی بہت بڑھ گئی اور یہ انکی نگاہ مین کھٹکنے لگے مگر مسٹر پارکر کا خیال انکی طرف سے بد نہین ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ خاطر کرنے لگے حسن اتفاق سے انھین ایام مین شاہ محمود حسین پیشکار رحام پور مر گئے مسٹر پارکر نے فوراً دیانت حسین کو وہ جگہ دی یہ تقرر عملون کو جسقدر ناخوش آیند ہوا اوسکو ناظرین خود ہی اندازہ کر سکتے ہین میر دیانت حسین نے نہایت شکر گزاری سے یہ عہدہ قبول کیا اور روانہ رحام پور ہوئے۔

باب ششم

لالہ پیرون لال کی محافظ دفتری

ہمارے کرمفرما لالہ پیرون لال بھی اپنے کام مین خاطر خواہ دخل رکھتے تھے اگر میر دیانت حسین نے اپنے کو غیر ہردلعزیز بنوا لیا تھا لالہ صاحب نے اپنے کو ہر طرح ہردلعزیز ثابت کیا

سب عملون مین شیر و شکر ہوگئے۔ ہر وقت ہنسی دل لگی گالی گلوچ مین دل بہلاتے تھے کل عملون مین پیرون لال کی منسا کی بڑی تعریف تھی۔ میر خادم علی محافظ دفتر ایک سیدھے سادے پرانی قطع کے پنجابی مسلمان تھے پیرون لال کی اطاعت سے بہت رضامند تھے اور اس شفقت سے کام سکھلاتے تھے کہ لوگون کو تعجب ہوتا تھا۔ پیرون لال نے تمام ذمہ داری کے کام اپنے ہاتھ مین لے لیے اور اہلمدون کی مسلون مین ایسے ایسے اعتراض نکالنے شروع کیے کہ بیچارے آگئے علی الخصوص اہلمدان تحصیل و فوجداری کا ناک مین دم کر دیا جبتک ان لوگون سے اپنا سالانہ حق نہین مقرر کرا لیا پیچھا نہین چھوڑا۔ میر خادم علی سن رسیدہ تو تھے ہی پرانی قطع کے عملے تھے پیرون لال کی ان سب تیزیون سے بہت خوش تھے وکیل مختار بھی پیرون لال کی خوش اخلاقی اور اطاعت کے مداح تھے اور حاکم محافظ خانہ بھی انسے رضامند تھے۔ پیرون لال بہت عرصے سے نائب محافظ دفتری کرتے تھے ظاہری سامان بھی کچھ درست کرنا شروع کیا پرانا مکان بھی چھوڑکر ایک کمرہ اپنی نشست کے لیے کرایہ پر لیا۔ یار آشنا جمع ہونے لگے ناچ رنگ کا بھی شوق چرایا شراب بھی اڑنے لگی الغرض نائب محافظ دفتر ہوتے ہی انکا مزاج دوسرا ہو گیا انکی نائب محافظ دفتری کے تھوڑے ہی دن بعد ہولی آئی یار دوستون کے اصرار اور نئی نئی نوکری کے امنگ نے مجبور کیا ہولی کا جلسہ انکے یہان قرار پایا تمام عمال اور ہندوستانی حکام کو نیوتہ دیا قرب و جوار کے زمیندار بھی آئے بابو بجاسنگھ کے ہان سے ایک بوسیدہ شامیانہ مانگ آیا وہی استادہ کیا گیا تختون پر فرش بچھا ولایتی شراب کی بوتلین اور شیشہ کے گلاس ایکطرف اور ہندوستانی شراب اور بھنگ کی کلھیان و سبزی رکھی ہوئی تھین دو تین رنڈیون کا ناچ تھا لالہ بھائی اور عملہ جوق جوق آنے لگے شراب پی پی کر انٹا غفیل ہوجاتے تھے اس جلسے مین دیانت حسین یون یاد کیے گئے۔

پروان لال — واصلباقی نویس صاحب نوٹ انکو پھٹکاری خوب پاگیا۔

واصلباقی نویس — کون دیانت حسین۔ چراغ سحری سمجھو سررشتہ دار صاحب ناراض۔ اور تحصیلدار ہین منشی پروان لال ایک دن گذر دشوار ہے۔

سیاہہ نویس — اس تحصیل مین آجائین تو میان سے تو دو ہی دن مین ناکون چنے چبوا دون۔

نقل نویس — تنکی پن سے کیا حاصل جو جنکے مقدر بان ہوئی ہے اب رقص آغاز ہوا ہو بی بی جلودن کو بی ہو گی

اتنے مین ڈپٹی برج لال رائے کشوری لال صاحب صدر عالی اور منشی بجنا تہ صاحب منصف بھی آگئے اور رنگ آجھلنے لگا جب اچھی طرح لیجا لید ہو چکی ناچ شروع ہوا۔ یہ ہندوستانی حکام بھی پرانی رسم کی پابندی کے لحاظ سے برابر جلسہ مین شریک رہے۔ لالہ پروان لال کے والد کا دل بانسون چڑھا جاتا تھا اور اپنے صاحبزادے کے سپوت ہونے کی بار بار اپنے کو مبارکباد دیتے تھے۔ تمام شہر مین اس جلسہ کی دھوم تھی اور لالہ پروان لال کی سیر چشمی اور عالی ہمتی کی تعریف۔ ڈپٹی صاحبان کے تشریف لیجانے سے واقعی منشی پروان لال کی بڑی عزت افزائی ہوئی آنکی زندگی کی تاریخ مین یہ پہلا دن ہے کہ ایسے جلیل القدر ہندوستانی حکام آنکے مکان پر ملنے تشریف لیگئے۔

باب ہفتم

پروان لال کا عروج

خدا کا کرنا یون ہوا کہ میر خادم علی بیمار ہو گئے اور انھون نے دو مہینے کی رخصت لی مسٹر پارکر نے بعوض پروان لال یہ رخصت منظور فرمائی پروان لال کی تقرری سے ہر شخص خوش ہوا کیونکہ خوشامد اور چاپلوسی پن سے سب لوگ آنسے راضی تھے چونکہ عنقریب میر خادم علی صاحب ہمیشہ کے لیے ناظرین سے علیحدہ ہونے والے ہین اسلیے ہم آنکے پورے پورے حالات بتلانا چاہتے ہین یہ ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہین کہ وہ ایک پرانی فیشن کے بہت ہی سیدھے سادے مسلمان تھے پینتالیس برس کی عمر تھی خضاب کرتے تھے اولاد کوئی نہ تھی آنکی نیکی اور سیدھا پن ایسا مشہور تھا کہ لوگ آنکو ضرب المثل بنائے ہوے تھے ہر شخص کے ساتھ وہ خلوص دل سے ملتے تھے اور جہانتک آنسے ہو سکتا سب سے سلوک کرتے تھے بہت سے فقیر اور مساکین آنکی ذات سے پرورش پاتے تھے اور واقعی وہ بہت بڑے فقیر دوست آدمی تھے جو کچھ کماتے یا خیر خیرات مین اٹھا یا کیونکہ ترددن صرف ہوتا جب پروان لال آنکے یہان پہلے پہل امیدوار ہو کر گئے تو ایمان کی یہ بات ہے کہ کام سے بالکل ناواقف تھے میر خادم علی نے بہت ہی شرافت سے آنکو کام سکھلایا اور اپنی خاص والدہ سے کم نہین سمجھا دو تین مرتبہ سو سو پچاس پچاس روپیہ سے سلوک بھی کیا پروان لال بھی بیٹا برابر اپنے باپ سے زیادہ میر خادم علی کا لحاظ کرتے تھے اور ہمیشہ "جناب چچا صاحب قبلہ دو جہان" القاب لکھتے تھے اس زمانہ علالت پروان لال کچہری سے لوٹ کر برابر منشی خادم علی کے پاس جاتے تھے اور بیٹے سے زیادہ آنکی خدمت کرتے تھے میر خادم علی چونکہ بہت نیک آدمی تھے اسوجہ سے تمام شہر کو آنکی بیماری کا افسوس تھا اور سب لوگ برابر آنکے دیکھنے کو آیا کرتے تھے گو وہ کچھ ایسے زیادہ بیمار نہ تھے صرف ورم جگر کی شکایت تھی لیکن وہ اپنی زندگی سے مایوس اور بار بار یہ تمنا ظاہر کرتے تھے کہ پروان لال آنکا مستقل جانشین ہو جائے کبھی کبھی پروان لال سے بھی مخاطب ہو کر فرماتے کہ "بیٹا ہمارے بعد اپنی چچی کی بھی خبر لو گے" اسکو سن کر پروان لال ہمیشہ رونے لگتے تھے میر خادم علی کی بیاہتا بی بی کوئی نہ تھی ایک

باہری عورت پچیس سال سے انکے پاس تھی اور اس سے
نکاح کر لیا تھا تین حج وہ کر چکے تھے سولہ پارہ قرآن شریف
حفظ کیے تھے نمازی اور پابند شرع ایسے تھے کہ تمام شہر مین اسکا
شہرہ تھا خادم علی کو اسی کا بڑا خیال تھا اور انکو اپنے مرنے
مین کچھ بھی رنج ہوتا تھا تو اپنی اہلیہ الخانہ کی بیکسی او
لاولدی کے سبب سے جب ایک دن خادم علی کسیقدر زیادہ
علیل ہوے لوگون نے مسٹر پارکر سے اسکا ذکر کیا مسٹر پارکر
انکے قدیم مربی تھے اپنے محافظ دفتر کو بہت عزیز رکھتے تھے
انکو زیادہ بیمار سن کر بہت رنج کیا اور خود عیادت کو تشریف
لیگئے اور دیر تک تشفی کی باتین کرتے رہے دریافت کیا
کہ "علاج کسکا ہوتا ہے" کہا "ابھی تو کسی کا نہین جو جسنے
بتلایا استعمال کیا جاتا ہے" فرمایا کہ "ڈاکٹر ہرچندر و ناتھ
بہت ہوشیار ہے اسکی دوا کرنا چاہیے" بعد اسکے محافظ دفتر نے
تمام اپنی بیکسی اور لاولدی کا قصہ سنایا اور آخر مین یہ
وصیت کی "میرے مرنے کے بعد لالہ پیرون لال کو میری جگہہ
مستقل کر دیجیے گا وہ کام سے واقف ہے اور میری بیوہ کی
بھی خبر گیری کریگا" مسٹر پارکر نے اس وصیت کو سنا اور
وعدہ کیا کہ مین آپکی خواہش ضرور پوری کرونگا انہی
صاحب کے جاتے ہی ڈاکٹر ہرچندر و ناتھ بلائے گئے واقعی
وہ بہت لائق ڈاکٹر تھے اور دوا بھی بہت جی لگا کر کرتے تھے
پیرون لال کو امید آیندہ پر بہت مسرت ہوئی اور وہ روز
دعائین مانگنے لگے کہ میر خادم علی اگر کل مرنے کو ہون تو آج ہی
مرجائین۔ دو چار روز بعد جب پیرون لال نے دیکھا کہ اب
محافظ دفتر صاحب بچ چلے اور ڈاکٹر بابو کا علاج مفید ہوا
ایکدن آپ شفاخانے گئے اور ڈاکٹر بابو سے ملاقات کی۔

پیرون لال۔ مدتون سے آپکی ملاقات کا شوق تھا
آپکی بڑی تعریف سنی جاتی ہے۔

بابو۔ آپکی مہربانی۔ ہم کس لائق ہین۔

پیرون لال۔ آپ محافظ دفتر کے یہان کب سے نہین گئے

بابو۔ پرسون ہم گیا رہا اب تو اچھا ہے ایک دو ہفتہ مین
کام لائق ہو جاویگا۔

پیرون لال۔ آپ نے بڑی محنت کی فیس تو برابر
دیے جاتے ہین نہ؟

بابو۔ انھین صاحب۔ ایک دفعہ کہا ہے پانچ روپیہ
پھر پیسے ہم کچھ نہین مانگا۔

پیرون لال۔ گستاخی معاف یہ مسلمان بھائی کسیکے
نہین ہوتے آپ تو اسقدر جی لگا کر علاج کرتے ہین وہ یہ
کہتے ہین کہ بابو تو ناتجربہ کار ہین۔ آپکو ہم حکیم ثناء اللہ سے
لالچی کہتے ہین ہائے رے زمانہ انکی پرواہ کسکو نہ تھی۔

بابو۔ (غصے مین آکر) او! کسنے؟ یہ ثناء اللہ ہمکو لالچی بتایا اور
ناتجربہ کہا۔

پیرون لال۔ اب مین کیا عرض کرون جو جو کہا خلاصہ
یہ ہے کہ وہ بڑا بد آدمی ہے دیکھنے ہی مین بھولے بھالے ہین
جناب انکے کاٹے کا منتر نہین۔

بابو۔ ہمکو اب وہ اگر پچاس روپیہ دیگا ہم کبھی نہین جائیگا
یہ مسلمان بڑا انگریٹ فل ہوتا ہے۔

پیرون لال۔ کیون جناب بابو صاحب انگریزون نے
تو خوب خوب دوائین ایجاد کین ہزارہا زہر آپ کے
اسپتال مین ایسے ہونگے جو ہندوستانی حکیمون نے
نام بھی نہ سنا ہوگا۔

بابو۔ او ہزارون زہر ایسا ہے کہ ایک سکنڈ مین کام تمام
کر دینے سکتا ہے۔

پیرون لال۔ جی ہان سنا ٹنگراف لیڈ سب سے زیادہ
تیز زہر ہوتا ہے۔

بابو- او نہیں! ٹائیڈرک ناٹک ایسڈ ایک سکنڈ میں جی نکال دیتا ہے-

پرون لال- ٹائیڈرک ناٹک ایسڈ- ٹائڈرک ناٹک ایسڈ یہ کوئی پھنسکی کی طرح ہوتا ہے-

بابو- او نہیں پانی کے مثال-

پرون لال وہان سے رخصت ہوے اور رستہ بھر ٹائڈرک ناٹک ایسڈ کا نام یاد کرتے آئے- ایدوا پسی کچھ ہی پرون لال ہمہ خادم علی کے پاس آئے-

پرون لال- منشی جی آپ اب ایسے بیٹھے ہیں حضور- روز بروز آپکی حالت خراب ہوتی جاتی ہے اور آپ اپنا علاج نہیں کرتے-

خادم علی- بیٹا میں تو اچھا ہون ڈاکٹر بابو کا علاج بھی ہوتا ہے اور کون ہے جسکی دوا کرون-

پرون لال- ڈاکٹر بابو کا خدا کے واسطے نام نہ لیجیے میرا تو انسے جی پھیکا ہو گیا-

خادم علی- کیون بیٹا کیا ہوا-

پرون لال- کیا کہون کیا ہوا (ٹھنڈی سانس لیکر) کل میں استقبال کیا تھا انکی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی فیس کے نہ پانے سے عارضہ کو طول کر رہے ہیں بنگالیون سے ہمیشہ سابقہ نہ ڈالے عجب بیوفا ہوتے ہیں-

خادم علی- ہان پھر فیس تو جبتک انکو اچھی طرح سے نہیں دیجیے اور بیٹا دی کہان سے جائے جو حال میرا ہے وہ تمسے پوشیدہ نہیں- پھر اب کسکی دوا کرون-؟

پرون لال- تو آپ حکیم نبو صاحب کا علاج کیون نہیں کرتے آج انکا مثل دوسرا حکیم اس شہر میں نہیں ہے ڈاکٹری بھی کسیقدر جانتے ہیں نواب شمشاد الدولہ بہادر کا مطب کیے ہوے ہیں-

خادم علی- پھر بیٹا انھین کے پاس جاؤ- (آنسو نکل پڑے) سوا تمھارے میرے کون آگے پیچھے ہے اولا ہم تم دوست ہو تم ہو- اس بیکسی سے خدا موت دیدے وہ قبول-

پرون لال- منشی جی آپ ایسا نہ فرمائیے خدا آپکا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے- اچھا میں ابھی جاتا ہون-

پرون لال- بعوض اسکے کہ حکیم نبو کے یہان جائیں ہر سین میڈیکل ہال تشریف لیگئے اور وہان کنجھاری سے جو انکا ایک ہم مکتب تھا آس سے ملاقات کی-

کنجھاری- آہا! نیولی صاحب [illegible]

پرون لال- تمسے ملاقات بھی کرنا تھی اور ایک شے ابھی لینی تھی- بیک کرشمہ دو کار-

کنجھاری- کون شے لیجیے گا چلیے دوکان دیکھیے-

پرون لال- مجکو اسوقت جلدی بہت ہے دوکان کی سیر سے تو مجکو معاف کرو ذرا ایک شیشی میں ٹائڈرک ناٹک ایسڈ مجکو دیدو جو دام ہون وہ میں دیدون-

کنجھاری- زہر کے دینے کا بھائی حکم نہیں ہے جبتک کسی ڈاکٹر کا نسخہ نہو کیا کروگے اسکو؟

پرون لال- بھائی میری داڑھی پر ہاتھ رکھکر جسطرح بنے دلوا دو مجکو اشد ضرورت ہے-

کنجھاری- اچھا چلو ڈیوڈ صاحب منیجر سے میں دلوا دون وہ یقین ہے کہ میرے کہنے سے دیدینگے آدمی بہت نیک ہیں

پرون لال اور کنجھاری مسٹر ڈیوڈ کے پاس گئے- دونون نے بہت خوشامد کی بہزار خرابی مسٹر ڈیوڈ نے ایک شیشی میں وہ ایسڈ دیا اور رجسٹر میں پرون لال کے نام اسکی قیمت درج کرلی پرون لال اسکو لیکر میر خادم علی کے مکان پر آئے وہان دو تین آدمی بیٹھے ہوے تھے

خادم علی- کہو بیٹا حکیم نبو کے پاس گئے تھے-

پرون لال جی ہان ایک شیشی میں کوئی انگریزی دوا دی ہی شاید انگریزی جلاب ہی سوتے وقت نوش کیجیے گا مگر یہ تاکید کر دی ہی کہ بعد استعمال کے کچھ بات چیت نہ کیجیے گا فوراً لیٹ رہیے گا غذا چاہیگا تو بہت جلد فائدہ ہوگا آپ ذرا مت گبھرائیے غذا چاہیگا تو آپکو بہت جلد صحت ہو جائیگی ادھر تو لالہ پرون لال رخصت ہوے اور وہان نیاز محمد علی صاحب نے وہ دوا بعد غذا نوش فرمائی۔

باب ہشتم

عمائدین کا مشاعرہ

ہولی کے جلسون میں سب اہلکاران و ہندوستانی حکام کی تشریف آوری سے لالہ پرون لال کا وقار واقعی پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ عام طور پر اب سب لوگ انسے ملنے جلنے لگے اور ہر جلسہ اور تقریب میں بجاے کرمفرما لالہ پرون لال ہی پوچھے جانے لگے۔ ایک روز منشی چرونجی لال تحصیلدار صاحب بہوبود صدر تشریف لائے اور ہمارے دوست منشی پرون لال کے مہمان ہوے چونکہ تحصیلدار صاحب کو شعر و سخن کا بھی کچھ شوق تھا اور ادھر لالہ پرون لال نے بھی کچھ مشق بہم پہونچائی تھی ایک مشاعرہ قرار پایا — آٹھ بجے شب کے لیے نوٹس گشت کیا گیا چونکہ وہ نوٹس بھی بہت ہی لطیف عبارت میں لکھا گیا تھا لہذا ہم اسکو بھی حسب ذیل نذر ناظرین کرتے ہین۔

نوید سراپا جاوید

شکر ایزد کہ شادمانی سے غنچہ شگفتہ ہی اور احباب کے دل میں محبت شیفتہ ہی شاعری اعلیٰ ایک فن ہی اور اسی ہنرمندی سے دل چمن چمن ہی نظر برآن ایک مشاعرہ کل نواخت ہشت گھنٹہ بروز جمعرات قرار پایا ہے مصرع ذیل میں قطعہ ہر صاحب و طبع دکھائین اور جوہر پھیلاوین۔ مصرع طرح۔

دکھلاؤ ذرا زور قلم اور زیادہ۔

فدوی خیرخواہ مشتہر چرونجی لال و پرون لال

دوسرے روز وقت معینہ کے لیے لالہ پرون لال نے بہت ہی پرتکلف سامان کیے تھے شرابین بھی قسم قسم کی منگوائی تھین ہندو مسلمان سب کے لیے پان حقہ کا انتظام تھا فرش پر قالین قالینون پر گاؤ تکیہ الغرض بہت ہی نفیس سامان کیا گیا تھا۔ وقت مقررہ پر سب لوگ آنے شروع ہوے آٹھ بجے کا وقت نوٹس میں تھا لیکن گیارہ بجے تک لوگون کا انتظار رہا۔ ٹھیک گیارہ بجے ڈپٹی برج لال صاحب تشریف لائے اور مشاعرہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے منشی چرونجی لال صاحب نے اپنی غزل سنائی۔ چونکہ سب لوگ شراب پیے ہوے تھے لہذا اور بھی لطف دوگونہ ہو گیا تھا۔

منشی چرونجی لال صاحب

دکھلاؤ ذرا زور قلم اور زیادہ — کرتا ہون مدح یار رقم اور زیادہ
جب سے ہے ہم پر اسے اعلیٰ حق حاصل — عہدہ میں نہ بندہ ہے کم اور زیادہ
گلشن کا سوا حال تیری چال سے بھی — بلبل کا گلستان ہے ستم اور زیادہ
مسا تنگ ظلم تو دی تم نگا — گل پہ نہیں اب ہو گا ستم اور زیادہ
جاؤ جو حکین تم کرے تیر تھہ یاں پر — گنگا کی قسم ہو دے دھرم اور زیادہ
بیکار بھی پچ یہ مثل یاس کی یاد — ہوتا نہیں کچھ راہ سے علم اور زیادہ
نیشن نہیں کچھ وہ چرونجی کی ہنر — صد حیف نہیں عمر میں کم اور زیادہ

چارون طرف سے اسپر "واہ واہ،، اور "بہار ہی بہار ہی" کی صدائین آنے شروع ہو ئین۔

ایک — گنگا کی قسم تحصیلدار جیو تمھارا قلم غضب تیز ہی
دوسرے — علم فہم دوسرے کی کا مجال جو تمھارا مقابلہ کرسکے۔

تیسرے - پر مشہور سوگند تم اپنے زمانے کے مادھو رام ہو-
اسکے بعد منشی گجادھر پرشاد صاحب محرر چوکیدارہ نے
اپنی غزل سنائی-

منشی گجادھر پرشاد

اول تو ہے جانان کا ستم اور زیادہ
سنتے ہین کہ دربار مین تخفیف ہے بڑی
رشوت کا تو کیا ذکر نہین بھینٹ بلیا
جسکا نہین بچنے کا پڑا حکم عجب
گنگا کی قسم دھوم گجادھر کی مچی ہے

ملتی نہین مجھی پہ الم اور زیادہ
رہتا ہے شب و روز وہم اور زیادہ
بقال سے ہے ناک مین دم اور زیادہ
سو نفی تو پیا کرتے ہین کم اور زیادہ
دکھلا دے کوئی زور قلم اور زیادہ

منشی خوشوقت لال - علم قسم یہ چوٹ آپ نے یار نے بیالنین
دیوان جی تم کا تمھار شاعری کا - ہم منشی قتیل کی جلیم بھرا ہے
دیکھو ہمارا طبیعت کا زور - ڈپٹی صاحب تمھی انصاف شرط ہے-

منشی خوشوقت لال صاحب طالب

ہے شوق کرے کوئی ستم اور زیادہ
ماتی ہے نذر بھینٹ کو جی دریا ہے پر
تلوار کی دہشت سے شب و دن ہر دو
بیری کو بناوین نہ سہرا انھین
انیسون نہین سالانہ بھی ہوتا ہے
فرزند ہوا کرتے ہین ہنجانہ کے پیدا
کہدے یہ گجادھر سے کہ یون تو ہے شاعر

ہے ذوق کہ دے کوئی الم اور زیادہ
کہدے نہ کسی سے یہ وہم اور زیادہ
نیزا کے وقعے کا الم اور زیادہ
گانجے کی تو ہے ہمکو قسم اور زیادہ
رہتا ہے میرے دل پہ یہ غم اور زیادہ
ہے ضعف سے اب پشت مین خم اور زیادہ
طالب کا ہے یون زور قلم اور زیادہ

گجادھر پرشاد - آپ ہمارا دشنام دہی کیون کیا - تم کسواسطے
ہمکو گاری دی - گنگا قسم مارے پاپوش کے نیم جان کر دیوین
سب شاعری دھری رہجاے-

خوشوقت لال - مشفق من پہل تم کیا کہ مین - زبان
میان مین رکھیے نہین تو بگڑ جائیگی-

آپسمین بڑی تو تو مین مین ہوگئی اور وہ ہلڑ مچا کہ قریب تھا
کہ تمام جلسہ درہم و برہم ہوجاے کہ ڈپٹی برج لال صاحب نے
سب کو ڈانٹا اور منشی پرون لال صاحب نے بھی سمجھایا اور وہ
جھگڑا فرو ہوا-

یون تو تمام شعرا کی غزلین پر از لطف تھین لیکن
ہمارے باغ و بہار منشی پرون لال صاحب کا کلام اس رنگ کی
جھونک مین عجب مزہ دیتا تھا - اور ایسے انھین کی غزل پر
ہم ناظرین سے شعر بازی کی رخصت چاہتے ہین-

غزل لالہ پرون لال صاحب

ہوئی ہے جو حلم ہمیں صنم اور زیادہ
دعوت مین میری جان کھلاؤ نہ کبھی
بھائی میرے آتا نکرو عیش اسندیا
سو نفی جان نشہ کچھ نہین تا پیدا
مونتے تو نہین انکار ہے عمر دراز بخت
جیسے کہ مرے ناے چچا جان ہمارے
صد شکر کہ حکام مین ہین سب خوش خیال

جیسے نہ ہم اب گنگا قسم اور زیادہ
دیویگا علی دوست کم اور زیادہ
نہ دیجیے لطف و کرم اور زیادہ
راہ ہے تو نشہ و ہم اور زیادہ
ہو بیجا خفا ہون صنم اور زیادہ
بجی گورنا کرتا ہے غم اور زیادہ
پرون پہ ہے اب لطف و کرم اور زیادہ

باب نہم

میر خادم علی کا انتقال

پرون لال نے محافظ دفتری کی لالچ مین یہ حرکت کرنے کو
تو کی لیکن تمام شب خیالات پریشان نے آنکھ جھپکنے نہ دیا
طرح طرح کے منصوبے کرتے تھے اور جو جو اس معاملے مین پیچ
کر رکھے تھے آنکی پریشانی بڑھتی جاتی تھی کبھی وہ دعا کرتا تھا
کہ ای خدا اس دوا کا اثر ہو کبھی اپنا جواب سوچتا تھا کہ اگر
راز افشا ہوا تو کیا کرنا ہوگا - ٹھیک دو بجے شب کو خبر کے
پاس چلا دروازے تک ہوکر خدا جانے کیا سمجھکر لوٹ آیا
اسی ادھیڑ بن مین ٹہل ٹہل کر رات کٹی علی الصباح میر خادم علی کے
مکان پر پہونچا یہان سب سوتا پڑا تھا-

پرون لال - چندو - او چندو - رمضان - او رمضان

کیواڑ کھول دے۔

چندو۔ (اپنی چارپائی پر کسمسا کر اور کروٹ بدل کر) یہ کون مونڈی کاٹا صبح صبح پکارتا ہے میاں کی ابھی آنکھ لگی ہے کہیں جگ نہ اٹھیں۔

پرون لال۔ ذرا کیواڑ کھول دو میں ہوں پرون لال (رمضان ملازم محافظ دفتر صاحب نے دروازہ کھول دیا پرون لال سیدھے محافظ دفتر کے کمرے میں گئے جہاں وہ سوتے تھے۔ دیکھا کہ آنکھیں بالکل پھر گئی ہیں جسم سرد ہو گیا تھا دیکھتے ہی پرون لال گھبرا اٹھا پہلے اسنے چاہا کہ الٹے پاؤں لوٹ جائے لیکن پھر کچھ سوچا ٹھہر گیا اور اس شیشی میں جو کاغذ لگا تھا نوچ ڈالا اور باقیماندہ دوا پھینک دی آئی ایک دوسری شیشی میں سے کوئی دوا انڈیل کر بھر دی یہ اطمینان تمام اسنے اپنے حساب اپنی حفاظت کا سب انتظام کر لیا اور سب چاپ والین کے کونے پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد چند لوگ آ گئے۔

ایک۔ آج کیا ہے منشی جی ابھی بیدار نہیں ہوے۔

پرون لال۔ ہمیشہ تو بہت سویرے اٹھتے تھے۔ آج نماز بھی قضا ہو گئی۔

دوسرے۔ معلوم نہیں شب کو وہ دوا جو تم لائے تھے کھائی یا نہیں۔

پرون لال جی کہاں کھائی وہ تو شیشی ویسی ہی دھری تھی۔

تیسرے۔ ہیہ کیا خراب عادت انکی ہے کہ جی لگا کر اپنا علاج نہیں کرتے۔

پرون لال اسی سے تو جلدی اچھے نہیں ہوتے۔

ایک۔ تو اب جگانا چاہیے دن بہت چڑھ گیا۔ محافظ دفتر صاحب اجی محافظ دفتر صاحب بھئی اب اٹھو تمھاری قسمت سے دوسری رات آئیگی۔

دوسرے۔ بڑے بیخبر سو رہے ہیں خبر بھی نہیں ہوتے۔

تیسرے۔ (قریب جا کر اور جسم میں ہاتھ لگا کر) ہائے افسوس!

پرون لال۔ کیوں خیر تو ہے؟ للہ جلد بولیے!

تیسرے۔ خیر کہاں وہ تو چلدیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (اتنا سننا تھا کہ پرون لال نے بڑی زور سے چیخ مار کر رونا شروع کیا اور سب لوگ افسوس کرنے لگے۔ گھر میں رونے کی آواز پہونچی)

بی بی۔ (گھبرا کر) ارے دیکھ تو کون روتا ہے۔

(یہ کہکر حسن صاحبہ خود دوڑیں اور جیسے ہی دروازے کے قریب پہونچی تھیں کہ باہر کے شور فغان نے انکو آنکے بیوہ ہونے کی خبر دی وہ فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑیں عزیز عورتوں اور مردوں نے وہ کہرام مچایا کہ سننے والوں کا دل ہلا جاتا تھا تھوڑی دیر میں انکی بی بی کو ہوش آیا اور پھر تو اسطرح بین کر کے باآواز بلند رونا شروع کیا کہ توبہ توبہ۔ خواہ مخواہ باہر نکلی آتی تھیں کہ لوگو میرے میاں کو مجھے دکھلا دو ہے ہے آج پچیس برس کا ساتھ چھوٹتا ہے ہیں اب کسکی ہو کر رہونگی میری کون خبر لیگا۔ سمجھے کسکے سپرد کیئے جاتے ہو میں تو تمکو تنہا نجانے دونگی یہ بین سنکر ہر شخص سکتہ کے عالم میں تھا تھوڑی دیر میں سارے شہر کے لوگ جمع ہو گئے اور سب لوگ اس ناگہان اور غیر طبیعی موت پر تعجب و افسوس کرتے تھے

ایک۔ بھئی واللہ کیا بانہ شخص دنیا سے اٹھ گیا۔

دوسرا۔ اور بامروت کتنے تھے واللہ انکا مثل دوسرا نظر نہیں آتا۔

پرون لال۔ بھائی سچ کہا۔ ہم یتیم کر گئے ہیں بے باپ کا ہو گیا ہوں ہیں اب کسکے بھروسہ پر جیونگا۔

تیسرے۔ اسمیں کچھ شک نہیں۔ شاباش شاباش واللہ تمنے بھی وہ خدمت کی کہ خاص بیٹا بھی نکرتا یہ تو سب یاتیں

ہو رہی تھیں لوگ آتے تھے اور افسوس کرتے تھے مگر تجہیز و
تکفین کا کچھ بھی سامان نہ تھا انکی بیوہ کے پاس اتنا بھی
نہ تھا کہ کفن کو کافی ہوتا گیارہ بجے تک نعش ویسی ہی پڑی
رہی ساڑھے گیارہ بجے میر قدرت حسین صاحب تحصیلدار تشریف
لائے وہ تین روپے اور کپڑے کے تھان ساتھ لائے بارہ بجے
غسل وغیرہ سے فراغت ہوئی اور جامع مسجد میں نماز جنازہ
پڑھی گئی صدہا آدمی شریک نماز تھے قریب دو بجے عیدگاہ میں
دفن کیے گئے۔ ع

کسی کے منہ سے نہ نکلا ہوتا دفن کے بعد کہا یہ خاک ڈالو یہیں تھے جو
میر خادم علی کی نیکیاں اسکی محتاج نہیں کہ آنکی وفات کے بعد
اظہار کی جائیں مگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کچھ مبالغہ نہیں کہ فیروز نگر کے عملوں میں
آنکی نظیر مشکل سے دوسری مل سکتی ہو انکے مرنے سے تمام دفتر نے
اپنا ایک سچا بہی خواہ فقرا نے اپنا حامی و مددگار یتیموں نے اپنا
اپنا مربی وفا شعار اور انکی بدنصیب بیوہ نے اپنا شوہر عاشق زار
کھویا انکی بیوہ کی واجب الرحم حالت نہایت قابل افسوس تھی
انکے پاس دوسرے دن کھانے کا بھی سہارا نہ تھا۔ عبرت کا
مقام ہو کہ وہ شخص جو اسی روپیہ ماہوار کا تنخواہدار ہو جسکو
چار پانچ روپیہ روز کی بالائی آمدنی بھی ہو جسکے گھر میں میاں
بی بی کے سوا تیسرا کھانے والا نہو وہ اسطرح مرے کہ سوائے
بے سروسامانی افلاس و پریشانی کے کفن کے لیے بھی کچھ نہ چھوڑے
وہ عورت جسنے اتنے زمانے تک اس عیش و عشرت کے ساتھ
بسر کی اسکے واسطے دوسرے دن کھانے کا ٹھکانا نہو افسوس
افسوس!! مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار ایک پرانی
وضع کے شریف آدمی تھے انسے گو میر خادم علی سے کچھ ایسا
رسم نہ تھا لیکن اس بے سروسامان موت کا انکو حد سے
زیادہ افسوس تھا اور وہ چاہتے اس فکر میں تھے کہ کوئی
انتظام چندہ وغیرہ کا کرکے انکی بیوہ کا کچھ بندوبست کردیا جائے

چہ دن لال سے بھی اس بارہ میں مشورہ کیا لیکن اس نیک
عورت نے اس گداگی کو گوارا نہ کیا اور اپنی جایداد فروخت
کرکے فیروز نگر سے چلے جانے کا ارادہ کیا ایک دن اتفاقاً
تحصیلدار صاحب ڈاکٹر مکرجی کے ملنے گئے آنسے بھی اس
حادثہ کا ذکر ہوا۔

ڈاکٹر۔ اوہو بڑا افسوس ہے خادم علی بڑا نیک آدمی تھا۔
مسٹر بانرجی مجھسے بڑی تعریف کرتا تھا۔

تحصیلدار۔ حضور ایسا شخص پیدا نہیں ہوا اور خدا تو
وہ بے سروسامانی بہت ہوئی کہ اللہ دشمن کو بھی نصیب نہ کرے
وہ جو سمجھتے تھے کہ کوڑی کفن کو نہ چھوڑی جو حالت آنکھوں
دیکھنے میں آئی انکی بی بی بہت پریشان ہیں خدا رحم کرے۔

ڈاکٹر۔ وہ بیمہ والا روپیہ ابھی وصول نہیں ہوا۔

تحصیلدار۔ بیمہ کیسا خداوند

ڈاکٹر۔ زندگی کا بیمہ مجکو خوب یاد ہے خادم علی نے مجسے
اپنی صحت کا امتحان کرایا تھا اور دس ہزار روپیہ بمبئی کی
کسی کمپنی نے زندگی کا بیمہ کیا تھا آپ کا نقد ہو تو دینے
موت ہوتے کمپنی خود روپیہ دیدیگا۔

تحصیلدار۔ خداوند نعمت ایسا تو کبھی سنا نہیں گیا۔

ڈاکٹر۔ او آپ لوگ نہیں جانتا صاحب لوگ اپنی زندگی کا
بیمہ کراتا ہے اسکا بہت سوداگری ہوتا ہے۔

تحصیلدار۔ تو یہ حضور بہت عمدہ بات ہے یعنی خداوند
اپنی زندگی کا چار لاکھ روپیہ بیمہ کرا دونگا حضور کر دیں لیکن
خداوند کمپنی کو کیا فائدہ؟ ہمارے مرنے سے اسقدر
روپیہ دیتی ہے

ڈاکٹر۔ او آپ نہیں سمجھتا اسکا بڑا فایدہ ہے بادا اسکو
ماہوار دینا پڑتا ہے وہ سب جو جاتا ہے اور
کمیشن گھاٹا بہت کم دیتی ہے

تحصیلدار - پھر حضور ہماری ابھی زندگی کا بیمہ کرا دیجئے ہیں ابھی جا کر کاغذ تلاش کرونگا اگر یہ وصیت مل گیا تو انکی بیوہ کی پرورش ہو جائیگی اور حضور کا نام ہو گا -

ڈاکٹر - اور ہمارا نام کس واسطے ہو گا - اچھا رخصت -

تحصیلدار صاحب نے اگرچہ ونی لال سے کل قصہ بیان کیا اور کاغذ تلاش کرنے کی تاکید کی -

مسٹر پارکر نے خادم علی کی وفات سنکر بہت رنج کیا اور ایک دن کچہری بند رہنے کا حکم دیا یہ پہلا موقعہ ہوگا کہ ایک عملہ کے مرنے پر ضلع کی کچہری بند ہوئی ہے -

فیروز نامے اخبار نے جو اس شہر کا مشہور اخبار تھا میر خادم علی کی وفات پر دو رنگ کالموں میں یہ نوٹ شایع کیا -

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اپنے ضلع کے مشہور نیک اور تقوے مزاج محافظ دفتر کلکٹری میر خادم علی صاحب مرحوم کی وفات شایع کرتے ہیں یہ اس ضلع میں پچیس برس کامل محافظ دفتر رہے انکی نیکی ہر شخص سے کہی جاتی ہے یا تھی ایسی ہی تھی کہ کوئی شخص انکو برسوں نہ بھلا سکے اس تقوے مزاج شخص نے ایک کوڑی کسی شخص کو نہ چھوڑی جو کچھ کمایا یا خدا کو دیا یا خدا کے بندوں کو دیا -

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مولوی قدرت حسین صاحب نے بھی اپنے تکفین و تدفین کے متعلق جو ہمدردی فرمائی وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے مسٹر پارکر نے بھی اسی طرح اس نیک مرد کے موت کی تعظیم و عزت جیسی کی ایک روز کچہری بند رہنے کا حکم دیا - ہم میر خادم علی مرحوم کے حق میں دعای مغفرت کرتے ہیں اور انکی بیکس خانہ برباد اہل خانہ کو صبر کی ہدایت کرتے ہیں انکے مرنے کے بعد اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انکا جانشین کون ہو گا سب سے زیادہ حق محافظ دفتری کے لیے لالہ چھوٹن لال صاحب محافظ دفتر فوجداری کا ہے لیکن وہ کلکٹری کے کام سے واقف نہیں اسلیے ہم اپنے ہونہار دوست منشی پیرون لال کو اس عہدے کی پیشگی مبارکباد دیتے ہیں اور ہمکو یقین ہے کہ مسٹر پارکر ہماری اس امید کو مایوسی سے تبدیل نہونے دینگے

پانچ سات روز کامل مسٹر پارکر نے انتظام محافظ دفتری کی نسبت غور کیا مسر رشتہ دار صاحب کلکٹری ڈپٹی فرید الدین ایک طرفدار تھے مسٹر پارکر کو بھی میر خادم علی مرحوم کی وصیت کا خیال تھا اسوجہ سے گو اوسکی بڑی حق تلفی ہوئی مگر لالہ پیرون لال محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیے گئے دوستوں نے مٹھائی کا تقاضا شروع کیا لالہ پیرون لال نے یہ عذر کیا کہ بھلا اس محافظ دفتری کی کون خوشی جب منشی جی ہی دنیا سے اٹھ گئے تو اس نوکری کا کون لطف اس مرتبہ جیسے جلسہ یا مٹھائی کا نام لو سچ تو بہت سچ ہوتا ہی یہ عذر دیکھنے میں ایسا واجبی تھا کہ کوئی شخص دوست کچھ اصرار نہ کر سکتا تھا -

باب دہم

مسٹر پارکر کی رخصت

ہمارے دوست میر دیانت حسین کی نائب تحصیلداری کو پورا سال بھی نہ گذرا تھا اور ہمارے حبیب لالہ اقبال لال پیرون لال کی محافظ دفتری کو سات آٹھ مہینے بھی نہوے تھے کہ مسٹر پارکر جو ان دونوں کے مربی تھے بوجہ علالت اپنی میم صاحب کے ضلع چھوڑنے پر مجبور ہوے اور دو سال کی رخصت کی درخواست کی گورنمنٹ نے منظور کر لی اور انکی جگہ مسٹر ٹرسن ضلع بیان آباد سے قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہو کر تشریف لائے -

مسٹر پارکر اس ضلع میں بہت دن رہے تھے اسوجہ سے انکے جانے کا ایک عام افسوس تھا چنانچہ انجمن رفاہ عام فیروز نگر نے انکا رخصتی جلسہ کیا اور اسی ضلع کے تمام

تمام حکام رؤساء کا اور ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے مسٹر
پارکر کے بنگلے سے تا بہ انجمن جا بجا مکانات پر خدا حافظ کا
لفظ لکھا ہوا تھا آتشبازیان اس اہتمام کی ہوائی گئی تھین
کہ انمین سے گوٹا بائی کے حروف دکھلائی دیتے تھے تمام ایشین
کی یورپین اینڈیو حکام تشریف لائے تھے سب سے پہلے راجہ
[illegible] منور علیخان بہادر تعلقہ دار امیر پور نے بزبان [illegible]
اڈریس پڑھا جو ایک [illegible] کشتی مین انگریزی دار دو مین
لکھنو کے مشہور مطبع [illegible] مین [illegible] اور نیلے حروف
سنہیا اطلس پر چھپا ہوا تھا رکھکر مسٹر پارکر کی خدمت مین
پیش کیا گیا۔

اڈریس

مسٹر پارکر صاحب بہادر۔

آج ہملوگ رؤساء ضلع فیروزنگر آپسے خدا حافظ کہنے کو
جمع ہوئے ہین آپ اٹھارہ برس کے بعد ہم سے جدا ہوتے ہین
اور یہ جدائی ایسی بےموقع اور دفعتاً ہی کہ اسکا افسوس ممکن
نہین کہ ہم الفاظ مین ظاہر کر سکین اسوقت قانون لگان کا
مسئلہ پیش ہی اسمین آپ ایسے تجربہ کار کی موجودگی رعایا او
زمینداروں کے حق مین بہت کچھ مفید ہوتی۔

آپ ہمارے ضلع مین پہلے اسسٹنٹ کمشنر ہو کر تشریف
لائے اور اب خدا کا شکر ہی کہ آپ ڈپٹی کمشنر درجہ اول مین
آپکے سامنے جو لوگ جوان تھے وہ بڈھے ہو گئے آپنے جنکو
بچہ دیکھا وہ اب اچھے خاصے جوان ہین۔ آپ ہملوگون کے
تمام خاندانی رسم اور رواج سے آگاہ ہین اس سبب سے ہمیشہ
ہماری رعایت آپ ملحوظ رکھتے تھے۔ کوئی شبہہ نہین کہ بوڑھے
آپکو اپنا دوست اور جوان آپکو اپنا معزز ناصح اور لڑکے آپکو
اپنا محبتی باپ سمجھتے تھے۔ ہم کسی طرح اسوقت اس احسان کا
تذکرہ کیے بغیر نہین رہ سکتے جو آپنے اس ضلع کے مشہور رئیس
راجہ لیاقت حسین خان کی اولاد کے ساتھ کیا اسکی خوبی ظاہر ہو چکی
کہ آپ ہملوگون کے سچے بہی خواہ اور [illegible] ہملوگ خوش ہین کہ [illegible]
لائق اور نیک [illegible] ضلع مین آپکا جانشین [illegible]
آخر مین ہملوگ پھر آپکے جانے کا افسوس [illegible]
اور آپ سے رخصت ہوتے ہین۔

بوطن رفتنت مبارک باد سلامت [illegible]

اسکے جواب مین مسٹر پارکر نے یون تقریر کی

راجہ منور علیخان بہادر رؤساء و حکام۔

جس دلکش محبت اور جس افسوسناک لہجہ مین آپنے [illegible]
ضلع فیروزنگر کی طرف سے میرے رخصتی الفاظ کہے ہین مین
اسکو ہمیشہ یاد رکھونگا مین بہت خوش ہون کہ آپ لوگ جنسے
اٹھارہ برس قیام کے بعد جانے پر بھی میری جدائی سے [illegible]
ہین مین فیروزنگر کو کبھی ہندوستان نہین سمجھتا تھا بلکہ اپنا
پیارا وطن اور اپنا گھر جانتا تھا (چیرز) آپنے اپنی تقریر مین
اس واجب التعظیم نوجوان رئیس زادہ کا جو میری بائین طرف
کرسی پر بیٹھا ہی ذکر کیا مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ یہ جوان
بہت ہی لائق اور قابل افتخار رئیس زادہ ہی مین نے اسکے
پورے حالات مسٹر پٹرسن سے اور نیز گورنمنٹ سے ظاہر کر دیے
ہین اور آپ لوگ اسکو بہت جلد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دیکھینگے
مجھکو یقین ہی کہ میرے اس اعتبار کو میر دیانت حسین رائگان
نکرینگے (لاوڈ چیرز)۔

جنٹلمین۔ میم صاحبہ کی علالت نے مجھے اتنا جلد وطن
جانے کو مجبور کیا ورنہ میرا خود اس سال فیروزنگر چھوڑنے کا
ارادہ نہ تھا۔ اور علی الخصوص ایسے وقت مین جبکہ مسئلہ قانون
لگان زیر بحث ہی میری رائے اس معاملے مین شاید آپ
لوگون کے کسیقدر خلاف ہی اور جسکا مین اس موقع پر اظہار
ضروری سمجھتا ہون۔

آپکو معلوم ہے کہ رعیت جڑ ہے اور زمیندار درخت جبتک
آپکی رعایا خوشحال نہوگی کسی طرح آپ لوگ خوشحال نہین ہو سکتے
اس ملک مین جو سختیان رعایا سے کیجاتی ہین وہ آپ لوگون سے
کسی طرح مخفی نہین کسی کاشتکار کو ہرگز یہ بھروسہ نہین ہے کہ
ایک سال کے بعد دوسرے سال بھی وہ اپنی زمین اپنی کاشت
مین رکھ سکیگا اور یہی سبب ہے کہ وہ ترقی حیثیت اراضی کی
ذرا بھی فکر نہین کرتا اور جسطرح ایک مسافر سرا مین آکر ٹھہرتا ہے
اور اُسکے گرنے پڑنے کی کوئی پروا نہین کرتا ویسا ہی وہ غریب
کاشتکار ایکسال اپنی شکم پروری کے لیے کھیت لیتا ہے مگر اُسکے
بنانے یا درست کرنے کی کوئی فکر نہین کرتا۔
کونسل مین جو مسودہ پیش ہے اُسمین کسی قدر ترمیم کی
ضرورت ہے اور مین امید کرتا ہون کہ راجہ منور علیخان بہادر
عنقریب کونسل مین اڈیشنل ممبر ہوکر جائینگے اُسوقت پوری
اصلاح مسودہ کی ہوجائیگی کاشتکار اور زمیندار دونون کے
مفید مطلب قانون بنجائیگا تاکہ آپ لوگ اور وہ لوگ سب
خوش و خرم رہین اور قیصر ہند کی سلطنت روز بروز مضبوط ہو
اب مین آپ لوگون سے رخصت ہوتا ہون اور دعا کرتا ہون
کہ خدا کرے آپ لوگ خوش خرم اور باقبال رہین (لاوڈ چیرز)
اسکے بعد گو پروگرام مین تجویز نہ تھی لیکن میر دیانت حسین کے
قدرتی جوش نے مجبور کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔
میر دیانت حسین ۔ میر مجلس صاحب مین کمال ادب کے ساتھ
کچھ بولنے کی اجازت چاہتا ہون۔ گو وقت تنگ ہے لیکن میرا
بے اختیار دل مجھے خاموش نہین رہنے دیتا اور اسلیے مین
اجازت کا مستدعی ہون (متواتر چیرز)
راجہ منور علی خان ۔ بڑی مسرت کے ساتھ۔
میر دیانت حسین ۔ راجہ صاحب۔ مسٹر پارکر۔ لیڈیز اینڈ
جنٹلمین قبل اسکے کہ مین کوئی تقریر شروع کرون اسکا اظہار
ضروری سمجھتا ہون کہ میری تمام زندگی مین یہ پہلا موقع ہے کہ
ایسے عام مجمع مین مجھے زبان کھولنے کی جرات ہوئی ہے اسلیے
مین اپنی تقریر کی کمزوری کی پہلے ہی سے معافی مانگتا ہون
جنٹلمین مین اپنی طرف سے اپنے تمام خاندان کی طرف سے
نہین نہین اپنے تمام شہر کی طرف سے مسٹر پارکر کی جدائی کا
افسوس ظاہر کرتا ہون۔ مسٹر پارکر آپ ویسا مین غریبون
امرا مین ہر گروہ مین ہر دل عزیز ہی نہ تھے بلکہ بہت پیار اور
محبت سے یاد کیے جاتے تھے۔ اٹھارہ برس قیام کے بعد
جو شخص ہر دل عزیز رہے واقعی وہ بہت کچھ مبارکباد دینے کے
قابل ہے آپ ایک لائق منصف نیک دل اور خلیق کلکٹر تھے
یہی الفاظ مین جو مین سمجھتا ہون کہ اس موقع پر مجھے عرض
کرنے کے لیے کافی ہین اور اگر گستاخی معاف ہو تو آپکے لیے
سننے کو بھی بہت ہین۔ اس سے زیادہ اور کوئی لفظ ہو ہی نہین سکتے
جو کسی ایماندار شخص کے منھ سے ایک اچھے شخص کی نسبت نکل سکین
(لاوڈ چیرز)۔
مسٹر پارکر اور نیز میرے ضلع کے فخر رئیس راجہ منور علیخان
بہادر نے کچھ تذکرہ مجھ ناچیز کا فرمایا میرا حال بعینہ ایک ایشیائی
شاعر کے مقولہ کا مصداق ہے۔ ؎

جسکا چارہ نہین دنیا مین وہ لاچار ہون مین — جسکا مطلب نہ برآئے وہ طلبگار ہون مین
جس سے صحت کو ہے پرہیز وہ بیمار ہون مین — جس سے ناخوش ہے رہائی وہ گرفتار ہون مین

میری حالت میرے معزز باپ کے مرنے کے ساتھ ہی نہایت خراب
ہوگئی تھی میری یہ اُمنگ کہ مین آنرز کی ڈگری حاصل کرون مین
ولایت مین جاکر سول سروس کا امتحان دون دل ہی دل مین
رہگئی اور مجھے ناچار نوکری کرنا پڑی مین نے اچھا یا برا قابل ملامت
یا قابل تعریف (سنو سنو) قابل شرم یا قابل غرور جسطرح کا بھی
خدمات انجام دین اسکی داد مسٹر پارکر مین آپ سے نہین مانگتا
مین خلقت سے مانگتا ہون اپنے ملک کے آدمیون سے مانگتا ہون

اور آپسے مانگتا ہون جنکو مجھسے سابقہ پڑا ہی (لاوڈ چیرز)-

میرے دوست شیخ مولا بخش اور انکے ساتھی وکلا کو میری اُس وحشیانہ حرکت سے ظاہر مین ناراض ہوے لیکن خدا کا شکر ہی کہ انکا ایمان انکا کانشنس (ضمیر) انکا دل مجھسے بالیقین یہی کہتا ہی تھے خاشاک میرے پیر پر پھینکے گئی میری نظر مین وہ گلہای تحسین تھے (لاوڈ چیرز)-

مسٹر پارکر آپ میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمائیے اور مین راجہ منور علی خان کے اس جملہ کو انسے تھوڑی دیر کیواسطے قرض لیتا ہون - بسلامت روی و باز آئی -

اس تقریر کی سلاست وفصاحت اور بانکپن کو کچھ وہی لوگ جان سکتے تھے جو اس جلسہ مین حاضر تھے مختصر یہ ہی کہ مسٹر پارکر اور تمام حکام کے دلمین میر دیانت حسین کی وقعت پہلے سے دس حصہ زیادہ ہوگئی -

گیارھوین اپریل کو مسٹر پارکر فیروزنگر سے روانہ ہوے اسٹیشن پر بڑی دھوم دھام سے رسم رخصت ادا کی گئی مسٹر پارکر نے کیرکٹر بک مین تمام ملازمان سرکار کی نسبت اپنا ہیژدہ سالہ تجربہ تحریر فرمایا - لالہ پیرون لال اور میر دیانت حسین کی نسبت جو لکھا اُسکو ہم حسب ذیل نقل کرتے ہین -

منشی پیرون لال میرا اردہ ہی مین نے دو تین سال کامل تجربہ کے بعد اسکو محافظ دفتر کلکٹری مقرر کیا وہ ذہین ہی محنتی ہی اور اعلی درجے کا محاسب ہی میری راے مین سررشتہ داری کلکٹری کے لیے اس سے زیادہ کوئی دوسرا شخص اس ضلع مین موزون نہین ہی مین سفارش کرتا ہون کہ جگہ خالی ہونے پر میرے قائم مقام اسکا لحاظ فرمائینگے -

میر دیانت حسین کی نسبت یہ لکھا -

میر دیانت حسین بی اے مسلمان راجگان فیروزنگر کے معزز خاندان کا ایک ممبر ہی اسکا باپ راجہ سید لیاقت حسین خان میرا بڑا دوست تھا اور گورنمنٹ کا بڑا خیرخواہ تھا غدر ہی کے سبب اسکا کل علاقہ نیلام ہوگیا اور آسکے تھوڑا عرصہ ہوا انتقال کیا دیانت حسین ایک ہوشیار نوجوان افسر ہی اعلی لیاقت کا ذہین اور لائق ہی اسکی ایمانداری مثل ایک یورپین افسر کے ہی اور مجھکو اسمین پورا اعتبار ہی بعض شہرون مین اسکے متعلق مجھسے شکایتین سن چکے ہین مجھے امید ہی کہ گورنمنٹ اسکو ایک اعلی عہدہ دیکر دیکھا جائیگی جس عزت مین اس خاندان کو ملیگی بہت ہی خوش ہونگا -

مسٹر پارکر کی جدائی کا ایک عام افسوس تھا انکا اخلاق ہندوستانی رؤسا کے یہان جانا آنا ہر شخص سے بہ عنایت پیش آنا ہندوستانیون کی عزت افزائی فرمانا سب کو نہایت پسند تھا اخبار فیروز جو اس شہر کا ایک نامی روزانہ اخبار تھا اور جسکے اڈیٹر لالہ گندن لال صاحب بی اے تھے مسٹر پارکر کے جانے پر یون نغمہ سنج ہوا -

"ہمارے جانے بوجھے ڈپٹی کمشنر اٹھارہ برس کے بعد میم صاحبہ کی علالت کی وجہ سے جدا ہوے مسٹر پارکر کوئی شک نہین بہت ہر دل عزیز تھے انکا اخلاق عام تھا اور رعایا کی بہبودی کی طرف وہ پوری توجہ فرماتے تھے ہندو مسلمانون کی ہر تقریب اور تہوار مین وہ شریک ہوتے تھے اگر راے کشوری مل کے دسہرہ مین وہ شریک ہوے اور انکے گھر تشریف لیگئے تو راجہ منور علیخان بہادر کی مجالس محرم اور شیخ رحیم بخش صاحب کے مولود شریف مین بھی شریک ہوے سب ہندوستانیون سے وہ بعزت پیش آتے تھے ڈرائنگ روم مین ملاقات کرتے تھے انگریزی جوتہ پہنے سب کو اپنے کمرے مین آنے دیتے سب سے ہاتھ ملاتے اور نہایت محبت سے پیش آتے تھے وضع اور لباس کے جھگڑون سے ہمیشہ علیحدہ رہتے تھے مسٹر پارکر نے اپنے اٹھارہ برس کے قیام مین ہمکو کبھی یاد نہین کسی کو سوا

آخر کو تم کیا ہو یہی باتیں ہیں جنکے لیے ہم مسٹر پارکر کو یاد کرینگے یقین
ہر دوست کی طرف سے مسٹر پارکر کی رخصتی دعوت انجمن میں کی گئی
آخیر میں مسٹر پارکر نے جو جواب دیا ہے وہ بہت دوستانہ اور بیانات کی
نسبت جو پیشین گوئی کی وہ بہت قابل اطمینان ہے مسٹر پارکر
نے جس فصاحت و بلاغت سے زبانی تقریر کی وہ اس بات کو
اچھی طرح ثابت کرتی ہے کہ وہ مسٹر ہیوم کے شاگرد رشید ہیں
اور ہمکو یقین ہے کہ مسٹر ہیوم بھی انکو دیکھ کر نہایت خوش
ہوتے ہونگے۔

ہم خوش ہیں کہ ہمارے ضلع میں ایک لائق شخص کو جنہوں نے
مسٹر پارکر کی جگہ بھیجا ہے ہم انکو خیر مقدم کہتے ہیں اور اس موقع پر
ہم انسے صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ مسٹر پارکر کی
طرح اپنے کو ہردلعزیز بنانا چاہتے ہیں تو اسی طرح اپنے کو
خلیق اور نیک ثابت کریں ہم محض زبانی جمع خرچ سے خوش
نہیں ہوتے ہیں بلکہ واقعی اخلاق سے خوش ہوتے ہیں
اس سے ناظرین بخوبی جان سکتے ہیں کہ مسٹر پارکر در اصل
کس عزت کے مستحق تھے۔

باب یازدہم

میر خادم علی مرحوم کی بیوہ

مولوی قدرت حسین صاحب تحصیلدار نے باوجودیکہ
لالہ پیرون لال کو بہت کچھ تاکید کردی تھی کہ میر خادم علی کے
کاغذات میں جہانتک ہو سکے آپ ہر تلاش کریں لیکن پیرون لال نے
اسپر کچھ توجہ نہ کی اور ایک ہفتہ بھی میر خادم علی کی وفات کو
نہ گذرا تھا کہ انکی بیوہ سے بے اعتنائیاں شروع کریں وہ
بیچاری تو ادھر پڑا دیکھتی کہ شاید پیرون لال کچھ بتلائے لیکن
یہ تو درکنار ہے بھی نہ کرتے لالہ پیرون لال نے ایک موجبہ پر بھی
نہ تھا کہ میر خادم علی کی کوئی بی بی بھی ہے یا دعوی ہو تو کی

قطع نظر اسکے کچھ غرض نہیں اگر اصلی بی بی ہوتی تو ہم خود پرورش
کرتے مگر ایک بیحیائی عورت کی پرورش ہم سے نہیں ہو سکتی
اس فقرے کو بھی کسی نے میر خادم علی کی بیوہ کے کانوں تک
پہونچا دیا تھا جسکو سنکر وہ بیچاری اور بھی بلک بلک کر
رونے لگیں اور قرضخواہوں کے تقاضے شروع ہوئے
مکان والے نے مکان سے نکالنے کی دھمکی دی بنیے نے
جنس بند کر دی ماماؤں نے نوکری چھوڑ دی القصہ کوئی
مصیبت ایسی نہ تھی جو اس بیچاری نے برداشت نہ کی ہو
جو کچھ باہر کا اسباب تھا وہ پیرون لال اٹھا لیگئے اندر کا
اسباب فروخت ہوکر سو دو سو ان چالیس کی تقریبیں
ادا ہوئیں اب بیچاری کے پاس بجز چند ظروف مسی اور
ایک شالی چادر کے اور کچھ نہ رہگیا تھا وہ بالکل اس
شعر کے مصداق تھی۔

تنگدستی کے سبب جان سے بیزار ہیں ہم کھینچ دستار پاس خرچ کرتا ہیں

یہ شال چادر خاص کشمیر کی تھی انکے شوہر نے پچاس روپیہ کی خرید تھی اور بالکل
نئی تھی۔ حجن صاحبہ (میر خادم علی صاحب کی بیوہ کا نام
ہے اس کتاب میں حجن صاحبہ کے لفظ سے تذکرہ کیا جائیگا)
نے ایک روز بہت ہی تکلیف میں اس چادر کے فروخت کا
قصد کیا لالہ پیرون لال کو بلوایا جب وہ نہ آئے تو ایک
سیدانی کو جو انکے پڑوس میں رہا کرتی تھیں بلا بھیجا۔

حجن۔ کہو بہن سیدانی کیا حال ہے خدا تمہیں نیکی دے
ایک کام ہمارا نہیں کر دیتیں ہم بیکس اور محتاج ہیں
ہمارا کام کرو ثواب ہوگا۔

سیدانی۔ اے بی بی تمہیں دیکھ دیکھ کر ایسا دل کڑھتا ہے
کہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہوں ہے ہے ابھی چار دن کا ذکر ہے
کہ میر جی زندہ تھے اور تم نوابی کرتی تھیں آج انکے
مرتے ہی سب کارخانہ درہم برہم ہوگیا وہ ڈھونڈھی کا تابوت الٰہی

سبھی نہیں دکھائی دیتا لیا زمانہ ہی سنتی جی نے پالا پرورش کیا
بیٹھے بیٹھے جاتا اور اب وہ ہی تمہیں چھوٹوں بات بھی
نہیں پوچھتا میرا بیٹا جہانگیر اگر ہوتا تو تمہارے سب کام
کر دیا کرتا لیکن وہ اچھے والے صاحب کے یہاں نوکر ہو
اور [illegible] گیا ہے اچھا ہی جو کہو میں کرنے کو
[illegible] سے موجود ہون۔

چھجن۔ اور کام کیا ہے ایک یہ نگوڑی چادر ہے اسکو
کہیں سے بیچ لاتین تو یہاں کے قرضے چھٹی ملتی خدا
مجھے موت نہیں دیتا جوان مصیبتیں جھیلنے کو بیٹھی ہون
خود چلے گئے (اتنا کہکر رونے لگین) اور ہمیں یہ آفتیں
جھیلنے کو چھوڑ گئے۔

سیدانی۔ نا بی بی روتی کیون ہو ہمکو دیکھو مصیبت پہ
پڑتی ہو جہانگیر کے ابا وکالت والی پلٹن میں کمیدان تھے
جہانگیر پیٹ ہی میں تھا کہ وہ اٹھ گئے نہ کوئی والی تھا نہ
وارث آخر میں برس گذر ہی گئے ایسی آسکی کر ہی کہ
بے رزق نہیں رکھتا اب للہ رکھے جہانگیر بھی نوکر چاکر ہے

چھجن۔ (روکر) خدا عمر دراز کرے تمہارے تو ایک بیٹا موجود ہے
مجھ نصیبوں جلی کے تو آگے پیچھے کوئی نہیں قصہ مختصر بی
سیدانی ایک میلا کالے رنگ کے چار خانے کا جو پرانا
پائجامہ پہنے کرتی کا روپٹا جسمیں تین چار پیوند لگے اوڑھے
ایک میلے رومال میں چادر باندھے اسکے فروخت کو نکلین
رستہ میں جو ملا کیون میاں کوئی چادر تو نہ لوگے؟
یہ انکا سوال تھا یہ بیچاری گھر گھر گھومتی پھرتی تھین اور
کوئی دیکھنے والا تک پیدا نہوتا تھا محلہ حیدر گنج میں مرزا
فتح بیگ ایک وکیل رہا کرتے تھے آمدنی تو انکی کچھ نہ تھی
لیکن رہتے ٹھاٹ سے تھے بی سیدانی وہ چادر وہان بھی
لے گئین بہت مول تول کے بعد گیارہ روپیہ پر وہ چادر
فروخت ہوئی اور دو تین دن اوسکی قیمت کا وعدہ وکیل صاحب نے
کیا سچ ہے ع سب گھٹا دیتے ہین مفلس کو غرض والے
اب سنیے بی سیدانی روز صبح اٹھکر جوتیان چٹخاتی مرزا صاحب کے
یہان چادر کے دام مانگنے جاتی ہین اور آج نہین کل آنا
سوا دوسری بات نہین سنتے ایک دن سیدانی بگڑ بیٹھین۔

سیدانی۔ اے میان تم کیسے بھلے مانس ہو نہ تمکو میرا خیال
نہ اس مصیبت زدہ بیوہ کا خیال اپنے بچوں کا صدقہ خدا کے واسطے
واپس کردو یا دام دیدو وہ بیچاری بڑی مصیبت مین گرفتار ہے

وکیل۔ ذرا زبان سنبھال کے گفتگو کرو نہین جھونٹا پکڑ کے
نکال دونگا۔

سیدانی۔ اے خدا تیرے منہ کو پھونکے تو اور مجھے جھونٹا
پکڑنے کو لے ایک تو میرا مال کا مال لیا دوسرے خدا غارت کرے
مجھے لا یعنی کہتا ہے۔

وکیل صاحب کو اسپر غصہ آیا اور انھوں نے خوب
اچھی طرح بی سیدانی کو پٹوایا سیدانی نے بڑا ہی شور و غل مچایا
اور ملکہ ٹوریا کی دوہائی اور سرکار کی دہائی دینا شروع کی
وکیل صاحب گھبرائے کہ کہین سچ مچ ہی نالش نکر دے انھوں نے
لالہ دینڈیال ہیڈ کانسٹبل کو جو انکے بڑے دوست تھے
بلوا بھیجا۔ لالہ دینڈیال فوراً چلے آئے وکیل صاحب نے
کل قصہ بیان کیا دینڈیال نے یہ صلاح دی کہ بیشک آپ
کوئی الزام لگا دینا چاہیے جسمین یہ کوئی نالش کرے تو لغو
سمجھی جائے تھوڑی دیر میں دینڈیال کی نگاہ سیدانی کے
ہاتھ پر پڑی وہ ایک انگوٹھی پہنے ہوئے تھی فوراً اسی کی
چوری کا مقدمہ قائم کرکے تحقیقات شروع کردی وکیل صاحب
کے خدمتگار کو مدعی قرار دیا اور سائیس و چند اشخاص
ساکنان محلہ کو گواہ کردیا سب لوگون کے اظہار تحریر
کرنا شروع کردیے۔

عیدو- خانم وکیل صاحب مدعی - میری ایک انگوٹھی اُتر گئی جو اس عورت کے ہاتھ مین ہے باورچی خانہ سے کچھ چیز لینے کو چلی گئی تھی - مین نے اسکو گرفتار کیا مین اسکو پہلے نہین جانتا کوئی ماما ہی چور معلوم ہوتی ہے انگوٹھی کی بابت تخمیناً چار آنہ ہو گی -

جمن - سائیس وکیل صاحب ہمارے دونو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ باورچی خانہ مین یہ بڑھیا گئی اور انگوٹھی چرانے کے پاس آتا تھا کہ کہا کہ ہم پہچانتے ہین کہ یہ انگوٹھی مدعی کی ہے جو بڑھی کے ہاتھ مین ہے یہ انگوٹھی بہت دن سے عیدو کے پاس تھی -

رام رتن سنار- یہ انگوٹھی جو بڑھی کے ہاتھ مین ہے میری بنائی ہوئی ہے عیدو نے مجھسے بنوائی تھی اور نگ اپنے پاس سے دیا تھا قریب سال بھر کے عرصہ ہوا جب مین نے یہ انگوٹھی بنائی تھی -

ای لیجیے آناً فاناً مقدمہ تیار ہو گیا گواہ بھی سلسلہ وار درست ہو گئے اور ہیڈ کانسٹبل صاحب سب کو تھانہ لیگئے بیچاری بڑھی ہر چند چلاتی تھی کہ "ای خدا کے بندو یہ کیا قہر ہے مین مصیبت زدی خدا کی ماری کس غضب مین گرفتار ہوئی یہ انگریزی ہے یا بھوپال یہ ملکہ وکٹوریا کا راج ہے یا نیپال یہ مرزا منوڑی کا ٹا مجھے پھانسے دیتا ہے یہ تلنگے حرامزادے مجھے بے آبرو کیے ڈالتے ہین - ای خدا - ای خدا اے میرے رب کریم ان خدائی فوجدارون کی کوئی خبر لینے والا نہین ہے اے حضرت بی بی تمھین اپنی لونڈی کی آبرو بچاؤ" یہ غریب تو دو شالہ کا قصہ روتی تھی اور پولیس کے حضرات چوری کا اقبال تحریر کر رہے تھے سیدانی کا بیان پولیس مین حسب ذیل تحریر ہوا -

مین قوم کی رنگریزن شاہجہانپور [illegible]

بھیک مانگنے اس شہر مین بھی آ نکلی آج تیسرا فاقہ ہے کہ دانہ نصیب نہوا جب پیٹ نے نہین مانا تو مین نے عیدو کی یہ انگوٹھی ضرور اٹھائی مجھسے قصور ہوا سرکار مالک ہے -

القصہ حسب ضابطہ چالان مرتب ہو کر تحصیلدار صاحب کے اجلاس مین بھیجا گیا اب مقدمہ اجلاس پر پیش ہوا جتنے ثبوت کے گواہ گذرتے رہے بوڑھی بیچاری تھکی ہاری سنتی رہی لیکن آسمان کی طرف دیکھتی اور سکتے کے عالم مین چپ کھڑی اس غریب کو یہ نہین معلوم تھا کہ پولیس کیا چیز ہے اور مجسٹریٹی کیا شے ہے - وہ نہین جانتی تھی کہ پولیس و عدالت مین کیا فرق ہے وہ سب کو ایک سمجھتی تھی اور ان نیرنگیون کو دیکھ دیکھ ششدر تھی جب عدالت نے اسکو فرد جرم سنائی تو اُسنے یہ جواب دیا -

سیدانی - مین نے کیا تو کیا اور نہین کیا تو کیا بار بار کیا پوچھتے ہو قید کرنا ہے قید کرو پھانسی دینا ہے پھانسی دو خدا کی خدائی مین جو یہی اندھیر ہے تو ہمکو بھی اب صبر ہے -

تحصیلدار - صاف صاف اقبال کرو -

جواب - اقبال حضور کا ہمارا کیا اقبال ہے -

تحصیلدار - ارے تو بڑی حرامزادی معلوم ہوتی ہے جواب صاف نہین دیتی -

بڑھی - خدا تجھے غارت کرے کمبخت تیرے منھ مین کیڑے پڑین مجھ سیدانی کو گالی دیتا ہے -

ای لیجیے تحصیلدار صاحب بھی بگڑ بیٹھے اور اسی غصہ مین پوری ایک مہینہ قید کی سزا ٹھونک دی بیچاری سیدانی کشاں کشاں کانسٹبلون کے غول مین جیلخانہ بھیجی گئی -

یہان بی حجن بار بار کہتی ہین کہ آج صبح کی گئی ہوئی ابھی سیدانی نہین لوٹی بیچاری وہ انتظار مین تھی کہ وہ آوین تو کچھ کام چلے مکان والے کو کچھ [illegible]

خوبصورت جانتی تھین کہ آجکل ادبار اُنپر سوار تھا جو کوئی اُنکے
پاس ہوکر نکلتا وہ بھی مصیبت مین پھنس جاتا بیچاری
سیدانی نا کردہ گناہ جیل بھیجی گئی اور دو شرفا بے
کوڑی پیسے وکیل صاحب کو شہر بدر ہو گیا۔

حجن صاحب کی مصیبتین اور لالہ پیروان لال کی
بے اعتنائیان اب زبان زد خاص و عام ہو چلین
بیچاری حجن سخت مصیبت مین گرفتار تھین مکان
والے نے غصہ مین جان کر کبھی تھی اور گو کہنے کی
بات نہین لیکن ایک منسٹ کے لیے حق گوئی بھی
ضروری ہو اسواسطے تذکرہ کیا جاتا ہے کہ بیچاری نے فاقے
فاقے کرتی تھی۔ ایکدن منشی قدرت حسین صاحب
تحصیلدار کے دلمین سمائی کہ حجن صاحب کے پاس جاکر
تعزیت کرین چنانچہ وہ تشریف لائے دروازے پر سے
چپراسی نے آواز دی کہ تحصیلدار صاحب آئے ہین حجن بی بی
کیواڑے کے پاس آکر کھڑی ہوئین۔ اور پردے کی آڑ سے
یون گفتگو کی۔

حجن۔ تحصیلدار صاحب آپنے بڑا ثواب کیا جو مجھ مصیبت زدہ کی
کی حال پرسانی کی مین جس آفت مین ہون خدا دشمن کو بھی
وہ دن نہ دکھلائے جس دن سے وہ مر گئے ہین ادھر ادھر کی
ہو رہی ہون نہ کچھ جایداد ہے کہ بیچ بیچ کھاؤن نہ کوئی
والی وارث ہے کہ مجھ غریب کی خبر لے ایک شالی جاتی تھی
وہ سیدانی بی بی بیچنے کو لے گئین آج آٹھوان دن ہو کہ
وہ بھی غائب ہین نہ روپیہ ملا نہ چادر لوٹی مین غریب
پردے کی بیٹھنے والی کہان جاؤن اور کیونکر ڈھونڈھون
ہوئی حرام موت ہوتی تو کچھ کھا کر سو رہتی۔

تحصیلدار صاحب۔ حجن صاحبہ آپ کچھ غم اور رنج نہ کریں
تردد اور غم ہمیشہ نہین رہتا سب دن کٹ جاتے ہین

اُس سیدانی کو تلاش کرو نکالا آج کئی روز ہوئے کہ ایک سیدانی
شاہجہانپور کی رہنے والی ایک انگوٹھی کی چوری مین پھنسی
ہو گئی کہین وہی تو نہین تمھارا دوشالہ لے گئی ہے۔

حجن۔ وہ تو یہین کی رہنے والی ہے پردوس مین گھر ہے
آج آٹھ روز سے دکھلائی نہین دی۔

تحصیلدار۔ مین ایک خاص کام کے لیے آج حاضر
ہوا ہون آپکے یہان جتنے کاغذ ہون وہ آپ مجھکو
دکھلا دیجیے ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ میر خادم علی نے
اپنی زندگی کا بیمہ کرایا تھا اگر یہ سچ ہے تو ایک رقم معقول
ملیگی جو آپکی بسر اوقات کو بہت کافی ہوگی۔

حجن صاحب کوٹھڑی مین گئین اور ایک کاغذات کا
بستہ کوٹھڑی سے اٹھا لائین اور پردے کی آڑ سے باہر پھینکا
تحصیلدار صاحب نے جو اسکو کھولا تو اسمین ایک لفافہ
فیتے مین بندھا ہوا نکلا جسپر خاص خط میر صاحب کے
ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ چٹ لگی ہوئی تھی (کاغذات
بیمہ زندگی) تحصیلدار صاحب نے جو دیکھا تو اسمین ایک
دستاویز بخط انگریزی نکلی جسکی رو سے گورنمنٹ
سکوٹش لائف انشورنس کمپنی بمبئی نے دس ہزار روپیہ
میر خادم علی کی زندگی کا بیمہ کیا تھا میر خادم علی گو کہ پرانے
خیالات کے آدمی تھے لیکن یہ فعل آپسے بہت عقل کا
ہوا تھا کہ جسکی بہت کچھ تعریف کرنا چاہیے۔ خاندان
جنکی نشو و نما صرف سرکاری ملازمت ہے جنکی امیری کا
دار و مدار سرکاری نوکری ہے اُنکے لیے واقعی یہ نہایت
ضروری کام ہے کہ وہ اپنے پس ماندگان کے واسطے
کوئی معاش چھوڑ جائین اسکے واسطے بیمہ زندگی سے کوئی
امر سہل الحصول نہین ہے انگریزون مین تو اس درجہ
رواج بیمہ زندگی کا ہے کہ ہزارون کمپنیان بہت ہی

کامیابی سے چل رہی ہین برخلاف اُسکے ہمارے ہندوستانی بھائی
اس سے اچھی طرح واقف بھی نہین اور پرانے فیشن کے حضرات مین
میر خادم علی پہلے صاحب مجکو ملے ہین جنکو اپنے پسماندگان کا
اتنا خیال تھا اور ایسی عاقبت اندیشی کو کام مین لائے تھے سچ ہی ؎

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

تحصیلدار صاحب جیسے ہی پالیسی ہیہ دیکھی مارے مسرت کے
اچھل پڑے اور اس فکر مین ہوے کہ رقم کسی طرح ہضم کرنا چاہیے
تھوڑی دیر سوچتے رہے اتنے مین ایک جوڑ ذہن مین آگیا
اور فوراً حجن صاحبہ سے یہ گفتگو کی۔

تحصیلدار صاحب۔ جناب حجن صاحبہ میر خادم علی
مرحوم اور مجھسے جو مراسم تھے وہ محتاج بیان نہین گو ظاہر مین
مین بہت آن مرحوم کی خدمت مین حاضر باش نہ تھا لیکن
کوئی راز اُنکا مجھسے مخفی نہ تھا شروع ملازمت سے میرا اُنکا
ساتھ رہا افسوس (یہ کہکر رونے لگے) کہ آخر وقت مین
خادم علی مرحوم جلد ہی گزر گئے ہاے اس مضمون کو استاد
قد۔کیا کہہ گیا ہی۔

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا — بازوے قوی دستگیری مین تھا
بے راہ عدم کی دور اور آپ ضعیف — مجکو نہ لیا عصا پیری مین تھا

حجن۔ تحصیلدار صاحب مصیبت کے زمانہ مین کوئی کسی کا
نہین ہوتا جبسے وہ مر گئے مین نے طرح طرح کی مصیبتین جھیلین
سوے قرضخواہ اپنی طرف ستارہے ہین مکان والا الگ
نکالے دیتا ہی۔ پر ون لال بات تک نہین سنتے اور جو باتین
کہتے ہین وہ اسیر طرہ۔ اللہ مجھے موت نہین دیتا میری سلطنت
لٹ گئی اس بری گھڑی مین آپ میری بات پوچھنے آئے
خدا آپکو اسکا اجر دے مین بے والی وارث ہون روٹیون کو
محتاج ہو رہی ہون ایک چادر تھی وہ موئی سیدانی کے
نیک لگی۔

تحصیلدار۔ تو میری اب یہ خواہش ہی کہ آپ غریبخانے پر
تشریف لے چلین اور وہین قیام فرمائین گھر بھر آپکی خدمت کریگا
اور آپکی تشریف رکھنے سے گھر مین برکت ہوگی۔ اور ادھر مین
بیمہ کی پیروی کرونگا۔

حجن۔ بہت بہتر کل آپ سواری بھیج دیجیے گا۔ مین وہین
آکر رہون گی۔

کیا اب اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی کہ حجن صاحبہ
دوسرے دن سے تحصیلدار صاحب کے گھر مین رہنے لگین اور اس
دس ہزار روپیہ کو تحصیلدار صاحب وصول کرنے کی فکر مین ہوے
اور خط کتابت شروع کی تحصیلدار صاحب بجنسہ اس شعر کے
مصداق تھے ؎

تحفت از دست گرگم در ربودی — چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

باب دوازدہم

غریب سیدانی جیلخانے مین

بیچاری مصیبت کی ماری ناکردہ گناہ سیدانی کشان کشان
جیل بھیجی گئی رستہ بھر روتی چلاتی جاتی تھی اپنے دکھڑے لوگون
اس پُر درد اور با اثر لہجہ مین بیان کرتی جاتی تھی کہ سننے والون کا
دل ہلا جاتا تھا اسکا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا اور سر پیٹ
پیٹ کر بین کرنا واقعی بہت ہی دردناک تھا۔ ساڑھے
پانچ بجے جیل مین پہونچکر زنانہ وارڈ مین بھیجی گئی جیل کی
مصیبتین دیکھتے ہی اُسکے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دارغہ
نائب برقنداز۔ دفعدار جو تھا وہ فرعون بے سامان
اگر قیدی کا کوئی والی وارث ہو کچھ خدمت کرے روپیہ
پیسا دے تو کچھ قدر آرام مل سکتا تھا ورنہ وہ جیل دوزخ سے
بدرجہا بدتر تھا۔ بھلا بی سیدانی کے پاس کیا تھا جو کوئی
آنسے پاتا ہان جو کچھ تھی وہ طراری دار زبان تھی جو قینچی سے

زیادہ تیز چلتی تھی اور بات بات پر گالیان دیتی تھی جبسے کہ پولیس کی حراست مین ابتداءً غریب سیدانی لیگئین اسوقت سے اور شام تک اور دوسری صبح تک دانہ پانی بالکل حرام تھا ہرچند رات کو سپاہی۔ برقنداز۔ داروغہ سب کے سب سیدانی کو سمجھاتے تھے لیکن ایک نہین ہزار نہین سوا رونے کے ایک منٹ اسکو چین نہ تھا آنسوؤن کا ایک طوفان تھا کہ جاری تھا وہ بار بار سب سے پوچھتی تھی کہ ”اے خدا کے بندو اتنا مجھے بتلاؤ کہ مین نے کون سی تخمیر (تقصیر) کی جسکے بدلے مجھ نصیبون جلی کو جیلخانہ ہوا دوشالہ بیچا دام نہ پائے جوتیان کھائین دم تک نہ مارا اسکا انعام یہ! اے میرے رب کریم تیرے بڑے بڑے ہاتھ ہین کیا تیرے گھر مین بھی اندھیر ہے۔ اے میرے مولا تیری لاٹھی مین آواز نہین“

پہلے داروغہ صاحب چپ ہوتے گئے جب نو بجے تک بڑھی چپ نہوئی تو مار مار کر خاموش کرنے کی صلاح ٹھہرائی پھر حضرت اللہ دے اور بندہ لے اس اس بیرحمی سے غریب بڑھی کو مارا ہے کہ توبہ توبہ۔

بڑھی بیچاری چلاتی تھی سر پٹیتی تھی ہزار دن واسطے دلاتی تھی لیکن کون سنتا تھا مردہ بدست زندہ کا مضمون تھا اس حد کو مارا کہ وہ بیچاری گر گئی اور تمام جیل کے قیدی سیدانی کے رونے کو دیکھ دیکھکر انگشت بہ دندان تھے قصہ مختصر رات کٹی چلتے وقت داروغہ صاحب یہ فرما گئے تھے کہ اچھا خیر آج تو ہم جاتے ہین اگر کل تو نے اچھی طرح کھانا نہ کھایا تو تیرے چوتڑ کھلوا کر بید سے پٹواؤنگا تیری کل تریاہٹ نکل جائیگی۔

اسکا جواب بڑھی نے یہ دیا کہ خدا تجھے نا بیدا کرے جو ہے قصائی تو مجھے آج ہی مار ڈال ہوئی اس زندگی سے تو موت بہتر ہے ایسے ہی یزیدون نے امام حسینؑ کو قتل کیا ہوگا۔ دوسرے دن سویرے تڑکے داروغہ صاحب سب سے پہلے بڑھی کی خبر لینے گئے تو دیکھا کہ وہ غریب بیحس و حرکت پڑی تھی جا بجا بنت کی مار پیٹ کے نیلے سیاہ جسم پر پڑے ہوئے تھے اور اسکی حالت ایک بیمار کی سی ہو رہی ہے۔

داروغہ۔ دیکھو سچ ہے کہ مار کا آدمی بات سے نہین مانتا رات سمجھایا ایسے کہ بڑی بی مان جاؤ مت۔ وہ جیسا کیا ویسا پایا۔ اب۔ یہ نہ کا بیکا۔ نمانا نما ناحب اچھی طرح مرمت نسب کو کر دیگی آپ چپ چاپ ہین۔

راوی۔ جی بجا ہے۔ یہ سبب چپ چاپ رہنے کا نہین ہے بلکہ

مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہین سکتی

بہت غم مین بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتا ہے

اتنے مین ایک گاڑی کھڑکھڑائی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ درست ہوگئے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہین اتنی بات سنکر بڑھی کا شور و شین پھر بلند ہوا اور اپنے نالہائے پر اثر سے تمام جیل سر پر اٹھانا شروع کر دیا ڈاکٹر مگر بڑی ہی بہت ہی نیک صفات شخص تھے۔ ذرا بھی فریاد کسی کی بغیر آپکی کامل توجہ کے نہ رہتی تھی فوراً بڑھی کے پاس اتر گئے اور پوچھا کہ ”دل یہ کون روتا ہے؟“

داروغہ۔ حضور ایک سٹرن عورت ہے اسکو تحصیلدار صاحب نے قید کر کے بھیجا ہے جسوقت سے آئی ہے ہم سب کی عاقبت تنگ ہے۔

ڈاکٹر۔ مجنون ہے تو ایسا آدمی کون اختیار سے تحصیلدار صاحب نے قید کر دیا۔

داروغہ۔ حضور مجنون نہین ہے بنی ہوئی ہے ہزار دن دیتی ہے ع۔ دیوانہ بکار خویش ہشیار۔

ڈاکٹر صاحب فوراً سیدانی کے پاس گئے اور اس سے یون ہمکلام ہوئے۔

ڈاکٹر- ول بڈھی عورت تم کاہیکو اتنا روتا ہی-

سیدانی- صاحب مین اپنے نصیبون کو روتی ہون اور کیا کہون میرے مالک دگلہ والی پلٹن مین کمیدان تھے عز الدین حیدر کے وقت مین چار چار گھوڑے سواری مین تھے انکے مرنے کے بعد بھی آجتک عزت آبرو سے گذری چاہے چرخا کاتا پیسونی کٹونی کی مدا کسی کی شرمندہ نہین ہوئی اب جب قبر مین پیر لٹکائے بین موے دو شتالے کی بدولت یہ گت بھی دیکھی نہ مین خادم علی کی بی بی کے کہنے مین آتی نہ یہ دن دیکھنا نصیب ہوتے (یہ کہکر پھر رونے لگی)-

ڈاکٹر- کون خادم علی محافظ دفتر جو مر گیا-

سیدانی- ہان صاحب وہی کیا اس شہر مین دو تین خادم علی تھے وہی اکیلا دم تھا سو جاتا ہی رہا انکی بی بی ٹکے ٹکے کو محتاج ہین تین تین فاقے ہوتے ہین مجھے آج کئی دن ہوے ایک دوشالہ دیا کہ بیچ لاؤ مو قصدار دن بھی چھٹی ملے- مین کیا جانتی تھی کہ قسمت مین لکھا ہی حیدر گنج مرزا وہی مونا ہی کا ٹلے فتح بیگ کے گھر گیا رہ روپیہ چار بیچی دام مانگنے گئی تو ایک کوڑی سو حرام ہرا بیرا الٹے مارا گالی گفتہ دیا اور تحصیلدار سے کہہ سن کر قید الگ کرا دیا میرا پہاڑ ایسا بیٹا موجود ہی اُس تک کو خبر نہین کہ مین کہان ہون میری بہو بلک بلک کر رو تی ہوگی کہ اماں کہان مر رہی- بیچاری خادم علی کی بی بی اپنی طرف میرا رستہ دیکھتی ہونگی ہوے تلنگے مجھے جیلخانہ مین لے آئے یہان سب نے ملکر محکورات جوتون- لاٹھی- ہوکے سے بے خطا بے گناہ مارا ایسا ایسا مارا کہ ادھ موئی کرکے چھوڑ دیا خدا جانے ان نگوڑے دن کا مین نے کیا بگاڑا تھا اے میان ایسا اندھیر تو خدا کی خدائی مین کہین نہوگا سب کہتے تھے کہ ملکہ ٹوریا کا راج ہی شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین ہمکو تو اس راج نے نہال کر دیا خدا اس راج کو غارت کرے-

ڈاکٹر صاحب نے جو یہ قصہ سنا تو انکے بدن مین سناٹا پڑ گیا اور کلیجہ ہل گیا- فوراً ٹمٹم پر سوار ہوے اور سیدھے صاحب مجسٹریٹ کی کوٹھی پر پہونچے-

صاحب مجسٹریٹ- گڈ مارننگ ملر ڈیر ہوڈو یوڈو (ہاتھ ملا کر)-

ڈاکٹر- گڈ مارننگ- مین ایک عجیب قصہ تمکو سنانے آیا ہون چلو میرے ساتھ جیل چلو وہان ایک ایسا افسوسناک تماشا ہی کہ شاید تم بھی سننا اور دیکھنا برداشت نکر سکو-

مجسٹریٹ- او! خیر تو ہی-

ڈاکٹر- ہان خیر تو ہی مگر ایک ایسا ظلم ہوا ہی کہ شاید برٹش گورنمنٹ مین اسکی مثال مشکل سے مل سکے- آپکے تحصیلدار نے ایک عورت کو بالکل بے گناہ قید کر دیا ہی اور میرے جیلر نے اسکو بہت بیرحمی سے مارا اُسکے تمام جسم پر نشانات موجود ہین-

صاحب مجسٹریٹ- فوراً ڈاکٹر کے ہمراہ جیل مین آئے اور وہان بہت ہی مشرح طور پر سیدانی سے کل قصہ سنا اور اُسی وقت سٹر ہاورڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جنکا بنگلہ جیل سے بالکل قریب تھا بلا بھیجا اور اُنسے بھی کل حال بیان کیا-

سپرنٹنڈنٹ پولیس- قدرت حسین تحصیلدار بڑا بے ایمان آدمی ہی ہمکو خوب معلوم ہی کہ وہ دو دو آنہ رشوت لیتا ہی-

ڈاکٹر- مگر یہ دیکھنا ہی کہ وہ دکیل کا قصہ کہانتک سچ ہی اور تمھاری پولیس نے کیسے اسکا چالان کیا-

سپرنٹنڈنٹ- اوکو توالی مین ایک دین دیال ہیڈ کانسٹبل ہی وہ بڑا پاجی ہی ہمیشہ جھوٹے مقدمے بنایا کرتا ہی عجب نہین اگر اسکا یہ مقدمہ بھی بنایا ہو-

صاحب مجسٹریٹ- تو آپ اسیوقت جائیے اور کیل کی تلاشی لیجیے اور مین ابھی جاکر مسل نکلواتا ہون اور سیدانی اسیوقت ضمانت پر چھوڑ دیجائے - مگر ضامن کون ہوگا؟

ڈاکٹر- مین بڑی خوشی کے ساتھہ اس مظلوم عورت کی ضمانت کرونگا چاہے کسی تعداد کی ہو اور مین ابھی اپنے جیلر کو بھی معطل کرونگا-

مجسٹریٹ- او بیشک میری راے مین اسپر مقدمہ قائم کیا جاے-

الغرض صاحب مجسٹریٹ نے فوراً سیدانی کو ضمانت پر رہائی دی اور اسی وقت جیل سے خیراتی اپیل لیکے مسل طلب کرنے کا حکم دیا اور سیدانی کو ٹمٹم پر بٹھلا کر اپنی کوٹھی پر لائے اور اُس سے کھود کھود کر کل حالات پوچھنا شروع کیے اور ادھر ڈاکٹر صاحب نے جیلر کو بر قدا اُز کو جس جس کو سیدانی نے بتلایا تھا اور تمام قیدیون نے گواہی دی معطل کر کے صاحب انسپکٹر جنرل کے پاس رپورٹ بھیجی اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بغرض تلاشی مرزا فتح بیگ روانہ ہوے-

باب سیزدہم

مسٹر پٹرسن

مسٹر پارکر کے بعد ضلع فیرونگر واقعی مسٹر پٹرسن جیسے تیز مزاج حاکم کا محتاج تھا مسٹر پٹرسن ایک نئے شخص کے سویلین کم عمر ذی لیاقت اور صاحب خلاق آدمی تھے لٹریچر مین آنرز کی ڈگری حاصل کی تھی بیرسٹر تھے عربی فارسی مین زباندانی کے امتحان دیکر انعام حاصل کرچکے تھے ہندوستانیون سے بہت ہی دوستانہ طور پر ملتے تھے اور چونکہ کسی زمانے مین علیگڈھ رہ آئے تھے لہذا آنریبل سید احمد خان کی بہت ہی عزت کرتے تھے اور اُنسے نہایت ہی ہمدردی فرماتے تھے - مسٹر پٹرسن خود ایسے لائق تھے کہ وہ کام مین کسی پر بھروسہ نہ رکھتے تھے اور سررشتہ داری کی تو اُنکے وقت مین ذرا بھی نہ چلتی تھی مسٹر پٹرسن ایک عالیخاندان آدمی تھے سرجارج پٹرسن انڈر سکرٹری پارلیمنٹ کے حقیقی چھوٹے بھائی تھے اور بالطبع عالیخاندان آدمیون سے آنکو نہایت الفت رہتی تھی اب سنیے کہ مسٹر پارکر کے جاتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا ہر شخص اسی فکر مین ہوا کہ رسوخ حاکم ضلع حاصل کیا چاہیے ہنوز وہ اچھی طرح چارج سے بھی فارغ نہوے تھے کہ چپراسی نے اطلاع کی حضور ڈپٹی برج لال ڈپٹی شوکت حسین اور تحصیلدار اور منشی بیرون لال محافظ دفتر سلام کو آئے ہیں

صاحب- اچھا برج لال کو سلام دو-

قبل اسکے کہ ہر دو صاحبان مسٹر پٹرسن سے ملین تھوڑے حالات ان حضرات کے بھی ناظرین کو بتلانا ضروری ہین منشی برج لال صاحب قوم کے ڈھوسر اعلی درجے کے غیر محتاط اور نہایت ہی بے مادہ آدمی تھے غدر مین کچھ خیر خواہی کی تھی اُسکے صلہ مین ڈپٹی کلکٹر ہوگئے تھے تعصب مذہبی حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا نہایت ہی بُری طرح مسلمانون سے پیش آتے تھے اور ہمیشہ ہندؤن کے مددگار رہتے تھے - لالہ بیرون لال کے بڑے پشت پناہ تھے اور اُنکے لیے ادھر اُدھر کوشش بھی کیا کرتے تھے ڈپٹی شوکت حسین اور منشی برج لال سے آپسمین چنصفائی دلی نہ تھی کیونکہ دونون صاحب اپنے اپنے رسوخ کے خواہان تھے اور ایک دوسرے کو دیکھہ نہ سکتا تھا برج لال وضع اور لباس مین بہت نفیس رہتے تھے ایک نہایت پُرانا چغہ شالی خدا جانے کسوقت کا اُنکے پاس تھا اور بقول منشی صفدر حسین خان بہادر سب جج ہردوئی ایام غدر سے آجتک برابر اُنکے زیب تن رہا صرف فرق یہ تھا کہ چند عدد رد لقہ جات جو آجین اب

زیادہ ہوگئے تھے۔

منشی شوکت حسین آگرہ کے رہنے والے قوم سید اور شیعہ مذہب تھے پرانی قطع کے مسلمان تھے مذہبی تعصبات اُنکے مزاج مین بھی بہت تھے اور نیز احمد خان بہادر کو بھی بہت بُرا جانتے تھے اور اُنکے جلسہ مین سوا سید کی برائی کے دوسرا تذکرہ بہت کم رہتا تھا اُنکے مکان پر شام سے سب عمال اور مختار جمع ہوتے تھے اور ہروقت اسی قسم کے مہمل تذکرات ہوا کرتے تھے ڈپٹی صاحب کو اپنی شان اور اپنے رسوخ جھلانے کا بہت شوق تھا اور ہمیشہ حکام کی عنایتون کا تذکرہ بہت کیا کرتے تھے۔ شوکت حسین تھے اچھی طرح تھے مکان ذرا ایشیائی تکلفات سے آراستہ رہتا تھا اور ناچ مجرا بھی اکثر ہوا کرتا تھا عام راے منشی شوکت حسین کی نسبت غیر ذکر کے مسلمان سوسائٹی مین یہ تھی کہ ڈپٹی صاحب ایک کل کھرا آدمی ہین

چپراسی۔ ڈپٹی برج لال صاحب چلیے صاحب نے سلام دیا ہے۔

ڈپٹی صاحب فوراً اٹھے اور جبہ سنبھالتے پگڑی درست کرتے ہوے چپراسی کے پیچھے ہوے۔ ادھر ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے سردار کو بلایا اور یون ہمکلام ہوے۔

ڈپٹی صاحب۔ کہو بھائی سردار اچھے تو ہو۔

سردار۔ سلام حضور ہان آپکے اقبال سے۔

ڈپٹی صاحب۔ صاحب کا مزاج کیسا ہے تم واقف ہوگے۔

سردار۔ مزاج تو اچھا ہے آپ لوگ سے بہت خاطر کرتا ہے ذرا الکوس لینے پر ناراض ہوتا ہے اور بہت ٹھیک ہے۔

پرون لال۔ اور عملون سے کسطرح پیش آتے ہین۔

سردار۔ منشی لوگ کو مانتا بہت ہے لیکن کسی کو پر کھاس نہین کرتا۔

ڈپٹی صاحب کمرے مین پہونچے

ڈپٹی برج لال صاحب نے بہت دور جوتہ اتارا اور دور ہی سے جھک جھک فراشی سلام کرنا شروع کیے صاحب کسیقدر اٹھے اور ہاتھ ملایا اور اپنے قریب کی کرسی پر بیٹھنے کو اجازت دی اور پوچھا کہ ول منشی مزاج آپکا اچھا ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کے اقبال سے۔ حضور کی تشریف آوری سے تابعدار کو بڑی خوشی ہوئی اس ضلع کا حضور رنگ ہی الگ تھا اب حضور تشریف لائے ہین سب درست ہوجائیگا۔

صاحب۔ ول ہان ہم سمجھتا ہے کہ ذرا لوگ یہان بخوف بہت تھا مسٹر پارکر بہت نیک آدمی تھا ہم سب ٹھیک کریگا۔

ڈپٹی صاحب۔ مگر حضور پرون لال بہت معقول آدمی ہے حضور اُس سے بہتر دوسرا عملہ ضلع مین نہین ہے۔

صاحب۔ او یس۔ پرون لال محافظ دفتر ہے صاحب اُسکا حال بول گیا ہے ہم اُسکو سررشتہ دار بنایا چاہتا ہے جب کوئی موقع ہوگا۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور کی بڑی خاوندی ہوگی۔

اب صاحب بہادر چپ چاپ ہین کہ کوئی اور بات چیت آپس کے دوستانہ برتاو کی ہو لیکن ڈپٹی صاحب ہاتھ جوڑے بیٹھے ہین دس منٹ بعد صاحب نے یون رخصت کیا کہ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ اور پھر امید ہے کہ آپسے جلدی جلدی ملاقات ہو۔

صاحب نے چپراسی کو آواز دی اور ڈپٹی شوکت حسین کو بلایا۔ یہ بھی اسیطرح بہت ہی ادب سے گئے اور جوتہ اتار کر بادب سلام کیا۔

صاحب نے ہاتھ ملایا اور مزاج پوچھکر یون ہمکلام ہوے

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپکا وطن کس ضلع مین ہے

ڈپٹی صاحب۔ خداوند نعمت ترفیخواہ کا غریبخانہ ضلع آگرہ مین ہے حضور نے سنا ہوگا مولوی محمد اکرم خان بہادر جو گوالیار مین وزیر اعظم ہین اور گورنمنٹ انگلشیہ نے اُنکو

سپر سلطنت کا خطاب عطا فرمایا ہی وہ کمترین کے حقیقی سالے کے ماموں زاد بھائی کے پھوپھیا ہیں۔

صاحب ۔ (ہنسکر) ڈپٹی صاحب اس رشتہ کو پھر فرمائیے ہم ابھی نہیں سمجھا۔

ڈپٹی صاحب ۔ حضور عالی مولوی اکرم صاحب بہادر اس غلام کے حقیقی سالے کے ماموں زاد بھائی کے پھوپھیا ہیں۔

صاحب ۔ او بہت قریب کا رشتہ ہی۔

ڈپٹی صاحب ۔ حضور ہاں بہت ہی قریب کے رشتہ دار ہیں۔

صاحب ۔ ول۔ آپکے ضلع کا کیا حال ہی۔

ڈپٹی صاحب ۔ حضور کے اقبال سے سب لوگ خوش و خرم ہیں اٹھارہ برس بعد مسٹر پارکر صاحب بہادر تشریف لیگئے خدا کرے اب حضور بھی اسیطرح تشریف رکھیں۔

صاحب ۔ او نہیں ہم اتنا روز نہیں رہیگا ہم چھ مہینہ بعد گورنمنٹ کا سکرٹری صیغہ مال ہو کر چلا جایگا۔

ڈپٹی صاحب ۔ پھر حضور کی جگہ کون ہوگا۔

صاحب ۔ ہم جانتا ہی شاید مسٹر ہریسن جو اسوقت میں تمکر پور میں سیٹی مجسٹریٹ ہی وہ آئیگا۔ وہ بڑا تیز آدمی ہی صاحب منصف بہت ہی لیکن ذرا جلد باز ہی۔ اچھا ڈپٹی صاحب ہم آج کام میں ہی ہم آپسے پھر ملینگے۔ کوئی ہی

چپراسی ۔ حاضر خداوند۔

صاحب ۔ اچھا تحصیلدار محافظ دفتر دونوں کو ایک ساتھ بھیجو۔ دونوں صاحب تشریف لیگئے۔ صاحب بہادر نے باخلاق تمام صاحب سلامت کرکے اور کثرت کام کا عذر کرکے ایک منٹ بھر بٹھلا کر دونوں کو رخصت کردیا۔

اب سب صاحب باہر نکلکر لگے لاف زنیاں کرنے۔

ڈپٹی برج لال ۔ صاحب بہت نیک آدمی ہیں۔ اور ڈپٹی خاوندی سے پیش آئے اور کوئی راز ایسا نہیں بچھا جو مجھسے مخفی رکھا ہو۔

ڈپٹی شوکت حسین ۔ جی ہاں مجھسے بھی کل حال اپنا بیان کیا یہانتک (آہستہ سے) کہدیا جو جناب دوسرا انگریز کبھی نہ کہتا۔

تحصیلدار ۔ اور صاحب معاملہ فہم آدمی معلوم ہوتے ہیں لائق بھی ہونگے۔

پیرون لال ۔ مگر جناب اس سردار نے تو بری سنائی ہملوگوں کے حق میں تو غضب ہی ہوگیا۔

ڈپٹی برج لال ۔ اجی اس بڑھے چودھری کو کیا معلوم اتنے میں سردار خانساماں سائیس سب کے سب آن موجود ہوئے اردلی کے چپراسی بھی پہونچے۔

سردار ۔ پھر حضور ہمکو کیا حکم ہوتا ہی۔

سب کے سب ۔ بھائی مکان پر آتے جانا اب یہاں تھوڑی سی موجود ہی۔

خانساماں ۔ اجی پھر ایسی ہمکو غرض بھی نہیں ہی کہ ڈیڑھ کوس دوڑے جائیں سو دفعہ چاہیے دیجیے نہیں اپنا راستہ لیجیے۔

تحصیلدار ۔ اجی جمعدار صاحب خفا کیوں ہوتے ہو کیا ہملوگ تمسے باہر ہیں۔

چپراسی ۔ آپ لوگ ناواقف کیا ہماری بات دوسری تھی جب جی چاہتا دیتے گھر کا معاملہ تھا لیکن یہ لوگ ابھی نئے آئے ہیں صاحب بھی نئے ہیں انکو ناخوش نکرنا چاہیے اور ڈپٹی صاحب کے کان میں منھ لگا کر آہستہ سے تمہاری جان جمعدار کا بڑا اختیار ہی سیاہ سفید کے مالک ہیں۔

تحصیلدار ۔ (آہستہ سے) بھئی اب یہاں تو

بھی نہین ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ اچھا خانساماں جی اب اپنا آدمی ہمارے ساتھ کر دیجیے ہم وہان سے ہوچکر ابھی آپکا حق بھجوا دینگے ہملوگون پر عنایت کیجیے اور بہت گرم نہو جیے۔

اس گستاخ تقریر کو اپنے کمرے سے مسٹر ڈلن صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے جو اُس کوٹھی مین رہتے تھے اور ابھی تازہ وارد نوجوان سویلین تھے اور مسٹر پٹرسن کے بڑے دوست تھے اپنے کان سے سنا اور انکو اسقدر غصہ آیا کہ انھون نے بے تامل نکلکر دو دو تین تین چابک خانساماں اور بیرا کے لگائے اور ہزارون گالیان دین اور اسقدر غصہ کیا کہ سب تھرا اٹھے مسٹر پٹرسن نے بھی غل سنا اور وہ بھی اپنے کمرے سے دوڑے دیکھا کہ یہان تماشا ہو رہا ہے۔

پٹرسن۔ یہ کیا ہے کیا ڈلن؟

ڈلن۔ کچھ نہین پٹرسن مین نے اپنے کان سے سنا کہ تمھارے بنگلے کے نوکر اور اردلی کے چپراسی ان ہندوستانی شرفا سے تمھاری ملاقات کا ٹکس وصول کرتے تھے یہ عجب عذر کرتے تھے خوشامد کرتے تھے کہ آج ہمارے پاس نہین ہے اور یہ حرامزادے ٹرّاتے تھے۔

مسٹر پٹرسن۔ مین تہ دل سے تمھارا شکرگزار ہوا کہ تمنے آج بہت برسون کی خیال کی ہوئی بات مجھپر آشکارا کیا مین نہین سمجھتا کہ یہ ہندوستانی کس درجے بیوقوف ہین۔ سناہے جو گزٹ افسران جنکی موقوفی کا اختیار مجکو بھی نہین ہے میرے نوکرون کو کسواسطے ڈرتے ہین یہ حرامزادے کیا کرسکتے ہین اچھا مین ابھی اسکا انتظام کرتا ہون۔

ڈپٹی شوکت حسین۔ حضور عالی ہملوگ اپنی آبرو کو ڈرتے ہین آپکی ملاقات بغیر وساطت ان اردلیون کے تو ممکن نہین۔ پھر ہملوگ انکی خدمتگزاری نکرین تو کیونکر آپکی ملاقات نصیب ہو۔

مسٹر پٹرسن۔ ول ڈپٹی صاحب آپ اتنا بڑا افسر ہوکر ایسی بات کہے تو بڑی شرم کی بات ہے کسواسطے آپ چھپا ہوا کارڈ نہین رکھتے جیسے ہی آپ لوگ آئے فوراً ہمارے چپراسی کو دیجیے کہ ہمارے پاس پہونچائے اگر ہمکو ملنا ہوگا ہم بلا لیگا اور اگر کوئی چپراسی آپکا کارڈ ہمتک پہونچانے مین دیر کرے آپ ہمسے کچہری مین خبر کرے ہم اسی دم اسکا بندوبست کریگا۔

مسٹر پٹرسن نے اسیوقت اپنے تمام ملازمان بنگلہ کو جو اسوقت موجود پائے گئے برخاست کیا اور چپراسی کو بھی برخاست کر دیا اور اپنے مکان کے دروازے پر اور تمام کچہریون کے دروازے پر یہ اشتہار لگا دیا کہ کوئی شخص چپراسیون کو یا ہمارے ملازمان خانگی کو انعام نہ دے ورنہ اینجانب نہایت ناراض ہونگے اور اعانت دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کیا جائیگا۔ مسٹر پٹرسن کی اس حرکت نے آنکی بڑی عزت کی اور آنکا پورا رعب قائم کر دیا اور ہر شخص نے اپنے مقام پر لرز گیا اور اُس ضلع مین چپراسیون کی لوٹ مار سے براے چندے پناہ ہوگئی۔

باب چہاردہم

سید دیانت حسین نائب تحصیلدار

میر دیانت حسین نائب تحصیلدار ہوکر حامد پور تشریف لیگئے حامد پور ایک چھوٹا سا قصبہ دریاے کالی پر واقع ہے لالہ چرونجی لال صاحب تحصیلدار عجب شخص تھے پرلے سرے کے غیر محتاط۔ خائن جھوٹے۔ بے ایمان۔ اور قابو پرست تھے نائب تحصیلدار کی عزت آنکی نگاہ مین ایک محرر سے کم اور اپنی عزت وہ کلکٹر سے زیادہ سمجھتے تھے شاہ محبوب حسین ایک بڈھے مسکین آدمی تھے اور غیر محتاط بھی تھے آپ

وہ تمام سختیاں لالہ چرونجی لال برداشت کرتے تھے اور
بیچارے پنشن کے دن کاٹتے تھے - بھلا دیانت حسین کسطرح
نبھ سکتی تھی - میر دیانت حسین کوئی مفسد یا غیر مطیع آدمی
نہ تھے لیکن اپنی ذاتی عزت وہ گنوانا نہین چاہتے تھے
اور ہمیشہ ایک شریفانہ برتاو کے متوقع رہتے تھے۔ دیانت حسین
نے تحصیل مین پہونچتے ہی میز کرسی پر کچہری شروع کی اور
ایسا سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا کہ جو ہر طرح انکی تہذیب
اور لیاقت کے شایان تھا غریب صبح سویرے آنکا رہی جالب
شراب نکلواتا دس گیارہ بجے تک وہان بیٹھا بارہ بجے سے
شام تک کچہری مین سرگرم کرتا تمام تحصیلداری کا کام اپنے
سر لیا کل رپورٹین اپنے ہاتھ سے لکھتے داخل خارج کے
مقدمات مین تمام اظہارات خود لکھتے وصول مالگذاری خاصکر
اپنے ہاتھ مین کرلی تمام دستکات اپنی خاص نگرانی مین
جاری کراتے خزانے کا کام بھی خود لیلیا غرض کہ فیصلہ
مقدمات فوجداری اور کلکٹری سب کام دیانت حسین کرتے
واصلباقی نویس - سیاہہ نویس - محرر داخل خارج محرر انگریزی
رجسٹرار قانونگو - سب کے رقوم مین انکی ذات سے کھنڈت
پڑی اور یہ سب کی نظرون مین کھٹکنے لگے انکی دیانت کا
شہرہ ایسا بلند ہوا کہ تمام زمیندار اور اہل غرض جسکو کام
ہوتا سیدھا دیانت حسین سے کہتا اور یہ فوراً اسکا کاغذ منگوا کر
اسکی تکمیل کردیتے وہ بیچارے جو چار چار روز عمال کے
چکر مین پڑے رہتے اور انکے پنجۂ غضب مین گرفتار رہتے
بھینٹ نہ دینے کے جرم مین گالیان کھاتے وہ خوشی خوشی
آتے اور اپنا کام کرا کر چلے جاتے تھے۔

لالہ چرونجی لال کو سید دیانت حسین سے گو ایسی آمدنی
شاید انکو تمام عمر کسی نائب تحصیلدار سے نہ ملی ہو لیکن پھر بھی
وہ دیانت حسین سے رضامند نہ تھے اور یہی چاہتے تھے
کہ کسیطرح یہ اس تحصیل سے تبدیل ہوجائین لیکن لالہ جی کیا
کرسکتے تھے - مسٹر پارکر دیانت حسین کو اپنی اولاد سے کم نہین
سمجھتے تھے اور مسٹر پٹرسن جیسے آئے گو انسے کوئی تخصیص نہ تھی
لیکن وہ بھی دیانت حسین کی بے حد عزت کرتے تھے اور
سب سے زیادہ اعلی درجے کی رائے انکی نسبت رکھتے تھے تمام
عمال تحصیل تحصیلدار صاحب کے یہان جاکر دیانت حسین کی
غیبت کیا کرتے تھے کبھی کچھ کہتے کبھی کچھ فساد لگاتے تھے
تحصیلدار صاحب اور دیانت حسین کی رنجش روز بروز بڑھتی
گئی اتنے مین تحصیلدار صاحب ایک روز صبح کو ڈاک جو
کھولتے ہین تو حسب ذیل عرضی نکلی -

غریب پرور سلامت

ہزور (حضور) کا انصاف زرب المثل (ضرب المثل)
شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین پارکر صاحب کے
وقت مین جو اندھیر تھے وہ سب جاتے رہے لیکن چرونجی لال
تحصیلدار اتبک اپنی ہرکاط (حرکات) سے باز نہین آیا
دو دو آنہ رشوت لیتا ہے اور تمام سڑک اور پل کی مرمت کا
روپیہ کھا گیا سرکار تحقیقات کرکے تحصیلدار کی سزا کرے
عرضی بندۂ خدا "

یہ عرضی بیرنگ لفافے مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے
نام گئی اور صاحب ممدوح نے اسپر یہ حکم لکھکر تحصیلدار صاحب کے
پاس بھیجا "

حکم " یہ پہلی عرضی ہمارے ملاحظہ مین آئی - تحصیلدار کو
ہم دو موقع اور دیتے ہین اگر دو مرتبہ اور انکی شکایت ہمارے
گوش زد ہوگی تو ہم ضرور تحصیلدار کی نسبت حکم مناسب دینگے
یہ عرضی بجنسہ پاس تحصیلدار کے بھیجدیجائے "

اس عرضی کو پاتے ہی لالہ چرونجی لال کے مکان پر
ایک کونسل جمع ہوئی اور اسکی فکر پیدا ہوئی کہ آخر یہ کسکی

مرسلہ ہی بالاتفاق یہ طے پایا کہ میر دیانت حسین نے یہ عرضی
بھیجی اور اس بات پر تحصیلدار کو اسقدر جہ اشتعال ہوا کہ وہ
اپنے جامے مین نہ رہے اور انھون نے اسی وقت جو کچھ کہ
جی مین آیا انکے پیچھے علانیہ برا بھلا دیانت حسین کی
نسبت کہا عمال نے یہ بھی صلاح دی کہ بندہ خدا کی عرضیون کا
انسداد ضروری امر ہی اور اسکے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین
کہ چند عرضیان ایسے مضمون کی روانہ کیجائین کہ صریح لغو
اور جھوٹی ہون کہ جنکو پا کر حکام لوگ کل عرضیان ایک ہی
طرح کی سمجھ جائینگے اور پھر بندۂ خدا پر اعتبار نہوگا دوسرے دن
صبح کو مسٹر پٹرسن کی ڈاک مین یہ گمنام عرضی گئی۔
"حضور والا- دیانت حسین تمام تحصیل لوٹ رہا ہی
دو دو پیسہ فی چالان ابکارون سے وصول کرتا ہی اور
صبح سے شام تک میخواری اور بنگ نوشی مین بسر کرتا ہی اسکا
باپ باغی سرکار تھا۔ سرکار خبر لے۔ عرضی سیندلان تحصیل
تمام پور"

مسٹر پٹرسن نے اس عرضی کو بھی انگریزی لفافے مین
کرکے میر دیانت حسین کے پاس "واسطے ملاحظہ" کے بھیجدیا۔
دوسرے دن دو بجے کی ڈاک مین انکو ایک اور عرضی
ملی جسکا مضمون یہ ہی۔
"حضور عالی- مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر سے رانی
جیپال کنور رانی چندا پور سے آشنائی ہوگئی لاکھون روپیہ
رانی صاحبہ سے ڈلن صاحب وصول کر رہے ہین اور ریاست
تباہ ہوئی جاتی ہی راجہ ہرپال سنگھ نابالغ کو منجانب ڈلن صاحب
عنقریب زہر دیا جائیگا اور بعد اسکے ڈلن صاحب نوکری
چھوڑ کر چندا پور کا راج کرینگے حضور اسکا انسداد کرین۔
عرضی رؤسا ضلع فیروزنگر" تیسرے دن کمشنری سے
مسٹر پٹرسن کو یہ عرضی ملی جو کمشنر صاحب کے پاس انکی
شکایت مین لکھی تھی۔
"خداوند نعمت- مسٹر پٹرسن جب سے اس ضلع مین آئے ہین
عجب اندھیر مچا رکھا ہی شجاعت خان جمعدار کی معرفت
دھڑلے سے رشوت لیتے ہین کل حکام سے تنخواہین مقرر کر
ہین اور تمام ضلع تباہ ہوتا ہی اگر پٹرسن صاحب اس ضلع سے
تبدیل نکیے جائینگے تو اندر ہفتہ کے حضور انکو زندہ نہ پائینگے
اگر اسپر توجہ نہوگی تو ہم معاملے کی اطلاع لارڈ صاحب کو بھی
کرینگے۔ عرضی فدوی سید دیانت حسین نائب تحصیلدار تحصیل تمام پور"

ان عرضیون کے پانے کے بعد اور علی الخصوص اسی
تعریف دیکھکر مسٹر پٹرسن کو بہت ہی غصہ آیا اور سب عرضیان
چاک کر ڈالین اور بندۂ خدا کی عرضیون کا قطعی اعتبار انکے
دل سے جاتا رہا اور اسی روز سے انھون نے عہد کر لیا اور پھر
کوئی گمنام عرضی انھون نے نہین پڑھی اور ہمیشہ چاک کر ڈالتے تھے
اسمین شک نہین کہ یار لوگ اپنے جوڑ مین کامیاب
ہوے اور بندۂ خداؤن کا زور خدا خدا کرکے ٹوٹ تو گیا لیکن
غریب دیانت حسین اس عرضی کو پا کر بہت ہی پریشان ہوئے
اور انسے کچھ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ وہ فورًا فیروزنگر آئے
اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ملاقات کی صاحب نے بہت ہی
اخلاق سے ملاقات کی برامدے تک لینے آئے ہاتھ ملایا۔
ڈرائنگ روم مین لیگئے اور وہان بڑی دیر تک ہندوستانی
باتین کرتے رہے۔

صاحب- ویل دیانت حسین اس ضلع کے لوگ بہت شریر
معلوم ہوتا ہی ہزارون جھوٹی عرضیان جاتا ہی۔
دیانت حسین- ہان ایک میری نسبت بھی آئی جسکو
آپنے مہربانی سے میرے پاس بھیجدیا- اور آپ شاید سمجھ سکتے ہین
کہ وہ میرے کسی دشمن کا فعل تھا۔
صاحب- او بیشک جسکو [illegible]

اوپر بھی گذرا اور ایک ڈلن صاحب پر۔ ڈلن صاحب اور
رانی جیداپور سے آشنائی لکھا تھا ہم جہانتک جانتا ہی ڈلن صاحب
کبھی رانی صاحب کے گھر تک نہین گئے۔

دیانت حسین۔ اسکا سبب میرے ذہن مین یہ آتا ہی کہ
پہلے ایک دو عرضیان آپکے پاس اصل حالات کی گذرین
اور آپ نے شاید اسپر توجہ بھی کی لہذا آپکے دل سے بندۂ
خدا کی عرضیون کا اعتبار اٹھ نے کو یہ فکر کی گئی کہ اس قسم کی
بیہودہ عرضیان آپکے عمال نے روانہ کین مگر جو کچھ ہو
بندۂ خدا کی عرضیون پر میری راے مین توجہ کرنا ایک
فضول بات ہی یہ ایک ایسی آسان بات ہی کہ جسکے کرنے مین
لوگون کو ذرا بھی پس و پیش نہین ہوتا سٹیپار کر کبھی ایسی
عرضیون پر توجہ نہین کرتے تھے۔

صاحب۔ او۔ آپ بہت سچ کہتا ہی ہم پہلے سے
جان گیا تھا کہ یہ عملہ لوگ کی حرمزدگی ہی ہم اب بندۂ خدا کی
عرضیون پر کچھ توجہ نہین کریگا۔ دیانت حسین ہم تمکو بہت جلد
ایک تحصیلدار دیکھیگا چرونجی لال کو اب پنشن لینا چاہیے
وہ بہت بڈھا ہی۔

دیانت حسین نے بہت شکر یہ ادا کیا اور رخصت ہوے
حسب ذیل اشعار تصنیف کرکے عمال نے دیانت حسین کے
مکان پر لگا دیے۔

کرو اتنا نہ پاجی پن تمھین دولت تو آئی ہی
پڑینگے تمپہ وہ جوتے کہ سر مین مار کھائی ہی
ملیچھ ہو کر ستاتا ہی ہنود ون کو اے ظالم
خدا کی مار اے پاجی تجھے تو کالا پانی ہی
اگر ہم لینے رشوت مین تمھارا کیا اجارہ ہے
تمھارا دخل اسمین کیا ہمارا حق زبانی ہی
پڑینگے اسقدر جوتے کہ ہوگی چاند اب گنجی
سنائے دیتے ہین تجکو مصیبت جو کہ آئی ہی
گیا تو بھول اے نادان تو اپنے باپ کا مرنا
اسی دولت سے اے پاجی تری بھی جان جانی ہی

باب پانزدہم
مرزا فتح بیگ کی تلاشی

مسٹر ہاورڈ فوراً اجیل سے اپنے بنگلہ پر آئے اور تین
کانسٹبل اور ایک انسپکٹر کیان سنگہ کو لیکر سے فکر روانہ ہوے
فوراً حیدر گنج مین پہونچکر مرزا فتح بیگ صاحب وکیل کا گھر
گھیر لیا اور مولوی قطب الدین حسین اور لالہ گنگا نرائن دو
معززین باشندگان محلہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے مکان کی
تلاشی لی۔ کپڑون کے صندوق مین وہ چادر کشمیری برآمد ہوئی
مسٹر ہاورڈ آسکو دیکھتے ہی مارے خوشی کے پھول گئے اور
مرزا صاحب کے آگے حواس غائب ہوے کہ اے خدا یہ کیسا
بلاے ناگہانی ہوئی مرزا صاحب نے آہستہ آہستہ آیۃ الکرسی اپنے
اوپر دم کرنا شروع کی۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ۔ ول وکیل صاحب۔ آپ
یہ دوشالہ کہان پایا۔

وکیل۔ حضور کسی موکل نے شکرانہ مین دیا تھا۔ مگر
مجھے نام یاد نہین۔

سپرنٹنڈنٹ۔ مرزا تم جھوٹ مت بولو۔ ہمکو پورا قصہ
معلوم ہو چکا ہی اور تمھارے واسطے بہت خرابی کا دن آ گیا الاکر
مرزا صاحب۔ حضور مالک مین اور مین ادنیٰ غلام
مین قانون سے واقف ہو کر کوئی فعل خلاف قانون نکرتا۔
سپرنٹنڈنٹ۔ چپ ہو۔ تم ایسا بے ایمانی کیا کہ کوئی
بدمعاش بھی نہین کرتا۔ اچھا اب تم یہ بولو کہ تم سیدانی کو
کیسے قید کرایا۔

مرزا صاحب۔ (مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگے)

خداوند نعمت وہ چور اُچکی اور بدمعاش تھی اُسنے میرے نوکر کی انگوٹھی چرالی - مین نے پولیس مین اطلاع کی جمعدار دینڈیال صاحب نے تحقیقات کی حسب ضابطہ چالان ہوا تحصیلدار صاحب کے اجلاس سے سزایاب ہوئی -

سپرنٹنڈنٹ - او! وہی بات ہی جو ہم سمجھا تھا ہمارے دوست دینڈیال نے چالان کیا اچھا اب ہم آپکو اور اُسکو دونون کو چالان کریگا -

مسٹر ہاورڈ نے اُسیوقت دوشالہ اپنے پاس رکھ لیا اور وکیل صاحب کو مع عیدو و گواہان عیدو دینڈیال ہیڈ کانسٹبل کو لیکے بلا کر کوٹھی پر لیگئے اور وہین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور ڈاکٹر صاحب بہادر کو بلوایا کارروائی شروع ہوئی مرزا فتح بیگ وکیل کا سب سے پہلے اظہار ہوا - وہ سب سامان دیکھکر کچھ ایسا سٹ پٹائے کہ اُنھون نے کل قصہ راست راست بیان کردیا - سیدانی کا دوشالہ چھینا اُسکا تقاضا کرنا مرزا صاحب کا بُرا ماننا دینڈیال کا اتفاقیہ آنا مقدمہ سرقہ قائم کرنا تحصیلدار صاحب کا بڈھی کو قید کرنا - کل سو ربالتشریح بیان کردیے - جب وکیل صاحب اپنا بیان ختم کرچکے تو دینڈیال کو بھی غصہ آیا اور اُسنے بھی کل حال بیان کیا اور کہا کہ ہمین اکیلے اس مقدمے کے بنانے مین شریک نہین تھے بلکہ ہمارے وارو غہ اور مرزا صاحب اصل بانی مبانی تھے - سنار خاص طلبیدہ مرزا صاحب آیا جسنے انگوٹھی کی شناخت کی اور تمام گواہ مرزا صاحب نے خود بلائے اسکے بعد جلیم علی کی بیوہ طلب کی گئین اُنکا اظہار ہوا اُنھون نے ڈولی مین بیٹھکر اپنا اظہار لکھوایا اور وہ چادر شناخت کی اور سیدانی کی صفائی بیان کی اور کل واقعات بیان کردہ سیدانی کی تصدیق ہوئی تحصیلدار صاحب کا بھی اظہار

لیا گیا اُنھون نے لاعلمی محض بیان کی چونکہ اُس دن ساڑھے آٹھ بجے رات تک اس مقدمہ کی کارروائی ہوتی رہی اور ابھی بہت سے اظہارات باقی رہگئے تھے لہذا مقدمہ دوسرے دن کے واسطے ملتوی ہوکر گیارہ بجے سے پھر پیش ہوا کہ مسٹر ڈلن و ڈاکٹر بھی آگئے -

صاحب ڈپٹی کمشنر - گوڈ مارننگ ڈاکٹر اینڈ ڈلن -

ڈلن - میرے آنے سے تمھارا کوئی ہرج تو نہوگا -

صاحب - او بالکل نہین آج ان حرامزادون کا مقدمہ میرے سامنے پیش ہی اس غریب بڈھی عورت پر ایسا ظلم ہوا کہ جسکو خیال کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مرزا نے بدمعاشی سے استغاثہ کیا پولیس نے بے ایمانی سے چالان کیا بے ایمان تحصیلدار نے بے انصافی سے سزا دی جیل والون نے حرامزدگی سے اُسپر ظلم کیا ڈاکٹر نے مہربانی سے مجکو اطلاع دی اور مسٹر ہاورڈ نے بڑی لیاقت سے کل مقدمہ کو آشکار کردیا اور کل ثبوت بہم پہونچایا -

ڈلن - مین بہت دنون سے قدرت حسین کو بے انصاف جانتا تھا میرے سائیس نے ایک راستہ چلنے والے کو مارا تھا اور اُلٹی نالش اُسنے سیندار پر کردی تھی تحصیلدار نے بالکل میری خوشامد مین گو کچھ بھی ثبوت نہ تھا ایک ہفتہ قید کردیا تھا -

مسٹر ہاورڈ - مگر ڈاکٹر تمھارے واسطے بڑی نیکنامی اس معاملے مین ملی ہی اور بیشک تمنے بڑی بہادری کیا -

ڈلن - اور اس بڈھی کا پہلے کیا بیان ہوا تھا -

صاحب ڈپٹی کمشنر - منشی بڈھی کا بیان پڑھو جو تحصیلدار کے سامنے ہوا تو بڈھی تم سنتی جاؤ -

منشی جی نے پہلے پولیس کے سامنے کا بیان یون پڑھکر سنایا میں قوم کی رنگریزن ہون اور شاہجہانپور مین

میرا گھر ہے۔

بڈھی- تیرے منھ میں خاک خدا تجھے غارت کرے
میں رنگریزن ہون کہ سیدانی امیر النسا جل قسم ڈنگر ہین
کھڑا ہی میرا نہیں گرا ہی ٹکیہ ہے اتنی عمر اسی شہر میں
ہوگئی میں سوکے سٹ سمجھا ہو کو کیا جانوں۔

انگریز لوگ سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور
صاحب ڈپٹی کمشنر نے منشی جی سے کہا کہ اچھا پڑھو۔

منشی جی- میں بھیک تو اس شہر میں کبھی آنکلی
آج تیسرا اتفاق ہے کہ دانہ نصیب نہیں ہوا۔

بڈھی- اے خدا تجھے غارت کرے میرے دشمن بھیک مانگیں
میرے سات بھی بھیک مانگیں تجھے بھنے کو کیڑا مرنے کو کفن نصیب
میرا بھاڑ سا بیٹا موجود ہے میں کاہیکو بھیک مانگوں۔

بڈھی کی اس تقریر کا انگریزوں کے دل پر بڑا
اثر ہوا اور اسیوقت سب حکام مع فریقین مقدمہ
تشریف لیگئے اور وہاں جا کر دیکھا تو واقعی ایک
ٹوٹا تا کر ٹوٹا ہوا مکان سیدانی کا موجود تھا اور اسکی
سب گھر میں تھی اثاث البیت پڑوس نے سیدانی کی عزت داری
اور ایک عیلی بیان کی- صاحب مجسٹریٹ کو اس تحقیقات
موقع کے بعد بہت ہی غصہ آیا اور اس حد کو رنج ہوا
کہ جسکا اندازہ سننے سے ہو نہیں سکتا بعد تحقیقات
موقع مقدمہ دوسرے دن کے لیے ملتوی ہوا اور تحصیلدار
تحصیل دوسرے دن کے لیے طلب کیا گیا اور سیدانی کو
اپنے گھر جانے کی اجازت دیگئی۔

ادھر تو یہ مقدمہ برپا تھا اور ادھر تمام شہر میں
ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا گھر گھر اسی مقدمہ کا تذکرہ تھا
جا بجا یہی رونا تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر پریشان تھے
اور بیچارے تحصیلدار کے گھر میں تو تین دن سے چولھا
نہیں جلا تھا مسجدوں میں دعا خوانیاں ہوتی تھیں
دیوالوں کے یہاں جو سات پنڈت تھے پوجا کرتے تھے
اور حکام کی برافروختگی اس حد کو بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی
وکیل بھی مارے خوف کے پاس کھڑا ہوتا نہ تھا- بیچارے
تحصیلدار ہر شخص کی خوشامد کرتے تھے سیدانی کے ہموار
کرنے کی بہت تدبیریں کی گئیں مگر وہ اپنی موتی کی سی برد
جانے پر ہزار بادشاہوں کی بھی پروا نکرتی تھی- بیچارے
قدرت حسین اس انقلاب زمانہ میں ایسے پریشان
و حیران ہوے کہ عیاذاً باللہ دشمن تو دشمن دوستوں نے
بھی ملنا چھوڑ دیا کوئی ہمدرد نہ تھا ہر شخص ہنسنے کو آندھی
البتہ جو کچھ وضعداری کی وہ سرشتہ دار صاحب کا بڑی
یعنی میر محمد حسین صاحب جونپوری نے لیکن وضعداری بھی
خالی از علت نہ تھی ایک ہزار روپیہ نقد سرشتہ دار صاحب
نے ٹھہرایا تھا کہ اگر پورے طور پر صفائی ہوجائے تو یہ
رقم دیجائے لیکن افسوس سرشتہ دار صاحب کا کچھ بھی
بس نہیں چلتا تھا اور معاملات کی صورت ایسی
پیچیدہ ہوگئی تھی کہ سلجھنا دشوار تھا- ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ایکدن بیچارے تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے
گھر گئے اس امید سے کہ ڈپٹی صاحب سے مشورہ لیں اور انکی مدد
چاہیں چنانچہ یہ گفتگو ہوئی-

ڈپٹی صاحب- جناب تحصیلدار صاحب افسوس ہے کہ ایسا
معاملہ بہت پیچیدہ ہوگیا آپنے مجھسے پہلے اسکا ذکر نہیں کیا
ورنہ اسکی نوبت نہ آتی کل قریب وقت گشت آپکے معاملہ میں
کوٹھی والے صاحب سے تذکرہ رہا وہ بھی بہت افسوس
فرماتے تھے اور میں نے بھی جو جو زبانی سفارش دی تھی کمال
اپکا ذکر کیا مگر تحصیلدار صاحب میں بھی شک نہیں آپ نے نا اہلی

بہت کی سیدانی ایک مشہور آدمی تھی آپنے اسکو پہچانا تک نہین

خوشامد بخش ناظر منصفی - حضور غضب خدائی ہو گئی یہ بیچارے تحصیلدار سیدھے آدمی انکو پولیس والون نے ملکر تباہ کیا۔

شیخ فطرت حسین - اب یہ حضور کے بے سنبھالے سنبھل سکتے نہین - حضور انکی دستگیری کرین - اور آج اسوقت جو نام حضور کا اس ضلع مین ہے دوسرے کا نہین ایک ڈپٹی برج لال صاحب بھی تھے مین کوئی پوچھتا بھی نہین کہ کس کھیت کی مولی ہین۔

ڈپٹی صاحب - (مسکرا کر) مجھکو کچھ عذر نہین مین تو ہمیشہ ہر شخص کا خیر خواہ رہتا ہون اور کولھو والے صاحب سے پورا تذکرہ ہو گیا آپ اطمینان فرمایئے - تحصیلدار صاحب ذرا نہ گھبرایئے - رائے کی غلطی کس سے نہین ہوتی صاحب کے فیصلے کمشنری مین منسوخ ہوتے ہین - کمشنری کے فیصلے جوڈیشیلی مین منسوخ ہوتے ہین فیصلہ کا منسوخ ہونا کوئی جرم نہین ہوسکتا اگر موقع ہو تو آپ (آہستہ سے) پادری صاحب کے یہان بھی ہو آیئے وہ بڑے نیک آدمی ہین اور انکا کہنا (اور بھی آہستہ سے) سب حکام مانتے ہین۔

بیچارے مصیبت کے مارے میان قدرت حسین جو اور فکرین کرنے والے تھے کولھو والے صاحب کے بھروسے پر اس سے بھی غافل ہوے اور صبح تڑکے حسب صلاح ڈپٹی صاحب پادری صاحب کے سلام کو تشریف لیگئے - اطلاع ہوئی پادری صاحب نے فرمایا کہ ہم ساڑھے گیارہ بجے ملینگے اسوقت تک باہر ٹھہرین اور مقدمہ دس بجے پیش ہونے کو تھا اب یہ بیچارے عجب شش و پنج مین پڑے ادھر اطلاع کرا چکے بے ملاقات کیے جا نہین سکتے اور ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ناخوشی کا کھٹکا ایسی ادھیڑ بن مین بیچارے درخت کے نیچے ٹہلنے لگے جو نکلتا وہ پوچھتا بھائی صاحب ذرا یہان آنا صاحب اسوقت کیا کر رہے ہین - وہ جواب دیتا کہ "غسل خانہ مین ہین" دوسرا نکلتا "جناب جمعدار صاحب ہماری مشکل آسان کیجیے - دس بجے کچہری جانا ہے آبرو پر بنی ہوئی ہے" وہ جواب دیتا "اجی تو آپکے واسطے صاحب اپنا کام چھوڑ دینگے - میم صاحب بیٹھی ہوئی ہین ہم کیسے اطلاع کر سکتے ہین" سائیس نکلا "اجی گراس کٹ صاحب میم صاحب کتنک اپنے کمرے مین جائینگی" جواب ملا "ہم گراس کٹ نہین ہین سائیس ہین ذرا جبان سنبھال کے بولا کیجیے"

تحصیلدار صاحب "بھائی قصور ہوا ہمکو معلوم نتھا میم صاحب کتنک جائینگی"

سائیس "آپا سے پوچھیے ہم کیا جانین"

الغرض ساڑھے دس بج گئے اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے اجلاس مین تحصیلدار صاحب کی پکار شروع ہوئی اور تحصیلدار صاحب غائب چپراسی پر چپراسی دوڑا جاتا ہے نہ تحصیل پر ملتے ہین نہ مکان پر ہین کہین پتہ نہین صاحب مارے غصہ کے میز پیٹ رہے ہین اور بار بار چلاتے ہین اور یہان تحصیلدار صاحب پادری صاحب کی ملاقات کے فکر مین درختون کے نیچے ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہین جب گیارہ بجے بھی تحصیلدار صاحب نہ ملے صاحب کلکٹر نے حسب ذیل روبکار لکھوا دیا۔

روبکار

ہمنے بہت صاف الفاظ مین قدرت حسین تحصیلدار حضور تحصیل کو فہمایش کر دی تھی کہ بتاریخ امروزہ ٹھیک دس بجے کچہری مین حاضر ہو تاکہ اسکے روبرو محرر جوڈیشل کا اظہار تحریر کیا جاے لیکن وہ ابتک حاضر نہین اور اسنے طرح طرح ہماری عدول حکمی کی لہذا۔

حکم ہوا کہ

قدرت حسین آجکی تاریخ سے معطل سمجھا جاے اور سید ویانت حسین نائب تحصیلدار صاحب پور قائم مقام تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیا جاے اور بذریعہ سوار احکام جاری ہون "

اس حکم کے ہوتے ہی تمام کچہری مین ایک زلزلہ مچ گیا اور ہر شخص کو ایک سکتہ سا ہو گیا اتفاق سے سید دیانت حسین اُس دن فیروز نگر ہی مین آئے ہوے تھے لہذا سوار کے جانے کی نوبت نہین پہونچی اور اُسی دن چارج ہو گیا۔

اب سنیے ادھر خدا خدا کرکے ساڑھے گیارہ بجے پادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔

پادری۔ ول تحصیلدار کیا حال ہی آپ کبھی انجیل مقدس بھی پڑھتا ہی۔

تحصیلدار۔ ہان حضور پڑھتا کیون نہین ہون وہ بھی تو کتاب آسمانی ہی۔

پادری۔ ہم اپنی میم صاحب کو آپکے گھر بھیجا کریگا کہ وہ آپکی بیگم صاحب کو راہ نیک بتلا دیگا اور یسوع مسیح کے گیت کی کتاب ہم آپکو دیتا ہی اسکو آپ ضرور پڑھیگا۔ بہت اچھا چیز ہی۔

تحصیلدار (ہاتھ جوڑکر) خداوندا مین ناکردہ گناہ ایک مصیبت مین گرفتار ہون ایک چور کو مینے سزا دی اب اُسی کے کہنے پر بڑے صاحب مجھسے برہم ہین اگر حضور اس بلا سے مجکو نجات دلادین تو جو حضور حکم دین بجا لاؤن حضور بڑے صاحب سے میری سفارش کردین تو ضرور میری مشکل آسان ہوگی حضور مالک و مربی ہین سوا حضور کے کہان جاؤن۔

پادری۔ یہ کیا آپ گستاخی کا بات بولتا ہی آپ جب مقدمہ مین ہی تو کسواسطے ہمسے ملاقات کیا ہم ایسے آدمی سے نہین ملتا ہی مسیحی مذہب سچے واسطے ہی جو خوشی سے ایمان لاوے ہم مسیح مذہب کے لالچ مین کسی کی سفارش نہین کرسکتے

اچھا اب آپ رخصت ہون۔

یہ کہکر وہ اپنے دوسرے کمرے مین چلے گئے اور تحصیلدار صاحب مسیحی گیت کی کتاب کو بغل مین دابے اور لاحول پڑھتے باہر نکلے گھڑی جو دیکھتے ہین تو بارہ بجنے مین دس منٹ باقی ہین ہوش اُڑ گئے بے تحاشا گھوڑا دوڑا کر کچہری آئے جیسے ہی گھوڑے سے اُترے کہ ایک چپراسی نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کہان تھے سب ڈھونڈھ مارا کہین آپ ملے صاحب نے معطل کر دیا۔

تحصیلدار۔ این معطل کر دیا! افسوس مین یہان دیکھی صاحب یہان صبح سے موجود تھا ڈپٹی صاحب نے کہکر مجھے خراب کیا ہائے مین تو کہین کا نہ رہا اب تمام کچہری کے لوگ۔ وکیل۔ مختار۔ زمیندار۔ اسامی۔ عملہ۔ سب تحصیلدار صاحب کے گرد ہین اور سب لعنت ملامت کرتے ہین کہ آپ کہان چلے گئے تھے یہ بیچارے بتیس دانتون مین زبان ہو رہے تھے سب کی باتین سنتے تھے ٹھیک ایک بجے صاحب نے پھر طلب فرمایا۔

صاحب۔ تحصیلدار تم کہان تھا اور کسواسطے دس بجے حاضر نہین ہوا۔

تحصیلدار۔ حضور مین پادری صاحب کے یہان گیا تھا وہین دیر ہو گئی۔

صاحب۔ ول چاہیے آپ پادری صاحب کے پاس جائے چاہے مولوی صاحب کے پاس جائے یہ عذر نہین سنا جاسکتا ہمنے آپکو معطل کیا۔

تحصیلدار۔ حضور مجکو ڈپٹی صاحب نے خراب کیا اتنی عمر ہوئی مین تو کبھی پادری صاحب کے یہان نہین گیا تھا آج کہا بیکو جاتا تا ڈپٹی صاحب نے بھیجا کہ حضور سے آپنے رسم پیدا ہے انکے ذریعہ سے مین خطا معاف کراؤن۔

صاحب۔ اب مقدمہ پیش ہوا محمد چوڑیہیل کا اظہار شروع ہوا محمد کریم ولد عبدالرحیم قوم شیخ ساکن جہان آباد عمر

تخمیناً چالیس برس بحلف۔

مین اس ضلع مین گیارہ برس سے آیا ہون پہلے تحصیلدار قدرت حسین صاحب کا خانگی محرر تھا وہ میرے چچازاد بہنوئی ہوتے ہین انھین کی سفارش سے مین محرر جوڈیشل مقرر ہوا تین برس سے اس تحصیل مین ہون جب اس سیدانی کا مقدمہ پیش ہوا مین موجود تھا میرے روبرو اسکا بیان تحریر ہوا تھا اسنے جرم سے اقبال نہین کیا تھا لیکن میرا دل اسے اصل تقصیر عدالت مین کی تھی دو شالے کا قصہ مجکو پہلے نہین معلوم ہوا تھا مگر جب میر خادم علی صاحب کی بی بی کو تحصیلدار اپنے گھر بلا لائے تب کل حالات معلوم ہو گئے تھے اور تحصیلدار صاحب نے بھی سنا تھا مرزا فتح بیگ کے بلوانے کا ارادہ ہی تھا کہ یہ مقدمہ اٹھ کھڑا ہوا۔

سوال عدالت- حجن کس طرح سے تحصیلدار صاحب کے گھر مین ہے۔

جواب- حجن بڈھی آدمی ہے حضور بدگمان نہون اور جناب ہمشیرہ صاحبہ خود تحصیلدار کی نگرانی رکھتی ہین۔

صاحب- کیا بکتے ہو۔ سوال کا جواب دو۔

جواب- حضور دس ہزار کا بیمہ ہے روپیہ ابھی وصول نہین ہوا کارروائی بہت ہو رہی ہے کمپنی کو لکھا گیا ہے۔

صاحب- کیسا روپیہ۔

جواب- خداوند وہی خادم علی کی زندگی کے بیمہ کا۔ حجن صاحب نے تحصیلدار کو بخش دیا۔

بڈھی سیدانی- حضور یہ ملا جھوٹا ہے اس بیچاری بیوہ کو کانون کان خبر نہین۔ بھلے آدمی کی زندگی کا بیمہ ہوتا ہے۔

صاحب- سیدانی تم چپ ہو۔ ہم سب پوچھ لیگا۔

القصہ کل حالات محرر جوڈیشل نے صاحب سے مفصل بیان کیے اور صاحب نے حجن کی طلبی کا پھر حکم دیا۔

باب شانزدہم

فیروز نگر مین ہیضہ

ادھر تو حاکم جدید کی تیز مزاجی کی آفت کچھ وبا سے کم نہ تھی ادھر در اصل فیروز نگر مین وبا کی بیماری پھیلی ہر روز صدہا موتین ہونے لگین اچھے گھر کے گھر صاف ہو گئے خاندان کے خاندان بے چراغ ہو گئے میر محمد حسین صاحب جنھون نے سررشتہ دار کلکٹری ایک مراقی آدمی تھے اس قسم کی بیماریون سے بہت ڈرتے تھے ہر دروازے پر سرکہ کی ہانڈیان لٹکائی تھین دو لخلخہ کی چوکیان مکانون مین چھپاں تھین کہین کافور رکھا تھا کہین کالاڈائن کی شیشیان جمع تھین تمام مکان عطر سے معطر کیا تھا اور پورا پورا وہی سامان میر صاحب نے بھی کیا تھا جو مولانا نذیر احمد صاحب بہادر نے نصوح کے حالات مین توبۃ النصوح مین تحریر فرمایا ہے۔

میر محمد حسین ایک نوکری پیشہ آدمی تھے گھر مین کوئی زمینداری وغیرہ نہ تھی صرف نوکری پر دارمدار تھا ادھر سمجھ آدمی تھے اور بہت ہی صاف شہری طور سے رہتے تھے آمدنی سے خرچ زیادہ تھا گو تنخواہ معقول تھی لیکن آنکی مسافر نوازی برادر پروری کا شہرہ تھا ہر روز دس پانچ مہمان آنکے گھر آتے اور انھین کے یہان قیام فرماتے تھے روٹی دینے مین میر محمد حسین کا خاص نام تھا بیچارے کے پاس کچھ پس انداز نہوتا تھا "چار جو پایئے اٹھ آٹھ اٹھائے خالی ہاتھون گھر کو آئے" کی مثل پورے طور سے آنپر صادق تھی ایک بیٹا اٹھارہ انیس برس کی عمر کا عربی پڑھتا تھا فارسی کی تکمیل ہو چکی تھی فقہ اور منطق پڑھتا تھا ایک بیٹی پندرہ برس کی ناکتخدا تھی بہت ہی کامل فارسی اور عربی کی تعلیم سے

اُس لڑکی کی ہوئی تھی اُسکی لیاقت اور تمیزداری و نیز حسن کی اُس شہر مین شہرت تھی بلکہ یہ بھی سُنا گیا ہر کہ جب شاہزادہ صاحب فیروزنگر تشریف لیگئے تھے تو جناب شاہزادی صاحبہ نے براہ مراسم خسروانہ اس لڑکی کی لیاقت سُن کر اُسکی ملاقات کا شوق ظاہر فرمایا تھا اور پھر ایک سفر یار کر صاحبہ وس کا لسن جو زنانہ مشن کی سپرنٹنڈنٹ تھین خود تشریف لیجا کر میر محمد حسین کے غریب خانہ کو اعزاز بخشا تھا اور جو دستانے خاص اپنے ہاتھ کے بنائے ہوے میر محمد حسین کی صاحبزادی نے پیش کیے تھے وہ حضور شہزادی صاحبہ نے بہت ہی پسند کر کے قبول فرمائے تھے جب فیروزنگر مین وبا کی کثرت ہوئی اور تار پر تار خبر آنے لگین میر محمد حسین صاحب نے شہر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اور صاحب کمشنر سے دو مہینے کی درخواست رخصت کی مگر چند وجوہ سے آنکی رخصت نامنظور ہوئی جبدن سے وہ رخصت نامنظور ہوئی اُس روز سے وہ اپنے مرنے کی بابت پیشین گوئیان کیا کرتے تھے اور سب لوگ کہتے تھے کہ ”منشی جی آپکو تو وہم ہو گیا ہر“ خدا مین بھی تقلیل شروع کر دی تمام گھر مین چاول پکنے کی ممانعت کر دی ارہر کی دال کوئی خواب مین بھی دیکھنے نہین پاتا تھا صرف لوکی کی ترکاری اور خمیری روٹی گھر بھر کی غذا تھی ایک روز ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے یہان دعوت ہوئی اور میر محمد حسین صاحب مدعو تھے منشی قدرت حسین صاحب تحصیلدار معطل شدہ دیانت حسین قایم مقام تحصیلدار میر محمد حسین صاحب ناظر خوشامد بخش صاحب اور میان عظمت حسین شریک دعوت تھے۔ سبب عوت کچھ صاف نہین معلوم ہوا لیکن یہ سُنا گیا ہر کہ شاید ڈپٹی صاحب کے بیٹے کی سالگرہ تھی رقص و غنا کا بھی جلسہ تھا شہر کی سب ڈیریان بلائی گئی تھین ساڑھے سات بجے سب لوگ جمع ہوے اور باتین شروع ہوئین میان قدرت حسین ابھی تک نہین آئے تھے۔

ڈپٹی صاحب۔ ذرا قدرت حسین کی حماقت کو آپ نے آپکے ملاحظہ فرمایا مقدمہ پیش ہو اور آپ پادری صاحب کی ملاقات کو گئے اور اُسپر طرہ یہ کہ صاحب سے میرا نام لیا۔

خوشامد بخش۔ اجی حضور جب آدمی پر شامت سوار ہوتی ہر تو آدمی سے ایسی ہی حرکات ظہور مین آتی ہین۔

میر محمد حسین۔ جناب میرے ہوش اُڑ گئے تھے ایسے آدمی کی صلاح تباہ بھی غضب ہر (ڈپٹی صاحب کے کان سے منہ ملاکر) مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ اُس پاگل نے کسی کا نام نہین لیا خالی ڈپٹی صاحب کہا اور مین نے بعد کو صاحب سے کہدیا کہ ڈپٹی برجلال نے آنکو بھیجا تھا۔

ڈپٹی صاحب۔ (بہت زور سے قہقہہ لگا کر) اور ہاتھ ملاکر) واللہ بھئی خوب ہی موقع کی ہوئی خدا نے بڑا فضل کیا ہر آپسے تو مجکو یہی امید تھی اور مین نے بھی تو آپکے بارہ مین صاحب انجنیر سے وہ وہ تذکرے کیے ہین کہ انشاء اللہ بہت جلد نتیجہ نیک ظہور پذیر ہوگا۔

میر محمد حسین۔ (ڈپٹی صاحب کے کان مین) یہ لونڈا تو خوب تحصیلداری پا گیا میری بڑی حق تلفی ہوئی۔

ڈپٹی صاحب۔ (بہت آہستہ سے) رہ نہین سکتے جگہ مستقل طور پر خالی ہونے دیجیے صاحب سے لڑکے آپکو کرا دونگا بعد اُسکے (دیانت حسین کی طرف مخاطب ہو کر اور سررشتہ دار صاحب کی ران مین چٹکی لیکر) واللہ آپکی تقرری سے جو مسرت ہوئی ہر دل ہی جانتا ہر خدا عزیز از جان مستقل کر دے کہ ہم ان آنکھون سے تمکو پھر بر سر عروج دیکھین۔

میر محمد حسین۔ ہر ہر جب مین آپکو دیکھتا ہون تو اجی صاحب مرحوم یاد آجاتے ہین واللہ کیا نیک شخص تھا ماشاء اللہ یہ بھی سعید ہین مگر مزاج مین ذرا تیز ہر بس وہ وقت کی تاثیر ہر مین نے جناب ڈپٹی صاحب بڑے معرکہ سے آپ کو

مقرر کرایا ہے صاحب بہادر سنگرپور سے کوئی اپنا آدمی وہ بلوایا
چاہتے تھے جب مین نے عرض کیا کہ ضلع کے لوگون کا حق ہے
تب مرزا رضا علی صاحب نائب تحصیلدار حضرت پور کو تجویز کیا
مین نے پھر عرض کیا کہ سرشتہ دار کو صاحب بہادر میر دیانت حسین کو تجویز
کرنا چاہتے تھے جب بدشواری تمام مقرر فرمایا خدا کا شکر ہے
کہ ان ہاتھون سے نائب و ملیاقی نویسی سے لیکر تحصیلداری
تک پروانے لکھے گئے اب حسب وزن تمہاری مستقل اور
ڈپٹی کلکٹری کا روبکار لکھونگا اُس روز مین اپنے ہاتھ کو
خود مبارکباد دونگا۔

سب لوگ ۔ آمین کیا شک ہے آپکی ذات سے یہی امید تھی
اور واللہ آپ اپنے صاحبزادے سے کم انکو نہین سمجھتے ۔

ڈپٹی صاحب مجھسے بھی بہت تذکرہ رہا تھا اور مجھکو
جب ہی سے یقین تھا الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔

اتنے مین قدرت حسین صاحب تشریف لائے انکی صورت پریشان
تھی کپڑے میلے تھے اور کئی روز سے جو خضاب نہین کیا تھا
تو تمام جڑین داڑھی کی کھل گئی تھین تحصیلدار صاحب نے
آتے ہی ایک آہ سرد کھینچکر کہا ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ... افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را

معمولی صاحب سلامت کے بعد بیچارے ایک کنارے
بیٹھ گئے سب نے ملکر انکو بنانا شروع کیا اور وہ بیچارے ششدر
اور حیران کہ کس مصیبت مین میری جان پھنسی ۔

خوشامد بخش کیون جناب یہ بیٹی کے روز آپکو یاد رہی صاحب کے
یہان جانے کی کیا سوجھی تھی ۔

تحصیلدار صاحب ۔ جناب والا مین تو پاگل ہو رہا ہون
میرے کسی فعل پر ہنسنا عبث ہے آپ لوگ دعا فرمائیے
کہ خدا میرے حال زار پر رحم کرے اور یون تو جناب عاقبت
کسی کی کوئی بخشوا تا نہین ۔ ؎

گر نہ جیتے جی جیے کام آگئی ... کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی

ڈپٹی صاحب ۔ نہین جناب ہنسنے کا کون موقع ہے
خدا سب فضل کریگا آپ پریشان نہون ۔

اتنے مین کھانا آیا اور سب نے سیر ہو کر تناول فرمایا
میٹھے چاول بھی تھے نمکین پلاؤ بھی تھا اور بہت سے
پر تکلف کھانے تھے سرشتہ دار صاحب پہلے تو کھانا کھاگئے
جب پانی آیا لگے برف تلاش کرنے برف موجود نہ تھا آخر
انکو خفقان نے گھیرا کہ چاول ہضم کیونکر ہونگے پھر آپ
جانین وہ اہمہ خلاق ہوتا ہے دو منٹ بعد دست اور قے
شروع ہوگئی تمام لوگ دوڑے ڈھونڈنے لگے سکنجبین اور
گلاب دیا گیا اور طرح طرح کی دوائین یکے بعد دیگرے
دیجاتی تھین ذرا ابھی افاقہ ہوتا تھا اتنا بھی افاقہ نہ تھا
کہ سرشتہ دار صاحب ڈپٹی صاحب کے گھر سے اپنے مکان پر جاتے
فوراً ڈاکٹر حکیم بیدی کے بلوانے کو آدمی بھیجا گیا میر محمد حسین کو
فوراً اپنی زیست سے مایوسی ہوگئی تھی اور انھون نے چشم
پر آب ڈپٹی صاحب اور موجودین موقع سے آخری گفتگو کی
وہ یہ تھا کہ اب مین نہ بچونگا مین کوئی جائداد نہین چھوڑتا
میری بیٹی ہنوز ناکتخدا اور بیٹا بیکار ہے انکے بارے
جو رو بچے سب آپکے سپرد ہین میری یہ آرزو ہے کہ میری بیٹی کی
شادی سید دیانت حسین سے ہو بس اسقدر کہا تھا کہ زبان
بند ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون اسیوقت تمام جلسہ
درہم برہم ہوگیا بیبیان اپنے گھر چلی گئین تمام شہر مین
اسکے وقت موت پر کہرام مچگیا ۔ ہے ہے کیا سامان تھا کیا
ہو گیا کہان ناچ کی تیاریان تھین یا اب کفن سینے کو
درزی کی تلاش ہونے لگی سچ ہے ؎

یک ساعت تنگ بخت بیکم ... دگرگون می شود احوال عالم

جسوقت آنکے خدمتگار نے جاکر گھر مین خبر دی انکی

بی بی اور بیٹی کی حالت قابل بیان نہین وہ بین کرکے چوڑیان بڑھا زیور اتار اتار کر پھینکنا سر پیٹنا چلانا قیامت ڈھاتا تھا انکی بیٹی کا "ہے ہے میرے ابا ہائے اب مین تمھین کہان پاؤن" یہ الفاظ کہکر رونا سننے والون کے کلیجے شق کرتا تھا انکی بی بی کا یہ بین کہ "اس بیٹی کو اب کون بیاہیگا ہائے تم تو چلے گئے آمنہ کو کسکے سپرد کیا ہے ہے بہو لانے کی بھی ارمان پوری نہوئی" یہ الفاظ تھے کہ دوست تو دوست دشمنون کو بھی خون کے آنسو رلاتے تھے الغرض اسیوقت تجہیز و تکفین ہوکر ساڑھے چار بجے شب کو ملا ظہور صاحب کے باغ مین دفن کئے گئے اور تمام عزیز و اقارب کو بے سر و سامان چھوڑ گئے —

مسٹر پٹرسن کو بھی اس حادثے کا نہایت صدمہ ہوا اور انھون نے بکمال شریف پروری سید دیانت حسین صاحب قائم مقام تحصیلدار کو بلا کر انکے تمام انتظام خانہ داری کا حکم دیا اور فہرست قرضہ وغیرہ مرتب کرنے کو ہدایت کی حساب کے بعد ستر سو روپیہ انکے ذمہ بازار کا قرضہ نکلا لیکن قریب قریب اسیقدر جایداد بھی تھی — مسٹر پٹرسن نے نہایت مہربانی سے انکے پس ماندگان کو تسکین دی اور انکے بیٹے کو نوکری دینے کا وعدہ فرمایا — میر محمد حسین کی وفات کے دو تین روز بعد مسٹر پٹرسن نے حسب تجویز مسٹر پارکر کے لالہ ہردت لال کو سررشتہ دار کلکٹری مقرر فرمایا اور لالہ خوشوقت لال و اصلباقی نویس کو محافظ دفتر کلکٹری کیا اور سید ذاکر حسین خلف سید محمد حسین مرحوم کو اصلباقی نویس صدر بمشاہرہ تیس روپیہ مقرر فرمایا — اب میر محمد حسین کا خاندان بہت ہی عسرت کے ساتھ صرف تیس روپیہ مین بسر اوقات کرنے لگا اور مسٹر پٹرسن کی رحم دلی کا ہر کہہ و مہ شکر گزار ہوا — چونکہ میر دیانت حسین صاحب حسب الحکم صاحب کلکٹر میر محمد حسین صاحب کے قرضہ وغیرہ کے انتظام مین بہت آ گئے اسلیے میر محمد حسین کی بیوہ اور انکی بھتیجی اور میر ذاکر حسین سب انکے شکر گزار تھے اور میر دیانت حسین پوری توجہ انکے معاملات مین کرنے لگے اور دن بھر مین ایک دو مرتبہ وہان جانا اختیار کیا —

باب ہفتدہم

فیروزنگر کا تختہ الٹ گیا

تاریخ معینہ پر دس بجے ٹھیک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تشریف لائے مولوی قدرت حسین آٹھ ہی بجے سے کچہری مین موجود تھے کچہری مین وہ ہجوم تھا کہ تو بہ ہی بھلی اجلاس کا کمرہ اور دونون طرف کے برامدے آدمیون سے پر تھے دیندیال ہیڈ کانسٹبل اور تحصیلدار معطل شدہ بلائے گئے اور چمن کا دوبارہ اظہار شروع ہوا چمن نے تمام زندگی کے واقعات سے اپنی لاعلمی بیان کی لیکن تحصیلدار صاحب کا آنا اور کا غذات کا سنبھلوانا اور پھر اپنے مکان پر لیجانا تصدیق کیا اور صاحب بہادر سے یہ بھی خواہش کی کہ اب مین تحصیلدار کے مکان پر رہنا نہین چاہتی میرا روپیہ اگر کچھ ملنے والا ہو تو مجھکو دلوا دیا جائے چنانچہ صاحب بہادر نے کمپنی سے اس بابت خط کتابت کرنے کا وعدہ فرمایا اور بعد تحقیقات کامل حسب ذیل حکم دیا

"اپیل سیدانی منظور — فیصلہ عدالت ماتحت منسوخ سیدانی جرم سے بری ہو ہیڈ کانسٹبل پر جھوٹے مقدمہ بنانے کا مقدمہ قائم کیا جائے اور آجکی تاریخ سے برخاست سمجھا جائے سب انسپکٹر کی نسبت رپورٹ تبادلہ ضلع غیر بھیجی جائے تحصیلدار بدستور معطل رہین اور رپورٹ برخاستگی بحضور صاحب کمشنر بہادر بھیجا جائے

اور تحصیلدار نے جو دغابازی حجن سے بیوہ کے معاملہ مین
کی اسکا بھی تذکرہ کیا جاے اور مرزا فتح بیگ وکیل
آجکی تاریخ سے وکالت سے برخاست کیا گیا اور رپورٹ
ہائی کورٹ مین مرسل ہو۔

بخیال طوالت ہم پوری کاروائی جو انج کورٹ کے
خلاف ہوئی نہین لکھنا چاہتے صرف مختصراً ناظرین کو
آشنا بتلائے دیتے ہین کہ دینہ یال ہیڈ کانسٹبل کو نوبت
جسکو دو برس کی قید ہوا اور سب انسپکٹر کی تبدیلی ضلع
ہوشنگ آباد کو ہو گئی جیلر اور برقنداز جو بحکم ڈاکٹر صاحب
معطل ہو گئے تھے وہ لوگ بھی برخاست ہو گئے۔
تحصیلدار صاحب کی نسبت جو رپورٹ مسٹر ٹرسن نے
لکھی تھی وہ ہم ناظرین کو دکھانا چاہتے ہین۔

منجانب صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروزنگر۔
بخدمت صاحب کمشنر بہادر قسمت مظفرنگر۔

صاحب من۔ مین بہ تسلسل رپورٹ سابق مورخہ فلان
اب مفصل حال قدرت حسین تحصیلدار کا عرض کرنا چاہتا ہون

دفعہ ۲۔ میر خادم علی اس ضلع مین ایک محافظ دفتر
تھا جو مسٹر پارکر کے وقت مین مرگیا اسکی بیوہ جو حجن کے
لقب سے مشہور ہے ابتک فیروزنگر مین ہے پچھلے دنون اسنے
اپنا ایک دوشالہ فروخت کرنا چاہا اور مسماۃ سیدانی کو
جو ایک بہت معزز لیکن مفلوک الحال بڈھی عورت ہے
دیا اسنے بظاہر دھوکا کھا کر صرف گیارہ روپیہ پر فتح بیگ
وکیل کے ہاتھ فروخت کیا فتح بیگ نے ایک حبہ بھی اسکی
قیمت ادا نہین کی۔

دفعہ ۳۔ مسماۃ سیدانی بہت مرتبہ اس دوشالہ کی قیمت
مانگنے گئی لیکن فتح بیگ نے کبھی نہین دیا ایکبار وز
فتح بیگ سے اسنے سخت تقاضا کیا یہ بات فتح بیگ کو ناگوار ہوئی
اور اسی بات پر فتح بیگ نے بیرحمی سے مارا اور ہیڈ کانسٹبل دینہ یال
کی صلاح سے جو اس ضلع مین ایک مشہور بدچلن پولیس افسر ہے
سرقہ انگشتری کا جھوٹا مقدمہ سیدانی پر قائم کیا اور تحصیلدار
قدرت حسین کے اجلاس مین چالان کیا۔

دفعہ ۴۔ مجکو پورے طور پر یقین ہے کہ ہیڈ کانسٹبل سے
لیکر تحصیلدار تک سب اس سازش سے واقف تھے اور
سب نے وکیل کی خاطر سے اس غریب سیدانی کو تحصیلدار کے
ہاتھ سے ایک مہینہ قید کی سزا دلائی جس بیرحمی سے جیل مین
سیدانی کے ساتھ برتاو کیا گیا اسکا حال مسل کے ملاحظے سے
آپکو واضح ہوگا۔

دفعہ ۵۔ ڈاکٹر مکریڈی سول سرجن نے اپنی لیاقت
اور بیدار مغزی سے سیدانی کی پوری فریاد مجھ تک پہونچائی
اور مین نے بہت ہی کامل تحقیقات کرکے سیدانی کو جرم سے
بری کیا اور دوشالہ حجن کو واپس دلا دیا سیدانی کو مین نے
اپنے پاس سے پچاس روپیہ اس تکلیف کے معاوضہ مین دیا جو اسنے
برٹش گورنمنٹ مین سرکاری ملازمان کے ہاتھ سے ادھا
کی بدولت برداشت کی۔

دفعہ ۶۔ میری راے مین سب سے زیادہ قصور اس مقدمہ مین
دینہ یال ہیڈ کانسٹبل فتح بیگ وکیل اور تحصیلدار کا ہے
مین نے فتح بیگ کا ڈپلوما لیلیا اور دینہ یال کو برخاست
کرکے فوجداری مین سپرد کیا جیل کے لوگ بھی غالباً
برخاست ہو جاینگے سب انسپکٹر کا چال چلن بھی قابل
بازپرس پایا گیا چنانچہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے
اسکے بارہ مین علحدہ رپورٹ کی ہے۔ مین تا تحقیق رپورٹ
تحصیلدار قدرت حسین کی بابت بھیجتا ہون یہ شخص نہایت
بدچلن اور غیر متدین ہے میری راے مین ہرگز اس قابل نہین ہے
کہ اتنے بڑے عہدے پر رہ سکے اسلیے مین سفارش کرتا ہون

کہ ملازمت گورنمنٹ سے برخاست کر دیا جاوے۔

دفعہ ۷۔ اگر یہ سفارش منظور ہو تو آسکی جگہ سید دیانت حسین بی اے جو ایک اعلیٰ درجے کا تعلیم یافتہ عالیخاندان نوجوان ہے اور بالفعل قائم مقام تحصیلدار ہے مستقل کیا جاوے آسکے حالات سے صاحب کمشنر بہادر خود بخوبی آگاہ ہین اسواسطے مین مکرر کرنا بے ضرورت سمجھتا ہون دیانت حسین گو امتحان مین کامیاب نہین ہو لیکن آیندہ امتحان مین شریک ہونے کے واسطے بخوبی تیار ہے مجکو امید ہے کہ آسکی تقرری سے گورنمنٹ اور ملک دونون کو فائدہ پہونچیگا

آپکا تابعدار جی پی پٹرسن۔

صاحب کمشنر بہادر نے صاحب ضلع سے پورا اتفاق کیا اور رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجدی اور آخرکار قدرت حسین ملازمت گورنمنٹ سے علیحدہ کر دیئے گئے اور سید دیانت حسین خان مستقل تحصیلدار حضور تحصیل مقرر کیئے گئے۔

مختلف اخبارات مین اس تغیر کا تذکرہ شائع ہوا لیکن عام راے اس معاملے مین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف تھی اور اس بیدار مغزی اور رعایا پروری کا ایک شہرہ ہو گیا۔ اخبار فیروز نے جو اڈیٹوریل نوٹ شائع کیا وہ قابل ملاحظہ ناظرین ہے "مسٹر پٹرسن نے جس بیدار مغزی و لیاقت سے سیدانی کے معاملے کو اٹھایا وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے گو ہماری قوم کے ایک ذی عزت تحصیلدار اور ایک معزز وکیل و نیز دیگر اشخاص کو نقصان پہونچا لیکن ہمکو آسکی کچھ پروا نہین ہے مجسٹریٹی ایک بہت ذمہ داری کا کام ہے بہت متانت۔ حلم بے تعصبی اور انصاف کی سخت ضرورت ہے جو لوگ اپنے اختیارات کو ایسے بیہودہ طور پر استعمال کرین جیسا کہ مولوی قدرت حسین نے سیدانی کے معاملے مین کیا تھا بلاشبہ وہ ہر ایک ملامت کے مستحق ہین ہم مسٹر پٹرسن کو مبارکباد دیتے ہین کہ انھون نے اس ضلع مین برٹش انصاف کی آبرو رکھ لی اور بیشک مجسٹریٹ ضلع کو ایسا ہی کرنا چاہیے تاکہ غریب و بیکس لوگ بھی اپنے کو قیصر ہند کی رعایا سمجھین اور دل سے آسکے خیر خواہ رہین ہم کسی طرح اس موقع پر اپنے نوجوان دوست سید دیانت حسین خان کو مبارکباد دیئے بغیر نہین رہ سکتے وہ ہر طرح اس عنایت کے مستحق تھے جو آنکے ساتھ کی گئی اور ہمکو کامل یقین ہے کہ وہ اپنی مشہور دیانت داری کا ابھی بہت زیادہ ثمرہ پائینگے۔ ہم مسٹر پٹرسن کی اس قدردانی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین"

باب ہشتدہم

مسٹر پٹرسن کی تبدیلی

تھوڑے عرصہ کے بعد بہت سے حکام نے دفعتاً فرلو لینا چاہی آسمین مسٹر ٹینک جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ بھی تھے اس عہدے کے واسطے تمام ملک مین مسٹر پٹرسن سے اچھا دوسرا شخص نہ مل سکتا تھا لہذا گورنمنٹ نے آنکو سکرٹریٹ مین بلانا تجویز کیا اور دفعتاً آنکی تبدیلی کا حکم بذریعہ تار بھیجا بجاے آنکے مسٹر ہربین اسسٹنٹ کمشنر شنگرپور قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیروزنگر ہوے۔

یہ تار مسٹر پٹرسن کو ایسا دفعتاً ملا کہ غالباً اونہین خود بھی اچنبھا ہو گیا ہو گورنمنٹ نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ مسٹر پٹرسن فوراً روانہ ہون اسلیئے وہ بیچارے اپنے اسباب تک کا بھی انتظام نکر سکے اور فوراً تعمیل حکم کی صدہا روپیہ کا اسباب بہت ہی ارزان نیلام کر ڈالا۔ مسٹر پٹرسن کے جانے کا عام طور پر باشندون سے چند اہل عملہ کے افسوس تھا عام لوگ دل سے آنکی عزت کرتے تھے اور زبان و دل سے

اُنکے خیر طلب تھے گو اُنکا قیام فیروز نگر مین صرف چار پانچ مہینہ رہا لیکن اُنکے غیر مصنوعی اور خلقی اخلاق نے سب کو بغدہ بے درم بنا رکھا تھا اُنھون نے شہر مین بہت ترقیان کی تعین صدر پل اور شہر مین نئی بنوائی تجویز کیا بہت سی جدید سڑکین نکالنے کا بندوبست کیا ایک محتاج خانہ چندہ سے قائم کیا شرفا اور غربا کا اس حد کو لحاظ کیا کہ شاید فیروز نگر کے ضلع مین کسی حاکم نے کبھی نہین کیا تھا۔

اُنکے جانے کی خبر جس جس نے جہان جہان سنی سکتہ مین ہوگیا جہان چار آدمی جمع ہوئے یہی تذکرہ ہوتا۔

ایک۔ بڑے صاحب کی تبدیلی ہوگئی۔

دوسرا۔ بھئی ایسا حاکم تو اب اس ضلع مین نہ آئیگا۔

تیسرا۔ ابجی اس ضلع کی قسمت ہی ایسی ہے۔

چوتھا۔ ہان لائق آدمی رہنے نہین پاتے۔

ایک۔ مگر کسیقدر بدضرور تھے۔

دوسرے۔ آن غریب نے بدی کون کی۔

تیسرے۔ بدی کیون نہین تھی۔ دیکھو تحصیلدار صاحب کو برخاست کرا دیا۔ پولیس مین تہلکہ ڈال دیا۔ فتح بیگ غریب کو تباہ کر ڈالا۔ اور میان سچ تو یون ہے کہ جو سامنے آیا وہ پیچ ہی کون گیا۔

دوسرے۔ بھئی خدا کے لیے ایمان ہاتھ سے نہ دو بیچارے پر ظلم نہین ہوا تھا ایک غریب کے لیے اسقدر پیروی کرنا کتنی تعریف کی بات ہے۔

چوتھے۔ اور احسانات بھی مسٹر پٹرسن نے ایسے کیے ہین کہ کبھی فراموش نہین ہوسکتے دیکھیے راجہ دیانت حسین خان کو ایکدم سے تحصیلدار کر دیا بیچارے میر محمد حسین صاحب کے بیٹے کی پرورش فرمائی راجہ صاحب مقروض نگر گوڈ بائی لاکھہ روپیہ سرکار سے دلا کر تمام قرضہ ادا کر دیا اور راج کورٹ کرا دیا۔ میان سچ تو یہ ہے کہ پٹرسن صاحب کی ذات سے کسی کو کچھ نقصان نہین ہوا۔

دوسرے۔ اور منصف مزاج بڑے تھے امیر غریب سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے۔ بھئی یہ سب باتین تو ہین جو ایسے اچھے کلکٹر مین ہونا چاہیے خدا آنکو خوش رکھے اور پھر ہمارے ضلع مین واپس لائے۔

الغرض تمام ضلع کو مسٹر پٹرسن کی مفارقت کا افسوس تھا اور علی الخصوص سید دیانت حسین خان کو یہ غریب تو بالکل بے بال و پر ہوگئے میر دیانت حسین نے یہ چاہا تھا کہ ایک رخصتی جلسہ مسٹر پٹرسن کا کیا جائے لیکن انھون نے خود اسکو منظور نہ کیا اور جواب مین رؤسائے ضلع کا شکریہ ادا کر کے یہ تحریر کیا کہ مجھکو ابھی صرف چند روزہ طور پر جانے کا حکم ہوا ہے اور امید ہے کہ بعد واپسی سفر ولایت مین پھر اس ضلع مین آؤنگا لہذا اس مرتبہ مین ایسی عام رخصتی سے معاف کیا جاؤن۔

تار آنے کے دوسرے روز مسٹر پٹرسن گیارہ بجے شب کی ریل مین مسکین نگر روانہ ہوئے۔ باوجودیکہ عام رخصتی سے آنھون نے انکار کیا تھا لیکن جب بھی رعایا نے نہ مانا اور اپنا دلی افسوس ظاہر کرنے کو بہت سا روپیہ چندہ جمع کیا مسٹر پٹرسن کی کوٹھی سے اسٹیشن ریل تک روشنی کی گئی تھی اور جا بجا سنہرے حرفون مین یہ تختیان لگائی گئی تھین۔

"شریف دوست کی جدائی شاق ہے" "ایسا لائق کبھی نہین آیا تھا" "ہر اسی خانساماں کا کچھ اختیار نہین" "سیدائی کی توبہ غریب دشمنی" "پٹرسن صاحب پر خدا کی مہربانی رہے" "راجہ دیانت حسین کا تقرر" "شہر کی درستی" "بیل سے واقعی حیران کرتے تھے" "میر محمد حسین کی"

بیوہ دعائین دیتی ہی "خدا پٹرسن کو لارڈ کرے"
"پٹرسن کا خاندان خوش و خرم رہے" "خدا پٹرسن کو
پھر لائے" "ہمکو اور کوئی نہین چاہیے" اسی طرح کے
ہزارون فقرے جا بجا لگائے گئے تھے جو روشنی مین نہایت ہی
بھلے معلوم ہوتے تھے یہ سب انتظام صرف دو روز مین ہوا
اور واقعی جس خوشی کے ساتھ خود رعایا نے بلا سرکاری
دباو کے کیا وہ بہت کچھ قابل تعریف تھا اور اسمین ذرا
شک نہین کہ اسکو ثابت کرنا تھا کہ ہندوستانی رعایا سے
اگر عمدہ برتاو کیا جاے تو وہ اپنے حاکمون کی پوری
قدر کرنے کو آمادہ ہی۔

مسٹر پٹرسن جب اسٹیشن جانے لگے تو سڑک پر روشنی
دیکھکر متعجب ہوے کہ یہ کیا سامان ہی جب تھوڑی دور
جاکر آنکو سب سے پہلے ایک مہاجن کے مکان پر دکھائی دیا
"گڈ بائی مسٹر پٹرسن"۔ اسوقت سمجھے کہ یہ انھین کی
رخصت مین سب انتظام کیا گیا ہی۔

جب وہ اسٹیشن پر پہونچے تو ہزارہا آدمی موجود تھے
امیر غریب عورتین بچے سب ہی آنکو رخصت کرنے
آئے تھے اور بڈھی سیدانی بھی آئی تھی۔ ہر شخص سکوت مین
گھرا تھا اور ایسے منصف مزاج حاکم ضلع کی جدائی پر نہایت ملول تھا
لیکن سیدانی چپ چاپ نہ تھی وہ بین کر کرکے روتی تھی
اور بار بار یہی کہتی کہ "صاحب تمھارے جاتے ہی موے
عملے مجھے پیس ڈالینگے"۔ مسٹر پٹرسن گو بہت ہی جلدی مین
تھے لیکن سب کی طرف مخاطب ہوے اور یون تقریر کی۔

"مین اپنے گرد اتنے رؤسا امرا مہاجن حکام
افسران اور عمال کو دیکھکر اسقدر کبھی خوش نہوتا جتنا
اپنے گرد غریب محتاج معصوم بچے۔ اور عام رعایا کو دیکھکر
خوش ہوا۔ مجکو کبھی یہ توقع نہ تھی

کہ عام خلقت مجھے ایسا پسند کریگی لیکن آج مین نے اپنی
تمام خدمات کا انعام پالیا۔ جنٹلمین یقین کیجیے کہ مین اس سے
زیادہ اور کوئی عزت اپنی کبھی نہین چاہتا۔ مین گورنمنٹ کا
نوکر ضرور ہون لیکن آپ لوگون کی خدمت کو جب آپ
لوگ میری خدمات سے رضا مند رہے تو ٹھیک مین نے
اپنا فرض ادا کیا۔ مین ایک مرتبہ اور آپ لوگون سے سچی
شکریہ ادا کرتا ہون اور رخصت ہوتا ہون" یہ کہکر ہاتھ ملایا
اور ریل پر سوار ہوے ریل کے روانہ ہوتے ہی ایک مرتبہ
بڑے زور سے سب نے ملکر یہ کہا کہ "خدا مسٹر پٹرسن کو [illegible]"
جب ریل دور نکل گئی اسوقت ایک سناٹا اور [illegible]
تھی کوئی ایسا نہ تھا جسکے آنکھون مین آنسو [illegible]
سیدانی کا رونا دل ہلائے دیتا تھا اسوقت کا سمان بھی
یادگار تھا الغرض شخصے ؎

ابھی گل ہنس رہے تھے اور غنچے مسکراتے تھے
یکایک چھاگئی کیسی اداسی اس گلستان پر

باب نوزدہم

مسٹر دیانت حسین کی تحصیلداری

مسٹر دیانت حسین کے تحصیلدار ہوتے ہی تمام عمال مین
ایک بل چل مچ گیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ خائف کہ دیکھیے
کیا بلا نازل ہوتی ہی۔ دیانت حسین نے جسدن چارج لیا
اسی روز تحصیل کا باوا آدم ہی نرالا پایا ہر محکمہ بجاے خود غیر مکمل
بے سامان تھا کوئی اہلکار خود کام کرنا چاہتا ہی نہ تھا جمعدار گویا
جمعدار تھے اور دو چار محرران خانگی بیٹھے کام کرتے تھے۔
تحصیل مین لوٹ مار کی وہ کثرت تھی کہ بیچارے زمیندار ایسے
ڈرتے تھے۔ کوئی درخواست تحصیلدار کے سامنے گذرنا ممکن
نہ تھا جبتک ایک روپیہ بھینٹ محرر چوڑ پیشل ا۔ آٹھ آنہ نہا

چپراسی اور آٹھ آنہ حق محرران خانگی محرر جوڈیشل نذر ادا کیا جائے - دو روپیہ مالگزاری بھی تحصیل مین داخل ہونا دشوار تھا جبتک دو روپیہ پیشکار و اصلباقی نویس ایک روپیہ پیشکار سیاہہ نویس ایک - روپیہ پیشکار تحویلدار اور چار آنہ تحریر محرر سیاہہ نویس اور چار آنہ تحریر محرر خزانچی اور آٹھ آنہ تحریر محرران و اصلباقی نویس یا وہ بیچارہ داخل کرے زمیدار روپیہ داخل کرنے تحصیل مین کیا آیا کہ گویا آسپر بیڑیان ٹوٹ پڑین - دفتری اپنی طرف کھینچتا ہے کہ ''پہلے داخلہ پر مہر کر دیجئے ابھی ہمارا حق نہین ملا'' دوسرا اپنی طرف پکڑے لیے جاتا ہے کہ ''اجی ہمسے عرض رسان لیا ہمکو قیمت نہین دی'' مذکوری تحاشا نوچتے ہین کہ ''جی ہم چار روز دستک سے ہمارا طلبانہ دیدو تب دوسرا کام کرو'' محرر متفرقات جدا سمجھاتے ہین کہ ''ہمارا حق نہین دیا اس بدمعاش پر تو پھر بھی دستک کرونگا'' محرر جوڈیشل آپ جانیے تحصیلدار کے رشتہ دار ہی تھے آنکا پیر زمین پر نہین ٹھہرتا تھا پڑھے لکھے تو وہ جیسے تھے وہ ظاہر ہو مگر زبانی جمع خرچ بہت تھا اپنا حق تو لیتے ہی تھے اسپر طرہ یہ تھا کہ جس غلے کی مد کا مل سکتا فوراً اینٹھ لیتے تھے - تحصیلدار قدرت حسین انھین کی معرفت رشوت بھی لیتے تھے اسوجہ سے اور بھی تمام تحصیل کے زمیدار آنسے واقف تھے اور جو مزہ محرر جوڈیشل کو اس تحصیل مین تھا شاید اور تحصیل مین پیشکار کو بھی نہوگا ٹم ٹم سواری مین تھا دو دو خدمتگار ہمراہ آتے تھے پانون کی ڈبیا ہر وقت جیب مین رہتی تھی - کچہری کیا آتے تھے گویا سیر کرنے آئے ہین - سیاہہ نویس لالہ پربھو دیال تھے یہ عجب ذات شریف تھے انکا کام نہین لیتا تھا - چاہیے اور کسی کو تحصیل مین کچھ نہ ملے لیکن یہ جسطرح ممکن ہوتا بغیر جیب گھنکائے گھر نہین آتے تھے انسے اور لالہ پرون لال سے دوستی بھی تھی اور جیسے پرون لال سررشتہ دار ہوگئے تھے جیسے انکو رعم بھی بہت ہوگیا تھا نائب تحصیلدار پنڈت کاشی ناتھ تھے یہ پرانی قطع کے کشمیری پنڈت تھے زیادہ شر فساد انکے مزاج مین نہ تھا لیکن بیوقوف اعلی درجے کے تھے اور لالچی بھی بہت تھے تمام عمال انکو بنائے ہوے تھے اور جو جسکے جی مین آتا تھا کرتا تھا یہ کچھ بھی خبر نہوتے تھے محرر جوڈیشل سے انسے بہت دوستی تھی اور یہ سب کو یقین تھا کہ ابکی جو تحصیلداری خالی ہوگی وہ پنڈت جی کو ملیگی اور اسمین بھی شک نہین کہ دیانت حسین کی تحصیلداری انکو ناگوار بھی بہت ہوئی تھی -

واصلباقی نویس شیخ اکرام حسین اودھ کے رہنے والے تھے وہ بھی بارہ برس سے اس تحصیل مین تھے اور اچھی طرح حاوی تھے وہ بھی نائب تحصیلداری کے امیدوار تھے اور اپنے کو معزز جانتے تھے بندوبست مین صدر منصرم تک رہ چکے تھے اور اپنے سب ساتھیون کو معزز عہدون پر دیکھ کر ہمیشہ خار کھایا کرتے تھے - میر دیانت حسین کا آنا چپراسی تا نائب تحصیلدار سب کو ناگوار ہوا - اسکے دو تین سبب تھے اول تو یہ کہ قدرت حسین بہت دن تک اس تحصیل مین رہے تھے اور چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب آپس مین شیر و شکر تھے اسلیے آنکی مفارقت دفعتاً کیونکر گوارا ہوسکتی تھی - دوسرے میر دیانت حسین کی دیانت عام طور پر مشہور تھی اور اس تحصیل مین جو ہلڑ اور ادھادھند تھا وہ بھی سب جانتے تھے پس یہ پہلے ہی سب کو یقین تھا کہ دیانت حسین کا آنا خالی از فساد نہوگا - تیسرے دیانت حسین اس تحصیل کے زمیدار تھے اور تمام حالات سے کامل واقفیت رکھتے تھے اور مثل مشہور ہے کہ گھر کے بھیدی تھے نہ آنکو کسی سے پوچھنے جانا تھا

کچھ دریافت کی ضرورت تھی لہذا ایسے حاکم کو عمال کیونکر
پسند کر سکتے ہیں۔ دیانت حسین نے جیسے ہی چارج لیا
تحصیل میں کھلبلی مچگیا اور ہر شخص اپنی اپنی آبرو
اور نوکری سے مایوس ہوگیا دو تین دن میر دیانت حسین
بالکل چپ چاپ ہے سب رنگ ڈھنگ دیکھا کیے انکا
پورا یہ قصد تھا کہ اگر عمال سیدھے سیدھے اپنا کام کیے جائیں
تو پچھلے حالات پر کچھ توجہ نہ کیجاے اور انہیں ذرا تنگ
نہیں میر دیانت حسین بوجہ اپنی نیکی اور شرافت کے
کسی کے بدخواہ نہ تھے مگر انکے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ جان
بوجھکر اپنی تحصیل کو لٹوانا نہیں چاہتے تھے اور نہ کوئی
تقصیر دیکھکر عفو کرنا چاہتے تھے۔ پانچ چھہ روز تک
میر دیانت حسین عمال کے رنگ ڈھنگ بخوبی دیکھا کیے
گو سب لوگ انسے خائف تھے لیکن ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست   نرود جز بوقت مرگ از دست

کا مضمون تھا کوئی اپنے ہتکنڈوں سے باز نہ آئے
ہر عملے کے پاس گھوڑے اور پالکی سواری میں تنخواہ
پندرہ روپیہ لیکن شان وشوکت میں کسی طرح تحصیلدار سے
یہ لوگ خود کو کم نہ سمجھتے تھے۔

انکے پہونچتے ہی مسلمان عمال نے دعوت کے پیغامات
دیے مگر انھوں نے قطعی انکار کیا اور کسی عملے کی دعوت
قبول نہ کی ہر روز صبح تمام عمال نے انکے مکان پر آمدورفت کا
ڈھیر باندھا انھوں نے صاف ممانعت کردی کہ بغیر
ضرورت اور بغیر طلبی ہمارے گھر کوئی عملہ نہ آوے۔

بعض عمال نے تحائف بھی بھیجے مثلاً کسی نے
میووں کا تھالا بھیجا یہاں فوراً واپس کئے گئے پھلی شہر کے
بھیجے گئے وہ بھی واپس الغرض ہر طور پر سب عمال کو
اس سے اطمینان ہوگیا کہ دیانت حسین اس قسم کا آدمی نہیں

کر جل میں آجاے۔ میر دیانت حسین اس فکر میں
ہوے کہ کسی طرح عمال کی رشوت بند کردیں گو یہ ایک
خیال خام تھا۔ رشوت کا بالکل بند ہوجانا ایک غیر ممکن
امر ہے اور اس سبب سے ہماری راے میں اسکی کوشش بھی
فضول تھی لیکن میر دیانت حسین چونکہ نیلے سر کے
ستمدین تھے اور مسٹر بلز ہسٹ صاحب بہادر کے خیالات
انھوں نے کہیں سے پائے تھے آنکو یہ دھن سماہی کہ
اگر پوری کوشش کیجاے تو ضرور رشوت بند ہوسکتی ہے
اور اسکا امتحان انھوں نے اپنی تحصیل ہی سے شروع کیا۔

رجسٹرار قانونگو اور انکی آمدنی کا انسداد

رجسٹرار قانونگو کی تحصیل میں آمدنی کے صرف
محدود ذریعے ہیں۔ اول تقسیم تنخواہ پٹواریان میں
رجسٹرار لوگ اپنا حق پاتے ہیں۔ دیانت حسین نے
بمنظوری حاکم ضلع پٹواریوں کی تنخواہ بذریعہ منی آرڈر
بھیجنے کا انتظام کیا اور مجبوری پٹواریوں کو بھی وہ
جاتی رہی۔ دوسری رقم انکے مقدمات داخل خارج میں
تحریر کیفیت حقیقت تھی اب تک اس تحصیل میں دستور تھا
کہ جبتک سائل اگر بھینٹ نہ دیجاے اسوقت تک
مقدمات داخل خارج سررشتہ رجسٹرار قانونگو میں پڑے
رہتے تھے۔ میر دیانت حسین نے یہ حکم دیا کہ تاریخ حکم سے
تیسرے دن رجسٹرار کیفیت لکھکر محرر ریونیو کو دیدیا کرے
کوئی ضرورت انتظار حاضری زمینداران کی نہیں ہے
اس سے بلا دقت یہ رقم بند ہوگی۔ تیسری رقم تصدیق
ضمانت ناموں کی تھی انہیں بھی اصالتاً حاضری زمینداران
بالکل مسدود کردیگئی اور بطلب کیفیت جو ضمانت نامے
یا احکام آتے وہ فوراً چپراسی کے ہاتھ دفتر رجسٹرار قانونگو میں

میر دیانت حسین بھیجدیتے اور اُسی روز جواب لکھواکر عہدہ داران
متعلقہ میں روانہ کردیتے نقلیں جمعبندیات کی اپنے سامنے
تقسیم کراتے اور اپنے دفتر میں کل نقول تیار شدہ رکھتے تھے
اس سے کوئی اختیار نقل نویس خواہ رجسٹرار قانونگو کو تقسیم
نقول میں باقی نہ رہا۔ جانچ جمعبندیات کے واسطے اس
تحصیل میں یہ دستور تھا کہ پٹواری لوگ بلائے جاتے تھے
اور جبتک وہ لوگ رجسٹرار کی خدمتگزاری نکر لیتے بیچارے
بلا میں مبتلا رہتے تھے دیانت حسین نے اس دستور کو بھی
منسوخ کر دیا اور پٹواریان کو بذریعہ ڈاک کاغذات بھیجنے کی
اجازت دی جس سے دو فائدے ہوئے اول تو جب
رجسٹرار کو یافت کی امید باقی نہ رہی تو وہ دشمن کی نگاہ سے
جمعبندیاں جانچ کریگا اور ضرور غلطیاں وغیرہ نکالیگا
اسوجہ سے کاغذات صحیح اور اچھے داخل ہونگے یہ نہ ہوگا کہ
ادھا حصہ جیسا پٹواری نے داخل کیا رجسٹرار نے
پاس کر دیا دوسرے جب پٹواریوں کو یہ معلوم ہوگا کہ رجسٹرار
ہماری فکر میں ہے تو وہ بھی اپنا کام چوکس کرینگے۔

محرر متفرقات کی آمدنی کا انسداد

اس تحصیل میں یہ عام دستور تھا کہ زمینداران جب
مالگزاری داخل کرنے آتے تھے تو وہ قبل خزانچی کے پاس
جانے کے محرر متفرقات کے پاس جاتے تھے اور جبتک
محرر متفرقات عرض ارسال پر دستخط نکرتے خزانچی روپیہ
داخل نکرتا تھا۔ میر دیانت حسین نے قطعی اسکی روائی کو
روک دیا اور کوئی زمیندار محرر متفرقات کے پاس نہیں
جانے پاتا تھا و سنگ کے طلبانہ کا وصول کرنا واصلباقی نویس کا
خاص کام تھا اُسی کے متعلق کر دیا گیا دوسرا کام اسکے
پاس تعمیرات کا تھا جس میں بہت کچھ ملنے کا سہارا لگتا تھا۔
سڑکیں پل مدرسہ۔ اُسی کے اہتمام میں تعمیر ہوتے تھے وہ
ہرسال ہزارہا روپیہ اسمیں غبن کرتا تھا اگر دو چار روپیہ خرچ
ہوتے تو سیکڑوں کا فرضی حساب مرتب ہوکر روانہ صدر
کیا جاتا اس رقم میں پچھلے تحصیلدار بھی شریک تھے کیونکہ
تنہا محرر متفرقات اور چپراسیان اسی کثیر رقم مشکل سے
ہضم کر سکتے تھے میر دیانت حسین نے اپنی تحصیل کے لیے
دو منظور شدہ ٹھیکہ دار مقرر کر لیے اور تمام کام امانی میں کرانا
بند کر دیا سب کام ٹھیکہ داروں کے ذریعہ سے ہونا شروع کیا
اور عام حکم دیدیا کہ ٹھیکہ داروں کو روپیہ دینے میں ذرا دیر
نکیجائے اور وہ کسی طرح تنگ نکیے جائیں انکے کام کی
نگرانی کی درخواست ممبران ڈسٹرکٹ بورڈ سے کی جنھوں نے
بڑی مسرت سے منظور کیا اور خود بھی کام دیکھنا شروع کیا
اسطرح اس رقم کا بھی انسداد کیا۔

اسکے علاوہ اور متفرق رقمیں تھیں مثلاً نیلام مویشیان
یا تحریر اظہارات مقدمہ درستی جمعبندی یہ سب کام میر دیانت حسین
نے اپنے روبرو کرانا شروع کیا اس سے اگر بالکل انسداد نہیں
تو بلاشبہ محرر متفرقات کی آمدنی کم ہو گئی ایک رقم محرر متفرقات
کی یہ بھی تھی کہ چپراسیان کو تقسیم احکام میں اتنے پیسے کا
لحاظ رکھنا تھا جن احکام میں کچھ ملنے والا ہوتا زیادہ تر بعض
چپراسیان کو دیتا تھا جو اُس سے ملے ہوئے تھے اور جو
کافی قیمت انکی پیشے سے دیدیتے تھے اور حسب دستور تمام
عام چپراسیوں کو ملتے تھے یہ کام میر دیانت حسین نے جمعدار
تحصیل کے سپرد کیا اور جمعداری کا کام ہر مہینہ میں بعد
قرعہ اندازی انھوں نے چپراسیان سے لینا شروع کیا
لہذا اسطرح سے اس رقم کا بھی انسداد ہوا۔

واصلباقی نویس کی رقوم اور انکا انسداد

واصلباقی نویس کو تحصیل میں واقعی اس قسم کی

آمدنی ہے جسکا انسداد بڑی مشکل سے ہو سکتا ہے فی موضع
ایک روپیہ ہر قسط مین واصلباقی نویس کو ضرور ملتا ہے اور یہ
رقم اتنے زمانے سے جاری ہے کہ اب اُسکا نام "حق" پڑ گیا
اور معمولی حالت کے زمیندار تک اس سے انکار نہین کرتے
عرض ارسال مرتب کرنا واصلباقی نویس کا کام ہے جبتک
دستخط واصلباقی نویس نہو تحویلدار روپیہ لے نہین سکتا اور
جن دنون تھوڑا کام ہو کچھ نگرانی بھی واصلباقی نویس کی
ہو سکتی ہے مگر قسط کے ایام مین جب دو دو تین تین سو آدمی
ایکدن روپیہ داخل کرنے ٹوٹ پڑتے ہین تب کوئی انتظام
ممکن نہین ہو سکتا کیونکہ واصلباقی نویس صرف تنہا اہلکار
منجانب گورنمنٹ مقرر ہے نہ اُسکو کوئی مددگار دیا گیا ہے
نہ نائب۔ اس بھیڑ مین وہ بہت واہی جواب ہر ایک
شکایت کا جو منجانب زمینداران پیش ہو دیسکتا ہے۔
میر دیانت حسین نے نہایت ہی غور کے بعد حسب ذیل
انتظامات تجویز کیے۔

اول یہ کہ زمینداران کو اجازت دیجائے کہ وہ اپنا
روپیہ مالگزاری بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ بھیجا کرین اور
اسکی نسبت پوری توجہ میر دیانت حسین نے کی اور واقعی
یہ طریقہ حکام کو ایسا پسند ہوا کہ بہت اضلاع مین جاری
ہو گیا ممالک مغربی شمالی مین پنڈت سالگرام صاحب بہادر کی
کوشش سے یہ محکمہ بہت عروج پر ہے۔ اور مسٹر دیانت حسین کی
کوشش سے فیروزنگر بھی اس سے مستفید ہو چلا۔ دوسرے
ایام قسط مین تین چار مددگار رقم طلبانہ سے مقرر کرنے کی
انھون نے اجازت حاصل کی اور دن بھر مین تین چار مرتبہ
وہ اپنے اجلاس سے اُٹھکر سررشتہ واصلباقی نویس مین جاتے
اور زمینداران سے دریافت کرتے کہ کوئی بے عنوانی تو نہین
ہوئی اگر کوئی شکایت کرتا اُسکا فوراً بندوبست کرتے اور
سوا اپنے نفس کے زمینداران کے اور سب پر قوم
دینا مسدود کر دیا عرض ارسال چھپی ہوئی سرکار سے مفت
ملتی تھی اُنکی قیمت لیجاتی تھی وہ بھی روک دی تھی
واصلباقی نویس کے سررشتہ کے متعلق اور بہت کچھ کہنا ہے
لیکن چونکہ مصنف نے ایک واصلباقی نویس کے ہاتھ سے
خود سخت دھوکا کھایا ہے اسکی طوالت مین لوگون کو خیال
ہوگا کہ وہ اپنی بیتی کہہ رہا ہے لہذا اس سے احتراز کیا جاتا ہے۔

سیاہہ نویس اور تحویلدار

سیاہہ نویس اور تحویلدار کے ہاتھون غریب رعایا کے
بچانے کی بہت آسان تدبیر تھی۔ اول یہ کہ تحویلدار کو عملون
کو قرض نہ لینے دے اور نہ تحصیلدار خود کبھی حیلتاً صریحتاً
تحویلدار سے ایک حبہ قرض لے۔ دوسرے تحویلدار اور
سیاہہ نویس اور پولیس گارڈ مین جہانتک ممکن ہو اتفاق
نہونے دے اس سے ایک دوسرے کے خوف سے کوئی
بے عنوانی کی جرات نہین ہو سکتی۔ تیسرے دن مین
دو تین مرتبہ تحصیلدار کو وقتاً فوقتاً خزانہ مین جاکر روپیہ
شمار کرنا چاہیے اگر حساب سے ایک پیسہ بھی زیادہ نکلے تو
تحویلدار سے باز پرس کرنا چاہیے کیونکہ تحویلدار لوگ ہر روز
تحصیل کی تھیلی سے باندھکر گھر لیجاتے ہین۔ چوتھے سیاہہ نویس
اور زمینداروں مین صرف تعلق رسید کا ہے اُسکی نسبت ڈاک مین
رسید بھیجنے کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ بیچارے مالگزار
رسید کے انتظار مین تباہ نہون اور یہی ایک دیباچہ ہے جو
سیاہہ نویس کے مظالم کا باعث ہے۔

مسٹر دیانت حسین نے بہت غور کے بعد یہ کل انتظامات
شروع کیے اور وہ اسمین بہت کامیاب ہوے۔

محرر جوڈیشل

اس تحصیل مین محرر جوڈیشل واقعی غضب اندھیر مچائے ہوے تھے اُسکا سبب یہی تھا جو پہلے ہم کہہ چکے ہین کوئی درخواست جبتک محرر جوڈیشل اور اُسکے محرران کی بھینٹ کے ساتھ نہ پیش کیجاے گذرنا دشوار تھا کسی مقدمہ کی تاریخ جبتک ایک روپیہ بھینٹ نہ دیجاے کسی اہل مقدمہ کو معلوم ہونا غیر ممکن تھا جو غریب نہین دیتے تھے اُنکے مقدمہ مین غلط تاریخ بتلا دیتا تھا اور تاریخ معینہ پر عدم پیروی یکطرفہ فیصلہ مقدمات ہوجاتے تھے اسکا انسداد بآسانی ممکن تھا وہی میر دیانت حسین نے کیا یعنی کاز لسٹ مقدمات کی نقل روز بروز عدالت پر شیشہ کے صندوق مین لٹکی رہتی تھی اور جملہ مقدمات کی تاریخ اہل مقدمہ اور وکلا کو بلا توسط محرر جوڈیشل معلوم ہوسکتی تھی اور آسپر سخت تاکید کی گئی کہ جملہ مقدمات روز روز آئین درج ہوجایا کرین اجلاس پر محرر جوڈیشل کا تھملا تا میر دیانت حسین نے مسدود کردیا سب اظہار اپنے ہاتھ سے لکھتے تمام استغاثہ اپنے ہاتھ سے لیتے تھے اور تاریخ خود مقرر کرتے تھے امانت لگان کے چیچر خود مرتب کرتے اور اپنے روبرو روپیہ تقسیم کرتے تھے۔
میر دیانت حسین نے کوئی رسوخ محرر جوڈیشل کو نہین ہونے دیا اور تمام رعایا پر ثابت کردکھایا کہ اُسکو کوئی اختیار نہین ہی باوجودیکہ میر دیانت حسین کی اسقدر احتیاط اور کوشش تھی لیکن محرر جوڈیشل صاحب کی عنایت سے وہ بھی تنگ تھے میر دیانت حسین فوجداری مقدمات خارج بہت کرتے تھے مقدمہ پیش ہوا اور بے دیوانی کی ہدایت کردی جب محرر جوڈیشل نے یہ رنگ دیکھ لیا تو ملزمان سے ٹھہرانا شروع کردیا اور اُسکی وجہ یہ بھی اہل معاملہ بہت پرسوان محرر جوڈیشل کے وا تفکار تھے اُنکو ذرا تامل اسمین نہین ہوا چونکہ ایسے مقدمات یہ خارج تو کردیتے ہی تھے اب بھی حسب معمول وہ مقدمات خارج ہوگئے اس سے زمینداروں کو شک ہوا کہ محرر جوڈیشل کی معرفت شاید تحصیلدار بھی لیتے ہین جب اسکی اطلاع اُنکو ہوئی فوراً محرر جوڈیشل کو تبدیل کرادیا تب ہزار خرابی کسیقدر رشوت کا تحصیل مین انسداد ہوا یہ سب تو ہوا لیکن اسکا نتیجہ کیا ہوا میر دیانت حسین نے آپکو تمسخر انتقام مین زبان بنا لیا تمام عمال تحصیل انکے جانی دشمن ہوگئے ابھی تک ہنوز وہ کچہری نہ آئے تھے کہ عملون مین یہ بات چیت ہوتی تھی

واصلباقی نویس - یار آجکل تو زمانہ بہت نازک ہورہا ہے لونڈے نے تو آفت ڈھائی۔

سیاہہ نویس - گنگا قسم بیتاب پاپخانہ بند کردیا اُسکی تو لیھو سے نہ ہوت۔

رجسٹرار قانونگو - ع - صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔

محرر متفرقات - بھائی جان چڑھت حاکم اُترت گرہ بہت کٹھن ہوت ہی۔

سیاہہ نویس - مد اخیر اتنی ہی کہ سررشتہ دار صاحب سے انسے ناہین بنت ہی جب موقع ملے اُس عجیب دیے کہ بیان کا ستتھنا ڈھیلا ہوجاے۔

واصلباقی نویس - بھائی چپ رہو زمانہ نازک ہی دیکھیے اس انقلاب کا نتیجہ کیا ہوتا ہی۔

رجسٹرار - نتیجہ کیا ہی دوچار روز مین کوئی گل کھلیگا۔

محرر جوڈیشل - میری تقدیر دیکھیے مجھکو کیا دکھلاتی ہی اچھا خاصا مسلم پور مین تھا اب اس بلا مین مبتلا ہون خدا عزت آبرو سے نباہ دے تو بہت غنیمت ہی۔

سیاہہ نویس - اگر ہم سب ایکدل ہوجائین تو دیوانی

ایکدن چلانا دشوار ہوجاوے مدام اگر گوگن مان اتفاق تو ہے نا ہمین دیکھو شیخ سعدی کیا کہ گئے ہین کہ - ع -

دو دل یک شود بشکند کوہ را

حسابہ نویس - آپ اسقدر مخوف کیون ہین ہم لوگن کی امداد کا سررشتہ دار صاحب تیار ہین -

محرر متفرقات - تو یہی انسب ہی کہ اُنسے صلاح لیجاے اور جو وہ حکم دین کیا جاوے -

باب ستم

مسٹر ہریسن کا فیروز نگر آنا

مسٹر پٹرسن کے جانے کے دو روز بعد صبح کی گاڑی مین مسٹر ہریسن تشریف لائے کسی کو ٹھیک تاریخ معلوم نتھی اسوجہ سے کوئی استقبال کو نہین گیا تھا پرون لال اتفاقیہ اُسدن کسی ضرورت سے اسٹیشن گئے تھے اور جیسے ہی ہریسن صاحب ریل سے اُترے فوراً جاکر سلام کیا اور یہ فساد لگایا کہ سب کو آپکی اطلاع تھی مگر کوئی نہین آیا -

صاحب - اور تحصیلدار بھی نہین آیا -

سررشتہ دار - وہ جنٹلمین ہین اُنکو استقبال وغیرہ سے نفرت ہی اُنکا قول ہی کہ کلکٹر اور ہم سب ملکہ معظمہ کے نوکر ہین پھر کیا فرق ہی -

صاحب - کیا نام ہی اُسکا -

سررشتہ دار - دیانت حسین - اُنکا باپ باغی سرکار تھا -

صاحب - کتنے روز سے تحصیلدار ہے -

سررشتہ دار - ابھی حال مین تو ہوے ہین - اور بڑی آفت مچار کھی ہی کام بھی اچھی طرح نہین چلتا - اس فقرے کا مسٹر ہریسن کے دل مین اتنا بڑا اثر ہوا کہ وہ اُسی وقت سے دیانت حسین کے خلاف ہوگئے رستہ مین جا بجا اُنھون نے وہ تختیان دیکھین جو مسٹر پٹرسن کی جدائی مین لگائی گئی تھین راستہ مین ایک جگہ اُنکی نظر سے تختی گذری کہ ہمکو سوا مسٹر پٹرسن کے کوئی نہین چاہئیے - صاحب نے اپنی گاڑی روک لی اور پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے اتفاق سے وہ تختی میر دیانت حسین کے مکان کے قریب لگی ہوئی تھی - اسکو سُن کر صاحب اور بھی برافروختہ ہوے بنگلے پر پہونچتے ہی چپراسیون سے دیانت حسین کے حالات دریافت کیے چپراسی اُنسے بیحد ناخوش تھے وہ ظاہر کبھی ایک پیسا کسی چپراسی کو انعام نہین دیا اور ہمیشہ بہت ہی ذلت سے چپراسیون سے پیش آتے تھے -

چپراسی - حضور وہ ابھی لڑکے ہین بیس بائیس برس کی عمر ہی پٹرسن صاحب کی مہربانی سے تحصیلدار ہوگئے ہین مزاج مین غرور بہت ہی کسی کی کوئی ہستی نہین سمجھتے اور اپنے کو لگانے بہت ہین -

صاحب - ول رام جیاون تم سب حال ہمکو ضلع کا بتلایا کرنا ہم بہت خوش ہوتا ہی -

رام جیاون - بہت اچھا خداوند نعمت -

قبل اسکے کہ اور حالات بیان ہون مصنف کو ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ مسٹر ہریسن کی خلقی عادات ناظرین سے بتلا وے -

مسٹر ہریسن ایک نوجوان تیز مزاج انگریز تھے اخلاق بہت وسیع تھا لیکن کسیقدر نا تجربہ کار تھے عام رائے کا بہت خیال رکھتے تھے اور اُسی کے دریافت کا ذریعہ وہ ہر شخص سے ملاقات اور سرگوشی کو سمجھتے تھے چپراسیون کی بہت خاطر کرتے تھے اور اپنی نیکی کے سبب سے اُنمین اتنا مادہ نتھا کہ جھوٹ سچ کو تمیز کر سکتے اُنکے مزاج مین عجلت بہت تھی اور اسوجہ سے اکثر وہ ایسی ہتھکنڈیان کر بیٹھتے

کہ جس سے لوگون کو بہت نقصان پہونچتا تھا چونکہ ضلع کا
کام کبھی کیا نہ تھا اسوجہ سے وہ اپنے سررشتہ دار کے بھی
ہمیشہ پیچھے رہا کرتے تھے اور پیرون لال کی ریل والی
ملاقات کا انکے دل پر اتنا بڑا اثر ہوا تھا کہ آنکے ذہن مین
پیرون لال سے زیادہ کسی کی وقعت نہ تھی رفتہ رفتہ
مسٹر ہرسین کی مخبر یہان مشہور ہوئین اور اب ہر
شخص کو آنکے یہان جانے کی جرات ہوئی اور جوق جوق
ملاقاتی جانے لگے۔

دوسرے روز بہت سے ملاقاتی آئے اور حسب ذیل
ملاقاتین ہوئین۔

اول ڈپٹی شوکت حسین صاحب ملے۔

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپ کتنے دنون سے اس
ضلع مین ہین۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور فدوی ساڑھے چار برس سے یہان ہے۔

صاحب۔ اس ضلع مین بہت گڑبڑ ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ پھر حضور تو واقف ہی ہین مین کیا
التماس کرون۔

صاحب۔ ہم سنتا ہی کوئی تحصیلدار یہان بہت
غرور ہی ہے۔

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہان وہ جیسے بیچارے فدا حسین
مبتلاے آفات ہوے میان دیانت حسین قائم مقام
کیے گئے ابھی مزاج مین لڑکپن ہے اور مین کیا عرض کرون

صاحب۔ مگر سررشتہ دار یہان بہت اچھا معلوم ہوتا ہی

ڈپٹی صاحب۔ حضور ہان منشی پیرون لال بہت
لائق آدمی ہی انکی کیا بات ہی۔

صاحب۔ اچھا ہم سب انتظام درست کردیگا۔

ڈپٹی صاحب۔ بیشک حضور سے یہی توقع ہی۔

ڈپٹی صاحب رخصت ہوے اور منشی چھدمی لال صاحب
تحصیلدار حسام پور پہونچے انسے بھی معمولی بات چیت ہوئی
اور موقع پاکر انھون نے بھی دیانت حسین کی شکایت کی
الغرض اسدن جتنے آدمی ملے سبھون نے دیانت حسین کی
شکایتین کین اور اسکا بہت ہی بڑا اثر مسٹر ہرسین پر پڑا
شامت اعمال سے جبدن مسٹر ہرسین آئے اسی دن دیانت حسین
کو بخار آگیا اور ایسا سخت بخار تھا کہ وہ پانچ چار دن گھر سے
باہر نہین نکلے مسٹر ہرسین ہر روز چپراسیون سے پوچھتے کہ تحصیلدار
نہین آیا چونکہ وہ لوگ دیانت حسین سے انعام پاتے تھے
سب ناراض تھے انھون نے جڑ دیا کہ وہ حضور کو کیا سمجھتے ہین
وہ تو ہرسن صاحب کے گھمنڈ پر پھولے ہوے ہین اسنے
مسٹر ہرسین کو اور بھی دیانت حسین سے کشیدہ کردیا چپراسیون نے
پیرون لال سے کل حال بیان کیا پیرون لال بہت ہی خوش
ہوا اور اسنے آپسمین یہ بھی صلاح کی کہ کسی نہ کسی ترکیب سے
صاحب کو اور بھی انسے برہم کرنا چاہیے اور چپراسیون نے
وعدہ بھی کرلیا تھا کہ بہت جلد سب انتظام درست کردیا جائیگا
صاحب کو آئے ہنوز ایک ہفتہ بھی نگذرا تھا کہ رام چیا دین
چپراسی اور پیرون لال سررشتہ دار اور منشی شوکت حسین
ڈپٹی کلکٹر صاحب کے منھ لگون مین شمار ہونے لگے اور یہ
بات عام طور پر مشہور ہوگئی کہ انھین تینون آدمیون کو
صاحب کے مزاج مین دخل ہی باقی اللہ خیر صلاح۔

باب بست ویکم

دیانت حسین اور مسٹر ہرسن کی ملاقات

دس بارہ روز بعد جب بقدر میر دیانت حسین اچھے ہوے
تو ہرسن صاحب کی ملاقات کو گئے برامدہ تک اپنی گاڑی
لیگئے اور چپراسی کو اپنی ملاقات کا ٹکٹ دیا کہ صاحب کو دیدو

رام جیاون نے ٹکٹ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور کہا کہ ابھی شہر کے صاحب دو گھنٹہ مین ملینگے اور آنسے یہ بھی کہا کہ تحصیلدار صاحب اب پیرسن صاحب کا راج نہین ہی انکو اس بات پر بہت غصہ آیا اور فوراً بغیر ملے ہوے چلے گئے۔ کچہری مین آکر اس مضمون کی چٹھی ہیرسن صاحب کو لکھی "صاحب من۔ مین آج صبح آپکے بنگلے پر ملنے کو گیا تھا رام جیاون چپراسی نے نہایت گستاخی سے میرا کارڈ آپ تک پہونچنے سے انکار کیا اور اسوجہ سے مین مجبوری واپس آیا مین شکر گزار ہونگا اگر آپ مجھسے ملنے کا کوئی وقت مقرر فرمایئے اور اس چپراسی کی اس حرکت کی بھی کوئی سزا تجویز فرمایئے ہندوستانی شرفا کے ساتھ ایسی بے تہذیبی چپراسیون کو مناسب نہین اور اس سے بھلوگون کو بہت صدمہ پہونچتا ہی۔ آپکا فرمانبردار دیانت حسین"

اس چٹھی کو پاتے ہی صاحب نے لالہ پیرون لال سے مخاطب ہوکر یون گفتگو کی۔

صاحب۔ ول پیرون لال یہ تحصیلدار کیسا آدمی ہی ہمارے ملنے کو گیا اور بغیر ملے لوٹ آیا۔

پیرون لال۔ حضور آدمی تو لائق ہین مگر مزاج مین کسیقدر شیخیت ضرور ہی۔

رامجیاون چپراسی۔ جسوقت تحصیلدار صاحب آئے تھے حضور غسل خانہ مین تھے تابعدار نے ہر چند کہا کہ ایک لمحہ بھر ٹھہر جایئے مگر ایک نمانا اور فوراً لوٹ گئے اور آج انھون نے حضور ایک ایسی نئی بات کی ہی جو کبھی نہین ہوئی۔

پیرون لال۔ ہان تابعدار نے بھی سنا وہ گاڑی پر بیٹھے ہمارے تک چلے گئے ایسی گستاخی تو ڈپٹی لوگ نہین کرتے ہین۔

رام جیاون۔ آخر حضور ڈپٹی شوکت حسین بھی تو ہین وہ بیچارے احاطہ باہر گاڑی سے اترتے ہین۔

صاحب۔ ہم سب شیخی نکال دیگا۔ اچھا تم اس چٹھی پر یہ حکم فارسی مین لکھدو۔

"حکم ہوا کہ"

"یہ واپسی اسکے تحصیلدار کو لکھا جائے کہ وہ کل ساڑھے دس بجے ہمارے بنگلے پر حاضر ہون اور ایسی خفیف بات کے لیے انکو چپراسی کی شکایت کرنا زیبا نہین تھا"

اس حکم کو پاکر میر دیانت حسین بہت ہی خفیف ہوے تمام شہر مین طرح طرح سے اسکا تذکرہ ہوا پیرون لال وغیرہ بغلین بجاتے تھے اور میر دیانت حسین اتنے رنجیدہ تھے کہ شاید اگر وہ نوکری پیشہ نہوتے اور کوئی بھی جایداد انکی ہوتی تو وہ استعفا دیدیتے مگر مجبور تھے بیچارے کچھ کرتے دھرتے نہ بنتا تھا دوسرے دن ساڑھے دس بجے صاحب سے ملنے گئے۔

دیانت حسین۔ آداب عرض۔

صاحب۔ سلام صاحب۔ ول آپ تحصیلدار ہی۔

دیانت حسین۔ جی ہان۔

صاحب۔ آپ مجھسے ملنے کیون نہین آیا۔

دیانت حسین۔ مجھے بخار آگیا تھا اسوجہ سے مین حاضر نہین ہوا تھا۔

صاحب۔ اچھا آپ ہر روز ہمارے بنگلے پر آیا کیجیے اور شہر کی صفائی کی بابت مجھسے مشورہ کیا کیجیے۔

دیانت حسین۔ بہت بہتر۔

صاحب۔ اچھا اب آپ رخصت ہون و پیرسن صاحب کو جو کوئی چٹھی لکھیے گا تو ہمارا سلام لکھ دیجیے گا۔

میر دیانت حسین وہان سے رخصت ہوے مگر اس اخیر فقرہ کو بہت دیر سوچتے رہے کہ کس مطلب سے استعمال کیا گیا ان غریب کو یہ خبر نہ تھی کہ یار لوگون کا پورا جوڑ چل چکا ہو اور اب مسٹر ہرپین سے تشیر کا پانی کرنا بہت مشکل کام تھا۔

باب بست و دوم

دیانت حسین اور انسداد رشوت

جیسے ہی میر دیانت حسین اپنی تحصیل مین حسب دلخواہ انسداد رشوت کر چکے انکو یہ شوق چرایا کہ تمام ضلع مین بیا رشوت کا انسداد ہو جاے انکے خیال مین یہ کوئی بہت مشکل اور ناشدنی امر نہ تھا مسٹر ڈلن اسسٹنٹ کمشنر انکے ہم خیال تھے اور گو مسٹر پٹرسن موجود نہ تھے لیکن انکو یہ پورا بھروسا تھا کہ وہ بھی اسمین انکے شریک ہونگے انھون نے اخیر ہفتہ کے لیے ایک نوٹس شائع کیا کہ ٹون ہال مین سب صاحب تشریف لائین اور چند امور نسبت انسداد رشوت پیش کیے جائینگے۔ چنانچہ بوقت معینہ ٹون ہال مین بہت لوگ جمع ہوے تمام معززین شہر و کلا رؤسا حکام ہندوستانی تشریف رکھتے تھے اور لالہ پیرون لال ڈپٹی برجلال اور ڈپٹی شوکت حسین و مسٹر ڈلن صاحب بہادر بھی رونق افروز تھے مسٹر ہرپین باوجود اطلاع تشریف نہین لائے تھے سب سے پہلے میر دیانت حسین صاحب اُٹھے اور انھون نے حسب ذیل تقریر کی۔

جنٹلمین۔ آج ہم لوگ اس غرض سے یہان جمع ہوے ہین کہ اپنے ملک کی دشمن۔ قوم کی دشمن۔ ترقی کی دشمن۔ اقتدار کی دشمن رشوت کے انسداد کی کوئی تدبیر باہمی صلاح سے نکالین۔ اسمین کچھ شک نہین کہ یہ ایک بہت مشکل کام ہو اور غالباً میرے بہت دوست میری اس کوشش کو جنون یا مالیخولیا سمجھے ہونگے مگر جنٹلمین نہ مین سڑی ہون نہ سودائی نہ مجھے جنون ہو نہ مالیخولیا البتہ مجھے ایک دلی رنج ہو جو اپنی قوم کی رشوت ستانی دیکھ دیکھکر پیدا ہوا ہو اور جو اب جنون کی حد تک پہونچ گیا ہو مگر یہ وہ جنون ہو کہ جسکو مین ہزار عقل سے افضل اور ہزار صحت سے بہتر جانتا ہون مین نے ایک ایسے کام کا بیڑا اٹھایا ہو جسکو مین خود جانتا ہون کہ چلنے والا نہین لیکن اس سے کیا یہ ضرور ہے کہ مین اپنی ہمت ہار جاؤن اور پیرون کو توڑ کر چپ چاپ بیٹھ جاؤن نہین ہرگز نہین جنٹلمین یقین کیجیے کہ اگر آپ لوگ میری مدد فرمائین اور سب میرے ہم خیال ہو جائین تو یہ رشوت اسطرح دور ہو جائے کہ گویا کبھی تھی ہی نہین۔ ہمت عجب چیز ہو اور کسی فارسی شاعر کا یہ شعر بے شبہہ قابل قدر ہے۔

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

یہ مین تسلیم کرتا ہون کہ رشوت ایک ایسی پرانی چیز ہو جو ابتداے آفرینش سے اب تک مختلف رنگون مین مختلف پیرایون مین رائج رہی ہزارون فوجی افسرون نے رشوت لیکر اپنے بادشاہون کے ملک کھو دیے ہزارون گناہگار رشوت کے سبب سے تعزیر سے بچگئے ہزارون بیگناہ رشوت کی بدولت پھانسیان پاگئے ہزارون امیر غریب ہوگئے اور ہزارون محتاج رشوت کی بدولت امیر الامرا بنگئے یہ سب سچ تو ہوا لیکن کیا اس سے یہ ضرور ہے کہ ہم اسکو قدیم سمجھکر کوئی اچھی بات سمجھ لین اور اسکے بجنسہ رہنے کی تمنا کرین (نہین نہین) جنٹلمین جبکہ کوئی واعظ یا مولوی نہین ہون جو ایسے جلسہ مین مذہبی دلائل سے رشوت کی برائیان ثابت کرون مگر اتنا ضرور کہونگا کہ ہمارے خدا اور سب

دین کے پیشواؤن نے رشوت کو معیوب اور بُرا لکھا ہے اور راشی اور مرتشی دونون کو جہنمی بتلایا ہے۔ مین پوچھنا چاہتا ہون کہ کوئی مذہب یا ملت فرقہ یا گروہ ایسا ہے کہ جسمین رشوت کی سخت ممانعت نہو۔ نہین کبھی نہین اب صرف دیکھنا یہ امر ہے کہ ہندوستان مین رشوت کیون زیادہ رائج ہے اُسکے اسباب چند ہین۔ اول یہ کہ ہملوگون مین سوسائٹی کا کوئی قانون نہین ہے ہم لوگ آپسمین بلا امتیاز شیر و شکر ہین اُسکے سبب سے بہت نقصانات پیدا ہوتے ہین۔ سوسائٹی کا ڈر ایک عجب ڈر ہے فرض کیجیے مسلمانون مین میخواری علاوہ اسکے جرم ہونے کے سوسائٹی کا بھی جرم ہے اسلیئے اسکے کرنے مین ہر شخص اجتناب کرتا ہے اور اگر کرتا بھی ہے تو چوری چھپے رشوت ابھی تک ہماری قوم مین سوسائٹی کا جرم نہین خیال کیا گیا اور یہی سبب ہے کہ اسکے کرنے مین کسی کو کچھ باک نہین ہے ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کے اہلکار رشوت کی وجہ سے شان شوکت سے رہتے ہین اور سوسائٹی کے کوئی قانون نہونے سے ہر جلسہ مین شریک ہوتے ہین پھر انکو کون سبب مانع ہوسکتا ہے کہ وہ رشوت نہ لین جنٹلمین ہم ہندوستانی سب ایک جسم ہین اور آپکا روپیہ پیسا سب کا خون ہے پس ایک ہندوستانی بھائی سے رشوت لینا ویسا ہی شرمناک ہے گویا ہم اپنے ایک بھائی کی بوٹیان نوچ نوچ کھاتے ہین (بڑے زور سے اور چارون طرف سے شرم شرم) مین اپنی تقریر کو گو مجھے بہت کچھ کہنا باقی رہگیا ہے طول نہ دونگا اور مین یہ ایک رزولیوشن تجویز کرتا ہون کہ سب اہلکاران سرکار خواہ ہندو ہون یا مسلمان کمانے والے ہون یا کوئے چپڑے کے بیچ میں ہون سب کے سب حلف اٹھائین کہ وہ آیندہ سے قطعی رشوت نہ لینگے

اور جو شخص رشوت لیتا ہوا بعد اس حلف کے پایا جاوے اوس سے قطعی آمد و رفت خورد و نوش ترک کردی جاوے یہ حلف کوئی معمولی حلف نہوگی۔ بلکہ ہندوؤن کو گنگا جل اور مسلمانون کو سور رشوت کی نسبت کہنا پڑیگا۔ جنٹلمین سب سے پہلے مین حلف لیتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ اسے خداوند تو میرے اس قسم کو مضبوطی دے (لاؤڈ چیئرز) اس تقریر کا ختم ہونا تھا کہ مسٹر ڈلن نے بڑی زور سے تالیان بجائین اور تمام کمیٹی مین ایک کھلبلی سی مچگئی سب کے چہرون پر ہوائیان چھوٹنے لگین اور عجب کشمکش مین سب لوگ پڑگئے اگر قسمین نہین کھاتے ہین تو مسٹر ڈلن سب کو بے ایمان سمجھتے ہین اور اگر قسمین کھاتے ہین تو کام چلنے کی امید نہین۔

میر دیانت حسین کے بعد بڑی بہادری سے لالہ پیغمبر صاحب صف اُٹھے اور انھون نے بھی قسم کھائی اور یہ ایزاد کیا کہ وکلا اور مختارون کو بھی حلف اوٹھانا چاہیے کہ وہ لوگ بھی عمال کو رشوت نہ دلا دین۔

الغرض بہت لوگون نے شوق سے اور بہت لوگون نے شرما شرمی اپنی اپنی مذہبی قسمین کھائین ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر نے ڈپٹی برج لال صاحب نے بھی حلف لیلیا اور بھی سرشتہ رشوت ترک کردی لیکن منشی شوکت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر اور لالہ ہیرون لال صاحب سررشتہ دار کلکٹری نے حلف نہین اُٹھایا اور یہ عذر کیا کہ وہ لوگ آج بغیر غسل کے حلف اُٹھانے سے مجبور ہین جب جلسہ برخاست ختم تھا مسٹر ڈلن نے ایک بہت ہی پر اثر تقریر کی اور میر دیانت حسین کی قابلیت اور ایمانداری کی بڑی تعریف کی اور اُنکا شکریہ تجویز کیا چنانچہ بعد ادائے شکریہ جلسہ برخاست ہوا۔

اس جلسہ نے ہونے میں سہاگے کا کام دیا اور دیانت حسین نے
تمام لوگوں کو اور بھی برہمی پیدا ہوگئی انھوں نے بھی قطعی طور پر
نیز مسعود کے یہاں آنا جانا بند کر دیا اسی درمیان میں
ڈپٹی شوکت حسین صاحب کے لڑکا پیدا ہوا اور اس تقریب
میں انھوں نے ایک عام دعوت کی تمام حکام ضلع یعنے
یورپین افسران تک کا ڈنر تھا۔ بہادر دیانت حسین صاحب
بھی شریک نہیں ہوئے اور میوہ کی طشت پر لکھ دیا
چونکہ ڈپٹی صاحب ابھی تک ملنے نہیں آئے اس لیے
ادب کے ساتھ مجکو اس جلسہ کی شرکت سے انکار ہے۔
اس تحریر کو دیکھ کر ڈپٹی صاحب بہت ہی بگڑے اور تمیز
قالین بگڑ کر دیانت حسین کو بہت کچھ برا بھلا کہا لالہ پرون لال
سے بھی بہت دیر تک اس معاملہ میں گفتگو ہی اور
رام جیاون چپراسی بھی بلایا گیا اور آخر سے بھی کچھ باتیں ہوئیں

باب بست و سوم

لالہ پرون لال کی سررشتہ داری

مسٹر ہریس کے آتے ہی ضلع کا رنگ بدل گیا یا تو
ضلع میں دیانت حسین ہی دیانت حسین تھے اور یا اب
پرون لال کا طوطی بولنے لگا تمام عمال جو وقت دربار داری
کرتے تھے ڈپٹی کلکٹر تک جا بجا پرون لال کے یہاں آتے
جاتے تھے تمام ضلع کے تحصیلدار یا تو شاید دیانت حسین
سے گرم خوشامد تھے۔ کبھی ہوا تو سخت۔ کریان پہنگ
سب ہی خبریں معاملات میں تحصیلداروں کے پاس سے
آتے لیکن اب لالہ پرون لال سررشتہ داری کے زور
دکھانے لگے تمام عمال کی نوکری اور ترقی مسٹر ہریس نے
پرون لال کے ہاتھ میں دے رکھی تھی اور پرون لال
تمام ضلع کو آنکھ بند کر کے لوٹتے تھے رام جیاون چپراسی
اور ڈپٹی شوکت حسین پرون لال سے بہت خوش تھے مسٹر ہریس
اوروں کی برائیاں کر کے پرون لال کی تعریف کر دیا کرتے
اور یہ تعریف گویا آیت حدیث ہو جاتی تھی پرون لال نے
تھوڑے ہی زمانے میں یہ رنگ جما لیا کہ جب کوئی جگہ خالی
ہوتی آسکا نیلام کیا جاتا جو امیدوار زیادہ قیمت لگاتا وہی
کامیاب ہوتا۔ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ بغیر لالہ پرون لال کے پوچھے
کوئی شخص ضلع میں گھسنے پائے مسٹر ہریس کچھ ایسے موم کی
ناک بنے رہتے تھے کہ پرون لال جدھر چاہتا آنکی طبیعت پھیر دیتا
تھا اور سب تحصیلداروں نے پرون لال کو سب لیکر راضی
کر لیا تھا لیکن بیچارے دیانت حسین اپنی دیانت اور ہٹ
کی بدولت ہریس کی نظروں میں بہت ہی پست تھے رپورٹ کوئی
آنکی ایسی نہوتی جسپر کوئی تیرھا حکم صدر سے نہ آتا ہو۔
اسی وجہ سے دیانت حسین نے عام طور پر سب علاقے میں
اور خاصکر نوکری چاکری کے بارے میں سفارش کرنا ترک
کر دیا تھا پندرہ دن کی چھٹی اگر عہدہ خالی ہوتی تو وہ لکھتے
تھے کہ تحصیل میں کوئی امیدوار ایسا نہیں جو مقرر ہوسکے
لہذا صدر سے عوض تجویز کیا جاوے۔

پرون لال کا آفتاب اقبال اس حد کو عروج پر پہونچا
کہ آج آنکا مثل لیاقت۔ شرافت اور حاکم کی عنایت میں
دوسرا نظر نہ آتا تھا۔ اتفاقیہ آخر سال کی دو تحصیلوں میں
تنازعہ زدگی ہوئی فیروز نگر اور جسام پور میں مسٹر ہریس نے
خود فصل دیکھنے کا ارادہ کیا اور ساتھ ہی ان دونوں
تحصیلوں میں دورہ کیا پہلے تحصیل جسام پور پہنچے کیا
وہاں منشی ہرنجی لال صاحب تحصیلدار تھے انھوں نے
ہر طرح عمال اور چپراسیوں کی خدمتگزاری کی اور سب آئے
ایک ایک حصہ کی تیاری و حیثیت حصول ایک دو روپیہ
جناب سررشتہ دار صاحب نذر لیے اور اسی طرح چپراسیوں

اور بلازمان صاحب کلکٹر بہادر کو دعوت مین حیثیت
نذر کیا رام جیاون چپراسی کا تو بھی قابل دید تھا وہ بھی
ایک خدائی فوجدار بنا ہوا تھا تمام لوگ تحصیلدار وغیرہ تک
سب اُس سے ڈرتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ مسٹر بریین نے
اپنے سیدھے پن سے اُسکو اس درجہ سر چڑھا لیا تھا کہ اُسنے
سب کی عافیت تنگ کر دی تھی لالہ چرونجی لال صاحب کے
اجلاس پر ایکدن وہ کسی ضرورت سے گیا تحصیلدار صاحب نے
سر اجلاس کرسی پر بٹھلایا اور حسب وقعت تعظیم کی جیسے دن صاحب کلکٹر کا
لشکر حسام پور مین رہا بیچارے چرونجی لال کا غضب مین
جان تھا جمانداری کرتے کرتے اُنکا پیٹ بگڑ گیا لیکن اُنکی
محنت ٹھکانے لگی اور سب لوگ حسام پور سے راضی گئے
اور سب سے متوقع سے چرونجی لال کی ثنا و صفت بھی
مسٹر بریین تک پہونچائی اور اُسکا یہ اثر ہوا کہ باوجودیکہ
چرونجی لال کی نسبت مسٹر پٹرسن بہت ہی خراب لکھ گئے
تھے لیکن بریین صاحب نے کچھ بھی خیال نکیا۔
وہان سے کوچ ہو کر صاحب ڈپٹی کمشنر کا لشکر مقام
کرنل گنج آیا یہ مقام تحصیل فیروز نگر مین ایک مشہور جگہ تھی
اور ایام شاہی مین بھی وہان چکلہ دار اور ناظم سب ٹھہرا
کرتے تھے مسٹر دیانت حسین کا پورا ارادہ تھا کہ وہ خود
کرنل گنج نجاتے لیکن دفعتًا صاحب کلکٹر کا پروانہ آیا
جسکا یہ مضمون تھا کہ کل ہمارا مقام کرنل گنج مین ہوگا تحصیلدار
خود مع سپرویزر قانونگو لشکر مین حاضر ہون اس سبب سے
یہ مجبور ہوئے اور علی الصباح روانہ کرنل گنج ہوئے۔
صبح سویرے سے لشکر کے لوگ آنے شروع ہوئے
چپراسیون نے سب سامان جمع کر رکھا تھا پہتے افراط تھی
سب کو بہت سیر چشمی سے دیگئی ہر چند سب چیزین موجود تھین
لیکن تتاگر ویتیہ لوگون نے پردون لال کی شہ پاکر ایک
ہاڑ مچا دیا۔

بہشتی۔ حضور۔ ہماری مشک ٹوٹ گئی ہر ایک موچی بلوا دیجئے

بیرا۔ صاحب کا بوٹ میلا ہو گیا ہی بوٹ کی سیاہی کمپنی سے
منگوا دیجیے۔

خانساماں۔ شکر باورچی خانہ مین نہین ہی تیا ہمانو کا
قند منگوا دیجیے۔

رام جیاون۔ صاحب نے حکم دیا ہی کہ اسوقت
چار کوڑی کھپڑے آخت منگوا دیجیے اور جو دام ہو دیا جائیگا
ایک منٹ مین چار فرمایشون کی بھرمار بیچارے دیانت حسین
ہوش مین ہنوز وہ اسکا بندوبست بھی نکرنے پائے تھے کہ سائیس دوڑا ہوا
آیا اور کہا کہ میجر صاحب کی ٹمٹم کا بم ٹوٹ گیا ہی ایک بڑھئی
بڑھئی اور لوہار اور سندری کی لکڑی بھی فورًا منگوا دیجیے کہ
جسمین آج شام تک تیار ہو جائے۔
میر دیانت حسین کے آتے ہوئے تو اس غائب ہوئے
اور وہ بیچارے اس فکر مین ہوئے کہ اے خدا کیونکر آج
بیڑا پار ہوتا ہی۔ اُنکو حیرت تھی کہ کیا رنگ ہی مین سب
آفتین نازل ہوئین مشک بھی پھٹ گئی سیاہی کی ڈبیہ
بھی جاتی رہی کھپڑون کی بھی آج ہی ضرورت ہوئی
شکر بھی آج ہی کم ہوئی اور سب پر طرہ یہ کہ ٹمٹم کا بم بھی
آج ہی ٹوٹا دیانت حسین چپراسیون کو بلا کر بم کے لیے
حکم دے رہے تھے کہ رام جیاون نے دوسری ڈانٹ
بتائی کہ تحصیلدار صاحب ذرا جلد ہی کیجیے گا یہ پٹرسن صاحب کا
زمانہ نہین ہی ہمارے صاحب تحصیلدارون کو کان پکڑکے
نکالدیتے ہین یہ فقرہ سن کر جو رنج میر دیانت حسین کو
ہوا ہوگا اُسکو ناظرین بخوبی اندازہ کر سکتے ہین لیکن
بیچارے کرتے تو کیا کرتے اُنکے مقدر کی طرح آنکے سارا
زمانہ فرنٹ تھا بغیس واتون مین زبان ہوتے تھے

ایسی حالت مین سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ یا برداشت کرنے اور یا ترک تعلق کرو مین نوکری کے سوا کوئی معاش نہ تھی اسلیے بیچارے سب انگیز کرتے تھے اور ٹال دیتے تھے

ادھر تو یہ انتظام مین مصروف تھے اور وہان کا قصہ سنیے مسٹر بریین اپنے شامیانہ مین بیٹھے ہوے کچھ لکھ رہے تھے رام جیاون چپراسی - گھراؤ بیرا - اور رمضان خان خانسامان تینون قنات کے پاس بیٹھے اور اسطرح باتین شروع کین کہ مسٹر بریین اچھی طرح سن سکتے -

گھراؤ بیرا - آج تو خانسامان جی بڑا گجب (غضب) ہو گیا تھا بڑی کھیر (خیر) ہوئی نہین رام جیاون کی کھوپڑی توڑ ڈالتا -

خانسامان - گُسہ (غصہ) تو مجھکو ایسا آیا تھا کہ مین آپے مین نہ رہا تھا مگر صاحب کے مزاج کو ڈر گیا -

رام جیاون - بھائی تمھین انصاف کرو میری کیا خطا تھی جب ہمارے صاحب کو جنکے بدولت ہم عیش کرتے ہین ہمارے بال بچے پرورش پاتے ہین انگلیوں پر بلایت (ولایت) کا جنگلی بتائے تو ہمکو کیسے گصہ (غصہ) نہ آئے

گھراؤ - نہین وہ اپنے کو لگاتے بھی بہت ہین اپنے برابر کسیکو سمجھتے ہین -

خانسامان - ابھی وہ راجہ ہین تو اپنے گھر کے لاٹ ہین اپنے گھر کے ہمنو جسکا نمک کھاتے ہین وہی ہمارا لاٹ ہے

رام جیاون - اگر منشی پرون لال وہان نہ ہوتے تو بڑا گجب ہو جاتا پرون لال کو بھی بڑا رنج ہوا - دیکھو کیسا آدمی ہو کسی سے ایک چھدام نہین لیتے دھیمے دھیمے بات کرو کہین صاحب نہ سن لین جو غضب ہو جائے -

مسٹر بریین نے اس گفتگو کو بہت ہی کان لگا کر سنا اونسے اتنا بھی ضبط نہ ہو سکا کہ کچھ بھی سکوت کرتے انکو نہ فوراً آواز دی کہ یہان آؤ -

رام جیاون - حاضر غریب پرور -

صاحب - ول تمسے آج کس سے لڑائی ہوا -

رام جیاون - حجور کسی سے نہین -

صاحب - ول سچ بتلاؤ کچھ ڈرنے کا بات نہین

رام جیاون - (بہت ہی خوف زدہ صورت بنا کر اور تھر تھر کانپ کر) حجور میری عادت کسی کی چغلی کی نہین آج پچیس برس حجور لوگون کی اردلی مین گذرا کسیکی لگائی بجھائی نہین کی آگے حجور مان باپ ہین

صاحب - ول ہم پوچھتا ہے اور تم نہین بتاتا - بول حرامزادہ اسٹیوپڈ فول -

رام جیاون - حجور مالک ہین مین کیا بتاؤن راجہ لیاقت حسین کے بیٹا جو تحصیلدار ہین حجور کو بلایت کا جنگلی بتاتے تھے اور کوئی انگریزی کتاب پڑھ پڑھ کر سناتے تھے کہ صاحب اس دیس کے حقیر ہین تابعدار اور منشی پرون لال کو برا معلوم ہوا مگر حجور کے ڈر سے چپ ہو رہے اب حجور حکم دین تو تابعدار اپنا کھون اور انکا کھون ایک کر دے -

صاحب - او! اچھا کچھ پروا کا بات نہین اگر وہ یہان آوے تو تم اس سے عداوت مت کرو کہ وہ راجہ کا بیٹا ہے جنگلی عادت ہے اسکا ملنا کچھ ضرور نہین - انہین تم ابھی اس سے کہو کہ ہمارے لشکر سے چلا جاوے -

مسٹر بریین کو اس بات کا اتنا رنج ہوا کہ وہ اپنے خیمہ مین ٹہلنے لگے اور بار بار دانت پیستے تھے جسکے اگر انکا بس چلتا تو اسوقت دیانت حسین کو گولی مار دیتے مسٹر بریین کے رنج کے دو سبب تھے اول تو وہ کسیقدر زود یقین تھے جو جسنے کہدیا فوراً یقین کرلیتے تھے

اور دوسرے وہ اپنی عزت بہت چاہتے تھے اسطرح ایک ہندوستانی کا انکو ذلیل بتلانا سخت ناگوار ہوا۔

ادھر رام جیاون شیر کی طرح دیکھتا ہوا اچھلتا کودتا نیچے منشی چیدون لال کی جھولداری میں گیا اورانسے کچھ کان میں کہا کہ جسپہ ایک بڑے زور سے قہقہہ لگا اوراسکے بعد تحصیلدار صاحب کے پاس آیا اور کہا آج اسی وقت تحصیل چلے چاہئیے یہاں چپراسی لوگ سب بندوبست کرلینگے اور صاحب نے کہا ہم کہ اسوقت نہیں چلنے کی کچھ ضرورت نہیں ان غریب کو کیا خبر تھی کہ یہ چھوٹی باتیں ہو رہی ہیں یہ تواس حقیقتی کو بہت غنیمت سمجھے کہ چیدون نے گٹھری ان بیگاریوں نے چھٹی پائی یہ فوراً اسی وقت فیروزنگر چلے آئے اور انوتاگو کو انتظام رسد کے لیے چھوڑ آئے جیسے ہی دیانت حسین سوار ہوئے رامجیاون صاحب کے پاس آیا۔

رام جیاون۔ حضور کہدیا۔

صاحب۔ پھر وہ کچھ بولا۔

رام جیاون۔ اب حضور کھود کھود نہ پوچھیں انکے تو پر نکلے ہیں۔

صاحب۔ ول کیا کہا تم ہمارا ڈر مت کرو صاف صاف بتلاؤ۔

رام جیاون۔ کہیں کیا گھوڑے پر سوار ہوکے چلے گئے اتنا البتہ بولے کہ ہم ہرسن کی کیا پروا کرتے ہیں بلایت کے منہ یہاں جو چاہیں سو حکومت کرلیں بلایت میں ملکہ ٹوریا کا پاکھانہ صاف کرتے کرتے ہاتھ گھسے ہونگے۔

صاحب۔ اچھا ہم سمجھ لیگا۔ رام جیاون اب تم پورا پورا حال اس بدمعاش تحصیلدار کا بتلاؤ۔

رام جیاون۔ بہت خوب حضور۔

ناظرین اسکو خود سمجھ سکتے ہونگے کہ اس تحصیل میں پہنچ کر شدہ یا چپراسی کسیکو کچھ نہ ملا ہوگا اور سب لوگ اس سررشتہ کے اور بھی میر دیانت حسین کے خلاف ہو گئے ہونگے۔

باب بست وچہارم

دیانت حسین مصیبت مین

دفعتاً زمانے پلٹا کھایا اور ایکبارگی دیانت حسین اور مسٹر ہرسن کی ان بن کی خبرین مشہور ہوچلین دیانت حسین جب ہرسن صاحب ڈپٹی کمشنر سے ملنے گئے لیکن وہ ہمیشہ انکار کردیتے تھے اوران غریب کا سلام تک نہ ہوتا تھا۔ انکے ہر کام پر اعتراضات شروع ہوے انکا ہر فیصلہ منسوخ ہونا شروع ہوا کوئی سیدھی بات بھی یہ کرتے تو اسپر صدہا اعتراض ہوتے تھے یہ رنگ دیکھکر انکے عمال بھی انسے فرنٹ ہو گئے اول تو یون ہی آپسے ناراض تھے اسپر طرّہ یہ ہوا کہ مسٹر ہرسن کی ناراضی نے اور بھی سب کو گستاخ اور بے ڈر کردیا چپراسی تک انکا حکم نہ مانتے تھے اور جب یہ کسی پر ناراض ہوتے تو وہ ایسا گستاخ جواب دیتا کہ یہ بیچارے اپنا سا منہ لیکر رہجاتے نہ انکو یہ امید تھی کہ انکی کوئی شکایت اثرپذیر ہوگی نہ انکو یہ توقع تھی کہ انکی کسی رپورٹ پر کوئی توجہ ہوگی انھون نے اپنی ان سب مصائب کا حال مسٹر پٹرسن کو لکھا تھا مگر انھون نے یہی جواب دیا کہ سچائی ہمیشہ فتحیاب رہتی ہے تمکو ذرا بھی اس انقلاب سے متفکر نہونا چاہیے خدا تمھارے ساتھ ہوگا۔

بیچارے ایسے پریشان تھے کہ نہ انکا کوئی یار مددگار تھا نہ کوئی دوست غمخوار تحصیل منصفی پولیس۔ کلکٹری فوجداری ہر محکمہ کے لوگ انکی دیانت کے سبب سے انکے

جانی دشمن اور تشنہ خون ہو رہے تھے مسٹر ہرسین بھی انسے
سخت ناراض تھے اور اس ناراضی کے سبب سے مختلف
موقعون پر وہ میر دیانت حسین کو ذلتین دے چکے تھے
مسٹر ڈلن سے انکو کسیقدر سہارا تھا وہ بھی اس ضلع سے
رخصت پر جانے والے تھے یہ ایک دوسرا اندیشہ
انکے واسطے پیدا ہو گیا تھا اس سے اچھا موقع دشمنون کو
اپنی دلی عداوت نکالنے کا مل گیا تھا لہذا ایک دن
لالہ پرون لال کے مکان پر یہ کمیٹی ہوئی شیخ قدرت حسین
تحصیلدار موقوف شدہ - مولوی شوکت حسین ڈپٹی کلکٹر
لالہ پرون لال صاحب سررشتہ دار - لالہ پربھودیال صاحب
سیاہہ نویس تحصیل - یہ چارون آدمی ایک تخلیہ مین
بہت دیر تک باتین کرتے رہے تھوڑی دیر کے بعد
پربھودیال وہان سے نکلے اور ایک چپراسی کو بھیجا
کہ بچا سنگہ زمیندار تتارت پور کو بلا لاؤ - بچا سنگہ
اس تحصیل مین ایک مشہور شریر آدمی تھا صدہا بدمعاش
اسکے اختیار مین تھے جو چاہتا سو کرا لیتا تھا وہ وہ
اسکے گروہ کے لوگ چوریان کرنے جاتے اور صدہا روپے
غارت مین لاتے تھے علاوہ اسکے اپسمین جہان کہین کوئی
لاگ ڈانٹ ہوئی پچاس پچاس روپیہ روز پر بچا سنگہ کا
غول مدد کے لیے جاتا تھا بچا سنگہ ایسا شریر آدمی تھا
کہ اسکو اپنی آبرو کھونے مین کچھ باک نہ تھا اور جری بھی
اتنا تھا کہ اسکو اپنی جان کی بھی پروا نہ تھی راجہ
لیاقت حسین خان اور بچا سنگہ مین ایک قدیم عداوت
بابت زمینداری کے تھی اور اکثر راجہ صاحب مرحوم
اس سے خائف رہا کرتے تھے اور وہ راجہ صاحب سے
دیانت حسین جب تحصیلدار ہوے تو بچا سنگہ بہت ہی
ڈرا کہ یہ اپنے باپ کے وقت کی کسر نہ نکالین - دیانت حسین

اس دیانت کے آدمی نہ تھے کہ وہ کوئی اس قسم کا فعل
کرتے جو خلاف ایمان ہوتا تھوڑی دیر مین بچا سنگہ آیا
اور اس سے بھی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین اور لوٹیا مین
گنگا جل منگایا گیا - معلوم نہین کہ کسنے کسنے حلف لیا
تھوڑی دیر مین سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے -

دوسرے روز گیارہ بجے دن کو جب صاحب مجسٹریٹ کے
اجلاس مین سوال جوابی ہو رہا تھا درخواستون کے
ایک یہ بھی عرضی نکلی -

بچا سنگہ ساکن موضع تتارت پور تھانہ فیروزنگر مستغیث

بنام

راجہ سید دیانت حسین تحصیلدار فیروزنگر تھانہ فیروزنگر ملزم
جرم دفعہ ۳۲۳ - تاریخ وقوع جرم ۱۱ ماہ دسمبر [illegible]ع
وقت نو بجے دن -

غریب پرور سلامت - صراحت استغاثہ یہ ہے
کہ مستغیث موضع تتارت پور کا زمیندار و نمبردار ہے
چنانچہ مستغیث نے اپنے ذمہ کی مالگزاری بابت اقساط
نومبر و دسمبر بذریعہ منی آرڈر تحصیل مین بھیجا جسکی رسید
پاس مستغیث کے موجود ہے مگر ملزم نے جو تحصیلدار
تحصیل فیروزنگر کا ہے باوجود ادا ے مالگزاری مستغیث کو
چار مذکوریان اسم الاعلوم کو بھیجکر پکڑوا بلایا اور
مبلغ [illegible] مالگزاری طلب کی مستغیث نے عذر کیا
کہ مین آٹھ آنہ کا زمیندار ہون اپنے ذمہ کی کل مالگزاری
بذریعہ منی آرڈر ارسال کر چکا ہون دوسرے کے ذمہ سے مجھسے
واسطہ نہین اسپر ملزم نے مجھسے تنگ طلبی کی مستغیث نے
دینے سے لاچاری ظاہر کی اسپر ملزم کو غصہ آیا اٹھکر
دو تین گھونسے اس زور سے مستغیث کے مارے کہ دو
دانت مستغیث کے ٹوٹ گئے اور شام تک حراست مین

بے آپ و دانہ بٹھا رکھا شام کو جب چپراسیان وغذ کو یہان تحصیل اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے مستغیث وہان سے اپنی جان بچا کر تھانہ مین آیا اور تھانہ مین جب سماعت نہوئی تب بذریعہ درخواست ہذا ناشی ہون کہ تدارک ملزم حسب دفعہ ۳۴۲ تعزیرات ہند فرمایا جائے۔

عرضی فدوی بچا سنگہ معروضہ ۱۲ دسمبر

صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اظہار تحریر فرمایا اور چٹھی کے ذریعہ سے ڈاکٹر کے پاس واسطے ملاحظہ کے بھیجا اتفاق کی بات دیکھیے کہ ڈاکٹر ملکریڈی آسی وقت شکار کو گئے تھے اور اسسٹنٹ سرجن انچارج تھا اُس سے اور لالہ پرون لال سے نہایت دوستی تھی اور اُنکو دیانت حسین سے بغض للہ تھا یہ موقع اُن لوگون کو بہت اچھا ہاتھ لگا اور اسسٹنٹ سرجن سے رپورٹ حسب دلخواہ لکھوا دی۔

رپورٹ ڈاکٹر

مین نے بچا سنگہ کو ملاحظہ کیا اُسکے دو دانت سامنے کے ٹوٹ گئے ہین اور یہ چوٹ سامنے کی ہے اور کسی طاقتور آدمی کے گھونسے کی ہے اور دماغ مین بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے اور مونھ مین ۱/۲ انچہ چوڑا اور ۱/۴ انچہ گہرا اور ایک انچہ لانبا پھٹ گیا ہے یہ ضرب ہماری راے مین سنگین ہے۔

ساڑھے تین بجے ڈاکٹر کی رپورٹ پہونچی جبتک اسپتال سے رپورٹ نہین آئی مسٹر ہربسن نے دو تین مرتبہ اسکو دریافت کیا اور جسوقت سے یہ درخواست گذری وہ مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے تھے جب رپورٹ آئی اُسکو بہت غور سے پڑھا ۔ دل مین تو بڑا اچھا ہی معاملہ ہے سررشتہ دار سے کہا اور دوسرے دن صبح کے لیے

حسب دفعہ ۳۲۵ ۔ تیلکو ٹہ میر دیانت حسین کو بذریعہ سمن اپنے اجلاس مین طلب کیا اور گواہان ثبوت کے لیے کورٹ انسپکٹر کو ہدایت کی کہ حاضر کرے ۔ یہ سمن ساڑھے پانچ بجے شام کو اُسی روز میر دیانت حسین پر تعمیل کیا گیا اسکو دیکھتے ہی دیانت حسین کو ایک سخت حیرت ہوئی پہلے وہ سمجھے کہ یہ سمن کسی اور کے نام کا ہے دھوکے سے اُنکے پاس لایا گیا ہے لیکن جب غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ نہین انھین کے نام ہے اُنھون نے مسکرا کر سمن لے لیا اور دوسرے پرت پر دستخط کر دیے اب تمام شہر مین دوسرے دن صبح کے لیے تیاریان ہو رہی ہین میر دیانت حسین سخت تردد مین تھے کہ اوند ! یہ کیا معاملہ ہے وہ خوب سمجھتے تھے کہ نہ اُنھون نے کسی کو مارا نہ کسی کے دانت توڑے اتنے مین اُنکے چند احباب آئے۔

ایک ۔ جناب سید صاحب کچھ سنا آپ پر ایک نالش ہوئی ہے۔

دیانت حسین ۔ ہان بھائی میرے پاس ابھی سمن آیا ہے مگر اسرار کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

دوسرے ۔ قبلہ یہ دشمنون کے ہتھکنڈے ہین ۔ بھلا بچا سنگہ کی یہ مجال تھی کہ وہ کوئی حرکت اس قسم کی کرے مگر ۔ ع ۔

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

قبلہ اب بھی ہوشیار ہو جائیے۔

تیسرے ۔ یہ مقدمہ ڈپٹی شوکت حسین و پرون لال کی صلاح سے ہوا ہے۔

دیانت حسین ۔ نہین جی اُنکو بھلا کون ایسی غرض تھی کہ وہ خواہ مخواہ ایسا طوفان کھڑا کرتے ۔

جناب ۔ آپ تو انھین باتون سے خراب ہوتے ہین آپ اتنا نہین سمجھتے کہ بچا سنگہ کی اتنی جرأت ہو سکتی ہے۔

ایاب حضرت آپ سکو وکیل کرنے کی فکر کیجیے صاحب قبلہ آپ سے برہم ہین خدا خیر کرے۔

دیانت حسین۔ بھائی صاحب سچائی ہمیشہ ظفریاب رہتی ہے حق کا راضی اسی نہ ہو مین اپنے معاملات مین ہمیشہ خدا کو وکیل کیا کرتا ہوں۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

دوسرے دن دس بجے مسٹر ہریسن اپنے اجلاس پر آئے اور آتے ہی بچا سنگہ بنام سید دیانت حسین والا مقدمہ پیش ہوا منجانب بچا سنگہ مسٹر الا برسٹر اور لالہ مدن موہن لال گوری لال بابو امبا پرشاد وغیرہ وغیرہ قریب تیس چالیس آدمیوں کے وکیل و مختار تھے غریب دیانت حسین کی طرف سے اسوقت تک کوئی نہ تھا صرف دو تین مسلمان خدا پرست ادھر ادھر لگے ہوے تھے کہ اگر ضرورت ہوگی خود اختیار نامہ داخل کر دینگے تمام کچہری وکیلوں سے کھچا کھچ بھری تھی اور یہ عجب بات ہے کہ کچہری خبر اتنی جلد مشہور ہوتی ہے جو سمجھ مین نہیں آتی بہت سے دور دور کے زمیندار اور رئیس اس مقدمہ کی خبر سن کر آئے تھے اور سب کچہری کے گرد جمع تھے تمام لوگ بچا سنگہ پر لعنت ملامت کرتے تھے فیروز نگر کی عدالت مجسٹریٹی مین یہ دوسرا تھیٹر تھا جسمین ایک تحصیلدار اسٹیج پر آتا ہے لیکن اس تھیٹر اور اس تھیٹر مین زمین آسمان کا فرق تھا اسمین ایک بے ایمان ظالم۔ راشی تحصیلدار معتوب تھا اور اسکی ذلتیں دیکھ دیکھکر پبلک کو مسرت ہوتی تھی اور اسمین ایک عالیخاندان تعلیم یافتہ محب قوم اور متدین شخص ملزم ہے اور اسکی بیکسی پر تمام زمانہ رو رہا ہے اسمین اسٹیج منیجر ایک منصف مزاج اور سمجھدار شخص تھا جو اپنی خدمات سے واقف تھا اور اسمین ایک ناتجربہ کار مغرور آدمی ہے کہ جسکو یہ بھی نہیں معلوم کہ کسطرح انگریز ورانسے سلوک کیا جاتا ہے۔

گیارہ بجے مستغیث کا اظہار شروع ہوا آپنے ٹھیک طرح پر اپنے استغاثہ کے مطابق اظہار دیا اسکے بعد۔ لالہ بھگوندیال سیاہہ نویس۔ امانت محرر متفرقات اور پنڈت کاشی ناتھ نائب تحصیلدار اور چند چپراسیان تحصیل کا بطور گواہان ثبوت اظہار ہوا ان لوگوں نے بھی اچھی طرح سے گواہی دی جب پنڈت کاشی ناتھ کا اظہار ہوا تو اسوقت میر دیانت حسین البتہ کسیقدر بدحواس ہوے اور وہ اب سمجھے کہ کیا ہونا ہے اور کہانتک اسکا نتیجہ ہوگا انکو بدحواس دیکھکر بابو لیت چندر گوش وکیل ہائی کورٹ اور مولوی قمر علی وکیل نے فوراً میر دیانت حسین کی طرف سے وکالت نامہ داخل کیا اور اسطرحسے سوالات جرح کیے کہ بالکل شہادت ایک دوسرے سے مختلف ہوگئی اور پنڈت کاشی ناتھ کے اظہار سے یہ بات بھی اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ ان لوگوں کو مسٹر ہریسن کی ناراضی کا اور ڈپٹی شوکت حسین کی خفگی کا پورا پورا علم ہو اور ڈاکٹر کے بیان سے بھی یہ امر مشکوک ہوگیا کہ سید دیانت حسین کے جسم اور قوت کا آدمی ایسی چوٹ نہیں پہونچا سکتا تھا مگر صاحب مجسٹریٹ کی راے مین فرد جرم مرتب کرنا ضروری معلوم ہوا اور انھوں نے سید دیانت حسین کا جواب تحریر کرنا شروع کیا۔

مین نے ہرگز بچا سنگہ کو نہیں مارا بچا سنگہ میری تحصیل کا مالگزار ضرور ہے لیکن اُسنے امسال اپنی مالگزاری نہ بذریعہ منی آرڈر نہیں بھیجی بلکہ اُسنے خود ۲۴ نومبر کو تحصیل مین داخل کیا اسکا دوسرا بھائی دانہال سنگہ بھی اپنی مالگزاری ۲۸ نومبر کو داخل کر چکا۔ ۱۱ دسمبر کو مین نے ہرگز بچا سنگہ کو نہیں طلب کیا اور نہ مین نے اسکو دیکھا ۱۱ دسمبر کو مین صبح سے دو بجے تک مسٹر ڈلمن کے ساتھ تھا انکی سواری کا انتظام کرتا تھا اور ریل تک انکو مین پہونچانے گیا تھا جھوٹ بالکل

یہ استغاثہ مجھ پر بنجانب بچا سنگ نہیں ہو بلکہ اسکی وجہ میری بدقسمتی اور حضور کی ناراضی اور میرے مقوم دوستوں کی مہربانی ہے۔

صاحب ۔ ول ہم غیر متعلق بات نہیں سننا چاہتا۔

دیانت حسین ۔ بہت اچھا آپ نہ سنیے میں آپکے کانوں کو بلا وجہ اپنی فریاد سے تکلیف دینا نہیں چاہتا۔

صاحب ۔ ول تمہارا کون گواہ ہے۔

جواب ۔ بابو کیشب چندر بہیں اسٹیشن ماسٹر اور مسٹر ڈولن و چمن خان۔

الغرض میر دیانت حسین نے اسم نویسی گواہان صفائی داخل کی اور اسمیں مسٹر ڈولن اسسٹنٹ کمشنر بابو کیشب چند بہین اسٹیشن ماسٹر اور چمن خان ہوٹل کیپر وغیرہ کا نام لکھا صاحب مجسٹریٹ نے نہایت بے رخی سے مسٹر ڈولن کا طلب کرنا نامنظور کیا کہا کہ صاحب چاہے ہو آپ مقدمہ میں کوئت بڑھائے ہم مسٹر ڈولن کے بلانے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ کوئی فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ اچھا اسٹیشن ماسٹر اور چمن خان خاساماں طلب کیے جائیں اور مقدمہ کل پیش ہو اور ملزم پانچسو روپیہ کی ضمانت پر رہا ہے اسوقت پانچسو روپیہ کی ضمانت بابو کیشب چند گھوش نے کر لی اور سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے۔

دوسرے دن جب میر دیانت حسین کا مقدمہ پیش ہونیوالا تھا اسی دن صبح کو مسٹر ہیرس سے ملنے کو بہت لوگ گئے میر دیانت حسین کے مقدمے کا بہت تذکرہ رہا جو کوئی جاتا مسٹر ہیرس خود بخود پوچھتے تھے کہ تحصیلدار کے مقدمہ کی اصلیت کیا ہے انکے ملنے والوں نے جو جو بتلایا ہم بالتفصیل ذیل میں بتلاتے ہیں۔

ڈپٹی شوکت حسین ۔ حضور مقدمہ کے سچ ہونے میں ذرا شک نہیں میر دیانت حسین گو بہت لائق اور ایماندار آدمی ہیں لیکن خداوند حد سے زیادہ مغرور ہیں اور حقیقت کرچہ ہیں مگر بے نیست۔ لڑکے تو ہیں ہی غصہ میں ناحق ایسا نہیں چاہتے تھا خداوند نعمت جائے عجب نہیں و نیز ذرا غور فرمائیں کہ منشی پیرون لال صاحب کیسے مقبول اور لائق شخص ہیں تمام زمانہ انکا مداح ہے اور میر دیانت حسین معلوم نہیں کیا سبب ہے انسے ناخوش تھے۔

پیرون لال ۔ حضور تابعدار نے سنا کہ جب وہ تحصیلدار ہیں حضور کی شکایت کا تار دیا گیا تھا اور کئی لوگ بلائے گئے تابعدار نے یہ بھی سنا کہ میر دیانت حسین حضور پر تپک سخت کی آگ بمقدمہ ہیں ہی ہو گئے تو نالش کرنیوالے ہیں۔ خداوند نعمت دیانت حسین بڑے لائق اور تیز مزاج تھا افسوس غرور نے انکو چوپٹ کر دیا۔

شیخ بدرالدین او کل فنڈ کلارک ۔ میرے حضور کو یقین نہیں لیکن حضور نے اپنے اصلیت ہی کا سلوک جاری کیا ہوگا ناحق مقدمہ چلانے کی غرض کو نہ چاہتا۔

کرم خان افسیلہ ڈاکخانہ ۔ حضور کو ٹھیک خبر ملی۔ تحصیلدار صاحب نے مارا ضرور اور حضور اگر نہ مارتے تو اتنا بڑا معزز شخص ایسی نالش کر کے اپنی بےعزتی کیلیے کرتا حضور کے انصاف کی شہر میں دھوم ہے مگر حضور کے سررشتہ دار ایماندار آدمی ہیں۔

پولیس انسپکٹر فیروز نگر ۔ حضور کو سچا مقدمہ ہے تحصیلدار صاحب نے ضرور مارا آنا گھمنڈ ہی بہت تھا کیا کسی کو کچھ سمجھتے تھے حضور یہ ہندوستانی جتنے انگریزی کپڑے پہنتے ہیں اپنے برابر کسی کو نہیں لگاتے ایسے ہی قائم گنج میں سیان دلدار علی تحصیلدار بھی بہت بانکے ٹیڑھے رہتے تھے کار سکیل صاحب ناراض ہوئے فوراً

جیسلنی نہ بھیجیے یا سب بھی ثابت بھول گئے حضور اب لالہ پیرون لال کو تحصیلدار کر دیں آنسے بہتر دوسرا شخص ضلع میں نہیں ہے۔

ناظرین خیال کرنے کا مقام ہے کہ کسطرح ہندوستانی لوگوں نے محض مسٹر ہرلسن کی جھوٹی خوشامد میں پیرون لال کی تعریف اور غریب دیانت حسین کی برائی کی مسٹر ہرلسن کو پورے طور پر مقدمہ کی اصلیت کا یقین ہو گیا انسپکٹر صاحب پولیس نے مزا بھی چکھا دی اور تحصیلداری کا انتظام بھی کر دیا کرم خان انسپکٹر تھانہ اور انسپکٹر پولیس سے کسی طرح میر دیانت حسین کو کوئی عداوت یا لالہ پیرون لال سے کوئی تخصیص نہ تھی لیکن خوشآمد درج ہو رہا تھا کہ لوگ مسٹر ہرلسن سے ملنے جاتے تھے اور انکے خوش کرنے کو خوشامد کی باتیں کرتے تھے۔

اس مقدمہ کا گھر گھر چرچا ہوتا تھا اور ہزار ہا آدمی رعایا اور دوست بد دعا تھے کہ خدا دیانت حسین کا ساتھی ہو انکی بقصوری ہر شخص کے زبان زد تھی لیکن تمام اعلی و ادنی ملازمان سرکار کو یہ فکر تھی کہ وار خالی نہ جائے بابو کیرت چند نے میر دیانت حسین کو صلاح دی کہ مقدمہ منتقل کرا لیا جائے گو میر دیانت حسین کہتے تھے کہ سچائی ہمیشہ کامیاب رہتی ہے

تو پاک باش برادر مدار از کس باک زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ

لیکن بابو صاحب نے یہ فرمایا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور اس کلجگ میں ہمیشہ سچائی نہیں چلتی حاکم بد مزاج ہے مقدمہ کا منتقل ہو جانا ہی بہتر ہے چنانچہ ابھی جج کے لیے بابو صاحب نے انصاف نگر جانے کا قصد کیا جبھی اشتعال سو بجے ریل چھوٹ گئی اور اسوقت جو صدمہ کیرت چند کو ہوا وہ شاید انکو کبھی نہیں ہوا تھا غرضکہ بابو صاحب نے صاحب کمشنر جج کے یہاں تار دیا جسکا مضمون یہ تھا در دیانت حسین تحصیلدار بلا قصور مبتلائے مصیبت ہے مسٹر ہرلسن بر سر پرخاش ہیں مقدمہ منتقل کر دیجیے۔

اس تار کا یہ جواب آیا کہ تار کی درخواست پر مقدمہ منتقل نہیں ہو سکتا ہر سائل کو اپیل کا حق ہمیشہ حاصل ہے

دوسرے روز پھر دس بجے مقدمہ پیش ہوا اس روز کا ہجوم تماشائیوں کی ریل پیل دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی بیچارے میر دیانت حسین کی والدہ خود پالکی میں سوار ہوکر کچہری آئی تھیں ہر چند دیانت حسین نے منع کیا تھا لیکن انھوں نے نہ مانا پالکی ایک درخت کے نیچے رکھی ہوئی تھی ہزاروں آدمی دست بدعا تھے اے خدا اس رئیس اور سید پر رحم کر صاحب کے آتے ہی مقدمہ پیش ہوا پہلے بابو کیرت چند رئیس کا اظہار شروع ہوا۔

میں خیر نگر کا اسٹیشن ماسٹر ہوں اٹھائیس کو مسٹر ڈلن دو بجے کی ریل میں سوار ہوئے تھے اور ایک بجے اسٹیشن آئے تھے سید دیانت حسین اور مسٹر ڈلن ایک بگی میں آئے تھے اور جبتک مسٹر ڈلن سوار نہیں ہوئے تھے اسٹیشن پر رہے اس سے پیشتر کا میں کچھ حال نہیں جانتا۔ خانساماں نے بھی یہی بیان کیا۔ بعد اختتام شہادت گواہان صفائی وکلائے فریقین نے تقریریں کیں۔ مسٹر لائر بہت ہی تھوڑی دیر گفتگو کر کے بیٹھ گئے اور لوگوں سے آہستہ سے یہ کہا کہ ایک بیگناہ کے معاملے میں مجبور ہوں زبان یارا ہی نہیں دیتی۔ اسکے بعد مسٹر کیرت چند نے بڑی فصاحت کے ساتھ دو گھنٹے تک بحث کی اور ہر پہلو سے اس مقدمہ کو بنایا ہوا ثابت کیا لیکن حضور مسٹر ہرلسن صاحب بہادر سے لوگوں نے مقدمہ کی اصلیت اسطرح یقین دلائی تھی کہ وہ کچھ بھی

خیال نکرتے تھے اور آخر کار فریقین کی بحث سن کر انھون نے سید دیانت حسین کو مجرم قرار دیا اور ایک سال قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور یہ حکم سنا کر فوراً گاڑی مین سوار ہو کر بنگلے چلے گئے۔

باب بست و پنجم

قیدی دیانت حسین

ناظرین ایک مصنف کے لیے یہ بہت ہی سخت مقام ہے۔ افسوس اوہ رئیس اوہ جسکے ہاتھون مین پھولون کا زیور زیبا ہو وہ ڈیڑھ پاؤ کی وزنی ہتکڑیان پہنے جسکے پیرون مین سونے کے کڑے بھی بوجھ تھے انہین وزنی بیڑیان جکڑی ہوئی ہین وہ نونہال گلشن اقبال جسکا باپ امیر ابن امیر اور جسکا دادا اُسی شہر کا حکمران ہو وہ انقلاب زمانہ کی بدولت اس بیکسی سے جیلخانہ جاتا ہے جسکی شادی کی تیاریان تھین آسکے جیل جانے کی برات سج رہی ہے ہزارون بڈھے جوان عورت مرد سبھی سسرال پہونچانے کو ہمراہ ہین شور قرنا کے بدلے ہر طرف شور و بکا ہے اور ہر شخص شکل اخگر خاک آلودہ ہے بجائے خط سینہ زنی سے سینہ کبود ہے۔ آتشبازی کے بدلے چہرون پر ہوائیان ہین شہنائی کے عوض لبون پر واویلا ہے اور گیتون کے عوض سب لوگ نالہ کنان ہین یہ ہے وہ شخص جو آج کے ایکدن پہلے اس شہر کا حاکم فوجداری تھا جو خود مجرمون کو جیلخانے بھیجتا تھا آج خود قیدی بنا ہوا جا رہا ہے۔

میر دیانت حسین نے جسوقت سے قید کا حکم سنا ایک سکتہ کی حالت مین تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے نہ باتین کرتے تھے نہ شور و غل مچاتے چپ چاپ سکوت کے عالم مین بار بار اپنے کو دیکھتے تھے اور خدا کی قدرت پر غور کرتے تھے جسوقت آنکو جیل لیجاتے تھے لالہ پرشن لال کے اشارے سے پولیس نے آنکو شہر مین ہو کر لیجانا چاہا تھا ہنوز تھوڑی دور لیچلے تھے کہ ہزارہا آدمیون کا ہجوم ہوا اور برابر پھولون کی بارش آنپر ہونے لگی جس راستہ سے نکلتے ہمدرد ہاتھ گلدستے آنپر پھینکے جاتے تھے گورنمنٹ کالج کے طالبعلمون نے اُسوقت ماتمی لباس پہنا اور آنکے جیل تک پہونچانے کو آنکے ہمراہ ہوئے تمام بازار والون نے دکانین بند کر دین شہر مین ایک قیامت برپا ہو گئی تمام رئیس سارا شہر اس مظلوم قیدی کے ساتھ تھے کچہری کی لائن سے جیل کے دروازے تک آدمیون کا تانتا لگا ہوا تھا جیل کے پھاٹک پر آہ سرد دیانت حسین نے سب کو آنسو بھری آنکھون سے دیکھا اور یہ کہا کہ

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

ناظرین یون تو وہ کون فرد بشر تھا کہ جو اس بیگناہ قیدی سے پوری ہمدردی نہین رکھتا تھا وہ کون انسان تھا جسنے اس مصیبت پر رنج نہین کیا وہ کونسی آنکھ تھی جسنے اس غم مین آنسو نہین بہائے وہ کونسا جگر تھا جو اس ناگہان آفت پر شق نہین ہوا لیکن مان کی محبت بھی قیامت کی محبت ہوتی ہے اور بڈھی رانی صاحبہ کا حال بھی ایک عجب حسرتناک واقعہ ہے۔ جیسے ہی رانی صاحبہ نے اپنے باوقار بیٹے کے قید ہونے کا حال سنا معاً غش آگیا بیہوش ہو گئین تمام ماماؤن نے پالکی کے گرد ایک عجب شور و بکا برپا کیا تھوڑی دیر مین خود بخود رانی صاحبہ ہوش مین آگئین اور یون رونا شروع کیا۔

رانی صاحبہ - میری جان اماں تمپر وارسی ایسی بپتی اختیار کی کہ زندان سدھارنے سے پہلے بڈھی اماں کو دید سے بھی محروم رکھا - بیٹا میری زندگی کے دن پورے ہوگئے میرا جینا تمھارے دمتک تھا تمھارے آبا کے مرنے کے بعد تمھیں دیکھ دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتی تھی ہے ہے مجبور اللہ دکھیا کو آج بے وارث بھی ہونا پڑا - ارے لوگو میرے لال کو مجھ تک تو لے آؤ - کہدو کہ اماں کو رکتا ہے ہو آخری دیدار تو دکھا جائیں دولھا دیکھنے کی ارمان تو رہی تھی قیدی کے لباس میں تو اماں کو دیدا - دکھا جاؤ - لوگو دن دہاڑے ملکہ کے راج میں میری چھبیس برس کی کمائی لٹی جاتی ہے - میرے خاندان کا نام خاک میں ملا جاتا ہے کیا لوگو قیدی ہونے سے لہو بھی سفید ہوجاتا ہے ارے مجھ کیوں میرا لال مجھے دیکھنے نہیں آتا -

ہر چند سب لوگ سمجھاتے تھے لیکن بڑی رانی صاحبہ کا ترا حال تھا آنکی بین زمین ہلائے دیتے تھے اتنے میں میر دیانت حسین نے لوگوں سے کہا کہ مجھے میری ماں کو دکھا دو پہلے لوگوں نے پس وپیش کیا مگر پھر کچھ رحم آیا اور میر دیانت حسین کو پالکی کے پاس جانے کی اجازت دی - جیسے ہی میر دیانت حسین وہاں پہونچے رانی صاحبہ نے پالکی سے نکلکر اپنے لخت جگر کو چمٹا لیا اور اسطرح رونا شروع کیا کہ آف آف ۔ بیٹا تمتو زندان سدھارتے ہو مجھ نصیبوں جلی کو کسکے سپرد کیا میری کون خبر لیگا میں کسکو دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی - مجھے کون صبح اٹھکر سلام کرنے آئیگا ہے ہے یہ گرمی یہ لو اور تم جیلخانہ سدھارو بیٹا مجکو بھی ساتھ لیتا چل ۔

دیانت حسین - اماں صبر کرو خدا مالک ہے جسنے یہ مصیبت ڈالی ہے وہی اسکو دفع بھی کرنے والا ہے - اماں خدا کے لیے پالکی میں جاؤ تمھارا اسطرح باہر نکل آنا مجھے ہمیشہ چبھن رلائیگا -

رانی صاحبہ - جب تمھیں زندان سدھارتے ہو تو میں موئے پردے کو لیکے کیا کرونگی میری عزت آبرو جب آج سب ہی کا خاتمہ ہوا جاتا ہے تو ایک اکیلا پردہ رہا تو کیا -

اتنے میں کانسٹبلوں نے زبردستی میر دیانت حسین کو وہاں سے ہٹا لیا اور جیل لیچلے - پھر تو اسوقت رانی صاحبہ نے جسطرح سے قیامت برپا کی ہے حال کرنے سے آنسو نکل پڑتے ہیں -

ماموں نے بہزار خرابی پالکی میں بٹھلایا اور تمام لوگوں نے اور خاصکر راجہ منور علی خانصاحب نے حاضر ہوکر دست بستہ انکی تشفی کی اور انکو یقین دلایا کہ آپ خدا نہ گھبرائیے میر دیانت حسین ضرور بری ہو جائینگے رانی صاحبہ بہزار دشواری مکان گئیں اس دن انکی حالت دیکھکر ہر شخص بلبلا اٹھا تھوڑی دیر میں سید دیانت حسین کو جیل میں لیگئے جب وہ اندر جانے لگے سب لوگوں نے انکی اور ہاتھ اٹھا کر بڑے زور سے انکی رہائی کی دعائیں مانگی گئیں -

باب بست و ششم

دیانت حسین جیلخانے میں

جسوقت سید دیانت حسین جیل میں پہونچے تمام قیدیوں میں ایک غل پڑ گیا اور ہر شخص انکو دیکھنے دوڑا جیل میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی نیا قیدی آتا ہے اسکو سب قیدی ملکر بلاوجہ گالیاں دیتے ہیں مارتے پیٹتے اور طرح طرح کی اذیت پہونچاتے ہیں - لیکن میر دیانت حسین سے اس قسم کی کوئی بے عنوانی کسی قیدی نے نہیں کی بلکہ سب اشخاص نے انکی افسوسناک حالت پر اظہار تاسف کیا تھوڑی دیر میں انکے بال کاٹے گئے سچائی کے انعام میں جو سرکار سے خلعت عطا ہوا تھا یعنی لباس قیدیان انکو پہنایا گیا اور ایک بارک میں رہنے کو جگہ دیگئی -

دیانت حسین کے جیل میں آتے ہی انکا سامان جیل میں عجب خیالی بلا دیکھنے لگے -

داروغہ - واقعی بعد مدت یہ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے جتنی ہی اسکو اذیت آج پہونچیگی اتنا ہی کل فائدہ ہوگا -

جمن برقنداز - داروغہ صاحب آپ ذرا آنکھ بدل لیجیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے پورا ایک توڑا نہ وصول ہو تو میرا نام جمن خان نہ کہیے -

مدار خان برقنداز - نہین حضور ایسا نفرمائیے یہ بڑے رئیس کا بیٹا ہے - آج انکا دن بگڑ گیا تو آپ کو تھوڑا رحم کرنا چاہیے -

داروغہ - اجی ایسا رئیس اسکا سا پاپی دوسرا دیکھا ہے تمام زمانہ سر پر اٹھا لیا تھا - پوچھیے دنیا رشوت لیتی تھی انکے باپ کا اجارہ تھا اس مردود سے مین جبتک اچھی طرح نہ لوٹونگا ہرگز نہ چھوڑونگا -

جمن - اجی کیا یہ پٹرسن صاحب کا راج ہے - داروغہ صاحب آپ بھی لیے نہ چھوڑیے گا -

داروغہ - اجی دینگے اور بیچ کھیت دینگے نہین تو کل ہی چکی پر لگا دونگا سب اچکی نخنگی مین ملجائیگی -

یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین راجہ منور علی خان صاحب آگئے اور داروغہ صاحب کو علیحدہ لیگئے -

راجہ صاحب - داروغہ صاحب آپ جانتے ہین کہ آج آپکے زندان مین ہمارا یوسف آیا ہے اسکی عزت اسکا وقار اسکی بیجرمی اسکی بیقصوری کون کون بات کو رووُن آپکو معلوم ہے کہ تمام خلقت اسکے غم مین آج ماتمی ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ آپ کو بھی اس سے ہمدردی ہوگی بہرحال ایسا انتظام کیجیے کہ انکو تکلیف نہونے پائے -

داروغہ صاحب - راجہ صاحب آپ جانتے ہین کہ حال ہی مین پٹرسن صاحب تمام جیل کو درہم برہم کر چکے ہین - مسٹر ہرسین صاحب کی جو برہمی تحصیلدار صاحب سے ہوئی وہ محتاج بیان نہین ایسے وقت مین جناب اب مجکو معاف کیجیے بندہ اپنی نوکری میر دیانت حسین پر نثار نہین کرسکتا -

راجہ صاحب - ایسا غضب نہ کیجیے - پھر پھر آپ کو ترس نہین آتا -

داروغہ صاحب - سنیے جناب ہملوگ بغیر اپنا حق لیے اس قسم کی کوئی بات نہین کرسکتے ہملوگون کی باغت آپ ہی لوگ جب پھنسکر آتے ہین تب ہوتی ہے اگر آپ کو منظور ہے کہ دیانت حسین صاحب آرام سے رہین تو ایک ہزار روپیہ نیاز نقد ان کیجیے ورنہ کل سے بیچکی کا انکا کام ہمسے لیا گیا ٹھیکا ہے -

راجہ صاحب کو اس بیہودہ تقریر پر اس درجہ غصہ آیا کہ انکی آنکھ سے آنسو گر پڑے لیکن بیچارے کرتے تو کیا کرتے ایک قیدی کے سفارشی بنکر اور سائل غرض ہوکر جیل کے مالک کے سامنے گئے تھے سو اس قسم کے جواب کے اور کیا توقع رکھ سکتے تھے انھون نے بہت کچھ جبر کرتے ہوئے دل اور پر آب چشم سے یون جواب دیا -

راجہ صاحب - داروغہ صاحب مصیبت کے دن ہمیشہ نہین رہتے -

داروغہ - جناب ہم چندہی روز مین کام تمام کر دینگے

راجہ صاحب - جناب خدا نکرے اسکی نوبت کبھی آنے لگی - مین جو آپ نے فرمایا ہے دینے کو حاضر ہون اور یہ پانچسو روپیہ نذر ہے قبول فرمائیے -

داروغہ صاحب نے خوشی خوشی راجہ صاحب کا عطیہ قبول کیا اور راجہ صاحب کو اطمینان دلایا کہ میر دیانت حسین کو کسی قسم کی تکلیف نہوگی -

(داروغہ صاحب نے دفتر مین پھر آگئے)

جمن - کہیے جناب کیا ٹھہری -

داروغہ - کچھ بھی نہین - ہماری راے مین بھی بیچارے

تحصیلدار واجب الرحم ہین۔

نائب داروغہ۔ اسمین کچھ شبہ نہین۔ راجہ صاحب اول تو رئیس دوسرے بنحطا ہم سب کو انکی خدمت کرنا چاہیے۔

داروغہ۔ بنحطا تو نہ کہو۔ ہے تو ایک ہی موذی لیکن ہمسے کیا مطلب۔ ہماری خاطرداری تو اچھی طرح ہوگئی اب ہم تکلیف نہ دینگے۔

نائب داروغہ۔ خاطرداری کیا معنی آپ انسے کچھ متوقع ہین۔

داروغہ۔ متوقع! واہ ہمتو دکھیو (لوٹ دکھلا کر) لے بھی آئے اور لطف یہ کہ دے بھی لیا اور پھر بھی کوئی خیچہ نہ جیوا دوان تو سہی۔

نائب داروغہ ۔ داروغہ صاحب میر دیانت حسین سے لینا شریف کا کام نہین اور واللہ آپ یہ روپیہ پھیر دیجیے نہین تو میرے آپکے رنج ہوجائیگا۔

داروغہ۔ تو کیا آپ مخبری کیجیے گا۔

نائب۔ اب مین کیا عرض کرون کہ کیا کرونگا خدا دیانت حسین سے رشوت لیجائے۔ توبہ توبہ۔

الغرض اہلکاران جیل مین گو اکثر موذی۔ بدذات بیرحم تھے لیکن نائب جیلر اور دو چار خداترس برخلاف از دیانت حسین کے ہمدرد بھی تھے۔

چنانچہ نائب داروغہ اور برقنداز میر دیانت حسین کے پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر بیٹھے چپ چاپ رو رہے ہین آنسو بے اختیار جاری ہین۔ اور روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئی تھین بقول قلق ؎

روتے روتے سجھائی ہین آنکھین
کوئی جانے کہ آئی ہین آنکھین

نائب جیلر۔ تحصیلدار صاحب آپ ہرگز رنج مت کیجیے یہ مصیبت کٹ جائیگی ہم سب آپکی خدمت کو تیار ہین شب کو غریب خانہ سے جو کچھ نان و نمک آوے اسکو نوش فرمائیے اور پلنگ مین بھیجدونگا اسپر آرام کیجیے گا۔

برقنداز۔ حضور کو دیکھ دیکھ ہم سب رنجیدہ ہین خدا اپنا رحم کرے گا۔

دیانت حسین۔ مین آپ لوگون کا از حد شکر گزار ہون کہ مجھ بیکس مصیبت زدہ اسیر کی آپ اس گاڑھے وقت مین بھی مہمانداری فرماتے ہین لیکن اب خیال کیجیے کہ اگر میری قسمت مین یہ مصیبت نہوتی تو مین جیل کیون آتا مین خدا سے لڑنا نہین چاہتا جو اسکی مرضی ہو وہ مین ضرور برداشت کرونگا۔

نائب جیلر۔ اجی جناب یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ آپ کچھ ہرج نہین ہے صبح کو پلنگ اٹھوا دیا جائیگا ڈاکٹر صاحب کے آنے تک آپکو قیدی کی طرح رہنا ہوگا اسکے بعد آپ بآرام رہیے۔ اور راجہ منور علی خان بھی آئے تھے اور سب انتظام کر گئے ہین۔

دیانت حسین۔ منشی صاحب یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ آدمی جس حال مین ہو اس سے چوری کوئی کام کرے جسطرح سب قیدی رہتے ہین اسطرح مین بھی رہونگا اگر وہ جو کی روٹی اور نمکین بھات کھائینگے تو مین بھی وہی کھاؤنگا مجھے شرک کیا اپنے شرک کو ٹوٹونگا جسکی سوا ایسے جیکی پیونگا اب تو مین قیدی ہون ضرور قیدی بنکر رہونگا اور رقیب کی کی طرح رہونگا۔

سب لوگ انکی دردناک تقریر سنکر روتے گئے اور نہایت اصرار کیا کہ آپ خدا پر بھروسہ کیجیے وہ ضرور رحم کریگا۔

یہان لالہ پردان لال سے کسی نے خبر پہونچا دی کہ راجہ منور علیخان میر دیانت حسین کی آرام کا جیل مین انتظام

کر آئے ہین۔ یہ فوراً صاحب مجسٹریٹ کے پاس دوڑا گیا اور انسے اطلاع کی کہ حضور مجکو معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ سید دیانت حسین نے بہت سا روپیہ جیل مین بانٹا ہے اور انکی آرام کا سب بندوبست ہوگیا ہے پلنگ پر سوتے ہوے ہین

مسٹر ہربین کو اسکا پہلے سے شک تھا وہ فوراً جیل چلے آئے اور پھاٹک کھلوا کر سیدھے دیانت حسین کے پاس گئے دیکھا کہ وہ بدستور رو رہے ہین۔

ہربین۔ ول آپ مزہ مین آرام سے ہے۔

دیانت حسین۔ جی ہان بحالت موجودہ مجکو کوئی تکلیف نہین ہے خدا کا شکر ہے۔

ہربین۔ آپ سمجھا ولایت کا بھنگی کیا کر سکتا ہے؟ اچھا آپ مرے کے یہان سے لکھتا پڑھتا تو آپ جانتا تھا سڑک کوٹنا چکی پیسنا اب سیکھ جائیگا۔ گوڈ نائٹ۔

یہ کہکر مسٹر ہربین واپس آئے اور جیلر کو بلوا کر یہ ہدایت کی کہ اگر ذرا خطا پائی جاے تو دیانت حسین کی پوری سزا کیجاے اور بید سے پٹوائے جائین۔

واروغہ۔ حضور بہت بہتر حضور نے بڑا انصاف کیا یہ بڑا پاجی تھا۔

الغرض سید دیانت حسین نے بڑی بہادری سے جیل کے مصائب برداشت کیے اور اسی حالت مین انھون نے کچھ اشعار اپنے حسب حال لکھے تھے انمین سے چند ہم ذیل مین رقم کرتے ہین۔

توقیر فلک نے یہ بڑھائی	سونے کو ملی ہے اک چٹائی
کھانے کو چنے کی سوکھی روٹی	کپڑون کے عوض ملی لنگوٹی
چادر بچھانے نہ ہو دوشالا	کمل ملا ایک کالا کالا
ساٹو کے عوض ملا ہے لوٹا	وہ بھی مٹی کا ٹوٹا پھوٹا
ڈھیر کمرون جو اس محل مین	کمل نہ ملے کہین کفن مین
ہون دفن بغیر غسل ہنر	نہلائے نہ لاش میری ہنر
اللہ ری میری بیچیائی	اسیر کبھی نہ موت مجھکو آئی
اتنو دیا او کھال مین سر ہے	موسل سے نہین ہمین خطر ہے
کنکر کو ہٹینگے ہم سر راہ	دیکھینگے جو کچھ دکھائے اللہ

باب بست و ہفتم

دیانت حسین کی رہائی

ادھر جیل سے لوٹتے ہی تمام رؤسا اور رعایا نے جابجا کمیٹیان کین اور آٹھ بجے شب تک میر دیانت حسین کی اپیل کے لیے دس ہزار روپیہ چندہ جمع ہوگیا اور اسی وقت صاحب سشن جج اور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے پاس تار دیئے گئے واقعی فیروزپور کے لیے یہ پہلا دن ہے کہ ایسا عام صدمہ کسی افسر کی نسبت کبھی ہوا ہو اسی دن شب کی ریل مین بابو کیرت چندر اور راجہ منور علیخان اور نیز بہت سے رؤسا اور مہاجن اپیل و رہائی کی غرض سے جج کو روانہ ہوے دوسرے دن درخواست ضمانت باجلاس صاحب سشن جج بہادر داخل کی گئی اور صاحب جج نے بابو کیرت چندر کی زبانی کل حالات سنے اور علاوہ اسکے کچہری آنے سے پیشتر ہی وہ کل قصہ سنکر بہت افسوس کر چکے تھے فی الفور پچیس روپیہ مچلکہ پر رہائی کا حکم دیا اور ایک ہفتہ مین اپیل داخل کرنے کی ہدایت کی یہ حکم بابو کیرت چندر کے ہاتھ اسی وقت روانہ ضلع کیا گیا چنانچہ دو بجے کی ٹرین مین بابو صاحب موصوف و تمام معززین فیروزنگر واپس آئے اور ساڑھے تین بجے دن کو میر دیانت حسین پچیس روپیہ کے مچلکہ پر رہا ہوتے انکے جیل سے لانے کے پہلے سے بڑی تیاریان کی گئین اور سب لوگ باجا بجاتے اور گیت گاتے انکو جیل سے گھر تک لائے صاحب جج کے اس منصفانہ حکم کی شہر مین بڑی قدر و منزلت کی گئی مختلف

اخباروں میں اسکا تذکرہ چھپا اور عام طور پر انگریزی و
اُردو اخبارات میں میر دیانت حسین کو بالکل بیگناہ اور
اس مقدمہ کو بالکل بناوٹ بتلایا اور مسٹر ہریس پر جو قدیم
اس بے انصافی کے بدولت جو ہندوستانیوں کے ساتھ انہوں نے
آنسے سرزد ہوئی تھی نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھے
جانے لگے میر دیانت حسین جیل سے آتے ہی سیدھے اپنی ماں کے
پاس گئے انکے گویا تن بیجان میں جان آگئی اُسکے بعد
اپنے تمام دوستوں سے ملے اور سب لوگوں کی جنھوں نے
آنسے ہمدردی کی نہایت شکرگذاری کی - جج کی کوششوں سے
تین دن میں نقل تجویز دستیاب ہوئی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے

تجویز

بچا سنگھ ایک معزز زمیندار تحصیل فیروز نگر کو سید
دیانت حسین تحصیلدار حضور تحصیل نے بے سبب اس بیرحمی سے
مارا کہ دو دانت ٹوٹ گئے ڈاکٹر کی شہادت سے یہ امر ثابت ہے
کہ یہ دونوں دانت ہاتھ کی چوٹ سے ٹوٹے ہیں اور سپاہی پولیس
تحصیل اور محرر متفرقات و نیز ہیڈ کانسٹبل نائب تحصیلدار
کے بیانات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ضرور دیانت حسین نے
بچا سنگھ کو مارا دیانت حسین کا جواب ہے کہ وہ تاریخ متنازعہ میں
مسٹر ڈولن کے رخصت کرنے کو اسٹیشن پر گیا تھا اور اُسنے
مسٹر ڈولن کو طلب کرانا چاہا لیکن ہماری رائے میں یہ طلبی
محض ایام گذاری کی غرض سے ہے لہذا ہمنے انکار کیا اسٹیشن کے
اور ہوٹل کے خانساماں کے بیانات سے دیانت حسین کی
کوئی صفائی نہیں ہوتی ممکن ہے کہ مسٹر ڈولن کے پہونچانے کو
بعد ارتکاب اس جرم کے دیانت حسین گیا ہو دیانت حسین
ایک نہایت مغرور بد مزاج اور بدچلن آدمی ہے ہم اس سے
بہت دنوں سے ناراض ہے اور تمام اہلکاران ضلع فیروز نگر
اُسکے شاکی ہیں ہم ایسے آدمی کے ساتھ کوئی رعایت کرنا
پسند نہیں کرتے لہذا ہم حکم دیتے ہیں - کہ وہ ایک سال قید
سخت رہے اور پانچسو روپیہ جرمانہ دے ورنہ چھ ماہ دیگر -

یہ تجویز ایسی کمزور اور پر از تعصب تھی کہ جسکے دیکھتے ہی
وکلا نے میر دیانت حسین کو مبارکباد دی اور سب کو کامل
یقین ہوگیا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ فیصلہ ضرور منسوخ ہوجائیگا
ہنوز اپیل دائر نہیں ہوا تھا کہ مسٹر ہیرسن اور مسٹر ڈولن
دونوں نے میر دیانت حسین کو ہمدردی کے تار بھیجے اور
مسٹر ڈولن نے یہ بھی لکھا کہ آپ مجکو جج صاحب کے اجلاس میں
طلب کرائیے مجکو خوب یاد ہے کہ آپ ۱۱ - دسمبر کو صبح سے
دو بجے تک میرے ساتھ رہے اور بلکہ حاضری بھی آپنے
میرے ہی بنگلے پر کھائی تھی ان تاروں کی وجہ سے اور بھی
تقویت ہوئی اور بڑی دھوم دھام سے اپیل دائر کیا گیا
وجوہات اپیل مسٹر سائکس بیرسٹر اور بہت سے وکلاے
ہندوستانی کے مشورہ سے لکھی گئی اور اُنمیں مسٹر ڈولن پر
مقدمہ کا زیادہ زور دیا گیا اور ڈاکٹر کی شہادت اور گواہان
کے بیانات کے اختلافات اور مسٹر ہریس کی خودمختاری
سب امور اچھی طرح دکھلائے گئے تھے -

تاریخ پیشی کے روز مسٹر سائکس اور جملہ وکلاے
اپیلانٹ نے بڑی لیاقت کے ساتھ بحث کی اور میر دیانت حسین
کا بتیس دانتوں میں زبان ہوکر بھی انسداد رشوت کرنا
اور رشوتیوں سے پرہیز کرنا جملہ حالات کو بہت ہی بشرح
و بسط کے ساتھ بیان کیا اور جو تار مسٹر ڈولن نے بنام
میر دیانت حسین بھیجا تھا وہ بھی جج صاحب کو ملاحظہ
کرایا اور علاوہ اسکے بہت سے اخبارات انگریزی و اُردو
ملاحظہ کرائے گئے جسمیں اس مقدمہ کے مفصل حالات
شائع ہوئے تھے جس سے عدالت اپیل کو پورا اطمینان
بے جرمی سید دیانت حسین کا ہوگیا اور کوئی ضرورت باقی

کارروائی کی نہ بلکہ سید دیانت حسین کو قابل عزت بری کیا
آخیر فقرہ انکی تجویز کا ہم ناظرین کے ملاحظہ کے لیے نقل کرتے ہین
اسمین کچھ شبہ نہین کہ دیانت حسین پر جو ظلم وہان کی
ہندوستانی سوسائٹی کے بدولت ہوا وہ ایک ایسی مثال ہے
جس سے سب ہندوستانیون لوگون کو سبق لینا چاہیے دیانت حسین کے
واقعات بیشک بہت ہی قابل عبرت ہین اور جن بے ایمان
فیروزنگر کے لوگون نے اس مقدمہ کو مرتب کیا وہ بہت ہی
قابل توجہ گورنمنٹ ہی مجکو مسٹر ہرلین ایسے لائق اور تجربہ کار
مجسٹریٹ سے بہت تعجب ہی کہ وہ کیون ایسے فریب مین
آگئے اور اپنے ہاتھ سے ایک ایسا ظلم کیا کہ جسکی دوسری
نظیر شاید اس عہد آئین مشکل سے مل سکے ہم آپسے خواہش
کرتے ہین کہ وہ اپنی پہلی فرصت مین ان معاملات مین
ازسرنو تحقیقات کرین اور ان بے ایمان اشخاص کو
جنکے سبب ایک مشہور ہندوستانی کو اسقدر تکلیف اور بیعزتی
گوارا کرنی پڑی سزا دین ہم خوش ہونگے اگر سچا سنگھ پر
دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند اور اسکے معاونین پر اعانت
دفعہ مذکور اور گواہون پر دفعہ ۱۹۳ کا جرم قائم کرکے
منجانب سرکار پیروی کیجائے۔

اس حکم کے پہونچنے پر مسٹر ہرلین کو بہت ہی انفعال ہوا
اور انھون نے فوراً دیانت حسین کی بحالی کا حکم دیا اور
مقدمہ مین پوری تفتیش کا وعدہ کیا اسی دن شب کو
مسٹر ہرلین کے یہان ڈنر تھا۔ ڈاکٹر ملکریڈی مسٹر ہاورڈ
مسٹر جوزف اور پادری صاحب شریک تھے۔ اور وہان
اسی مقدمہ کا کچھ تذکرہ ہوا۔

ڈاکٹر۔ ہرلین اسمین شک نہین تمسے یہ بڑی غلطی ہوئی
دیانت حسین قطعی بیگناہ تھے۔

مسٹر جوزف۔ او بیشک جبدن وہ قید ہوا ہم سمجھے
تباہ ہوجائیگا ہزارون آدمی روتا تھا۔

ہرلین۔ اور بڑی رانی کا رونا دیکھکر تو مجھے خود بہت
رنج ہوا اچھا یہ بتلاؤ کہ یہ مقدمہ کسنے بنایا اور اصلیت کیا ہی

مسٹر ہاورڈ۔ اگر مجھسے اصلیت پوچھتے ہو تو مجھے خوف ہی
کہ تمنے ضرور بے انصافی کی مجکو تحقیق معلوم ہی کہ یہ مقدمہ
بالکل بنایا گیا اور سوا تمھارے فیروزنگر مین کوئی دوسرا
شخص نہین ہی کہ جو اس مقدمہ سے پورا واقف نہو۔

ہرلین۔ لیکن مجھسے ڈپٹی شوکت حسین اور بیدن لال
سررشتہ دار نے دیانت حسین کو قصوروار بتلایا۔

ہاورڈ۔ وہ لوگ کیون نہ قصوروار بتلاتے انھین
تو پیس بوئے ہوئے ہین انھین لوگون نے یہ مقدمہ
بنایا اور اگر تم رامجیاون سے سب حال پوچھوگے تو شاید
وہ بھی بتلاویگا جسدن تمنے دیانت حسین کو قید کیا تھا
اسی دن رامجیاون نے خود مجھسے کہا تھا کہ یہ بالکل
بنایا ہوا مقدمہ ہی۔

ڈاکٹر ملکریڈی۔ دیانت حسین کے مثل کوئی تعلیم یافتہ
اور مہذب ہندوستانی میری نظر سے نہین گذرا۔

ہرلین۔ مجکو خود بہت افسوس ہی کہ میرے ہاتھ سے
ایک بہت ہی ہونہار آدمی کو نقصان پہونچا لیکن اسمین
میرا ذرا بھی قصور نہین اچھا مین ابھی رامجیاون کو بلاتا
ہون چنانچہ رامجیاون بلایا گیا اور صاحب نے اسسے پوچھا
کہ رامجیاون تم کو کھدا کو اگر ہمسے چھپاؤ تو بتلاؤ دیانت حسین کا
مقدمہ کیسے اٹھا اور کون بات سچی ہی۔

رامجیاون۔ حضور ہم کا جانین۔ بڑے آدمی کی
بات کون کہے۔

مسٹر ہاورڈ۔ تمنے ہمسے خود پورا حال بیان کیا اب
کیسلئے چھپاتا ہے۔

الغرض راجہ جیاون نے بعد رد و قدح بسیار و وعدہ عفو تفصیلات یون بیان کرنا شروع کیا حضور راجہ دیانت حسین اُس لائق اور دیانت دار شخص ہوب مشکل ہر جگہ ہو سکے نوکر جیسے ایک ٹکہ گھوس نہین لیا اور سرکار کا کام جسطرح کیا کون نہین جانتا سب لوگ اُنسے کھار کھات رہتے اور جہدون سے کہ تحصیلدار صاحب ڈپٹی شوکت حسین کے بٹو لکے مونڈن مین نہین گئے سب عملے اُنسے اکس الفت رہے اور سب کی کونسل سے سچا سنگہ تمام دلیسن کا انتہائی گرا شمار کر دینگا اُسنا ندھیر ضلع فیروزنگر مین کبھی نہین بھیا رہا منشی پہون لال دبیح کے بے ایمان دیا دیا ہے تحصیل کے بے مانن سے گواہی دلائس اور کاسر کار کی تحقیقات سے کوئی بات چھپ رہی؟

راجہ جیاون نے ولایت کے بھنگی والا قصہ صاف صاف تبلا دیا اور کہا کہ یہ بھی حسب صلاح پرون لال کے اُس سے تقصیر ہوئی تھی۔

ہرلین صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا اور اسقدر رنجیدہ ہوئے کہ شاید کبھی نہوے ہونگے مسٹر ہرلین ایک عالیخاندان اور نیک نہاد آدمی تھے لیکن کسیقدر جلد باز اور سیدھے تھے ہر شخص کی بات کو بہت جلد یقین کر لیتے تھے جب اُنکو یہ وقت معلوم ہوا تو وہ اُنھی اُنکا انفعال بہت ہی قابل خیال تھا مسٹر ہرلین نے اس معاملے مین پوچھی تحقیقات کا مصمم ارادہ کیا اور سچا سنگہ پر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند کا مقدمہ قائم کر کے ایک تاریخ پیشی کی مقرر کی۔

باب بست و ہشتم

دیانت حسین اور مسٹر ہرلین کی پھر ملاقات

جیل سے رہا اور اپیل سے بری ہونے کے بعد سید دیانت حسین پھر اپنی تحصیلداری پر فوراً بحال ہوے اُنکی اس بحالی کی خوشی ایسی نہ تھی جو قابل تذکرہ نہو گھر گھر باجے بجتے تھے عورتین منتین بھرتی تھین کہین خدا ے رات کا سامان تھا کہین امام باڑے مین روشنی ہوتی تھی کہین مولود شریف کی تیاریان تھین مسجدون مین شکرانہ کی نمازین بہت شان و شوکت سے ادا کی گئین ہندو رعایا نے ست نرائن کی کتھا منعقد کی اور بہت سے سکھون نے بابا نانک شاہ کا کڑھاو چڑھایا صدہا مقامات سے مبارکباد کے تار آئے ہزارون جگہ سے خط آئے بہت سے اخبارون نے بہت ہی خوشی کے ساتھ اس منصف مزاج جج کے انصاف کی داد دی اور میر دیانت حسین کو صبر کی ہدایت کی سب سے زیادہ پر اثر تار مسٹر ڈلن کا تھا جو آیا تھا جسکو ہم ذیل مین نقل کرتے ہین۔

تار

میری دلی مبارکباد اپنی قابل عزت برات پر قبول کیجیے خدا ہمیشہ سچائی کی طرف ہے اور مجکو امید ہے کہ عارضی مصیبت سے آپ اپنا دل نہ توڑ دینگے اس چند روزہ قید نے ہرگز تمھاری عزت مین کوئی کمی نہین کی بلکہ میری نگاہ مین آپ اور بھی اب قابل عزت ہو گئے ملک کو چاہیے کہ تمکو شہید قوم کا لقب دین یوسف کے قید ہونے سے اُنکی عزت اور بڑھ گئی تھی اُسی طرح سے اس قید سے اُنکی عزت اور زیادہ ہو گئی۔

بعد بحالی کے ہرچند سب نے سمجھایا مگر دیانت حسین کچھ ایسے افسردہ خاطر ہو گئے تھے کہ کہین جانے کا قصد نکرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ کلکٹر کے یہان بھی نہین گئے مسٹر ہرلین اُنسے ملنا چاہتے تھے مگر وہ بھی اُنسے منفعل تھے کہ اُنکو بلانے کی جرأت نکر سکتے تھے آخرکار مسٹر ہرلین ایکدن خود تحصیل کی

ہمیشہ یاد کروگے " یہ الفاظ گو بہت لمبے چوڑے نہ تھے مگر
پیرون لال ایسے آدمی کے ڈرانے کو بہت کافی تھے اور
خاصکر اس حالت مین جب پیرون لال کل معاملات سے
واقف بھی تھے - ایک ہندی مثل ہے کہ " چور کا جی کتنا "
وہ بعینہ پیرون لال پر صادق تھی پیرون لال جانتے ہی تھے
کہ سب انھین کا کیا دھرا ہے ورنہ - ع

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

انکو بخوبی معلوم تھا کہ وہ معشوق کون تھا ؟ اور غالبًا
ہمارے ناظرین بھی انکو جانتے ہونگے - القصہ سب سے
پہلے بیچ سنگہ کا اظہار لیا گیا مسٹر ہریسن کا تمتمایا ہوا چہرہ
کچہری کا رنگ پیرون لال کی ذلت یہ سب دیکھکر وہ بہت ہی
گھبرا گیا اُسکے دل مین پیرون لال کی موجودہ حالت
میر دیانت حسین کی بحالی سب امور نے ایسا اثر کیا کہ اُسنے
اپنے دل مین ٹھان لی کہ ایک حرف جھوٹ نہ بولونگا
چاہے کچھ بھی کیون نہو چنانچہ اُسنے یہ لکھایا -
حضور مین بالکل بےقصور ہون یہ تمام مقدمہ لالہ پیرون لال
اور ڈپٹی شوکت حسین کا اٹھایا ہوا تھا مجکو یہ بھودیال
سیاہہ نویس میرے گھر سے بلالیگیا مین نے پیرون لال کی
مرضی سے خود اپنے ہاتھ سے دانت توڑلیے اِسکے انعام مین
مجکو دوسو روپیہ نقد دیئے تھے انھین کے کہنے سے مین نے
یہ حرکت کی تھی مین جانتا ہون کہ مین مرنے کے بعد نرک
مین جاؤنگا سرکار مجکو جیلخانے بھیجدین مین نے ایک ایسے
دھرم مورت اور دھرم اوتار اپنے دیس کے راجہ اور اپنے
وقت کے حاکم پر جھوٹا اتہام لگایا ہے جسکے بدلے اگر ہمیشہ
مجکو اوجھی کردے تو بھی بہت ہی کم سزا ہے تحصیلدار ایسا
امیر اور بے لگاو آدمی ضلع مین کوئی نہین مین نے اُنسے
برائی کی اے میرے جگنا تھ شامی اے اجودھیا کے راجہ تم
ہمکو شما کرو سیاہہ نویس بخشی جی اور پیشکار صاحب
کوئی سچ نہین بولا سب نے پیرون لال کے دباو سے جھوٹی
گواہی دی آگے سرکار مالک ہین -
سیاہہ نویس محرر متفرقات نائب تحصیلدار رمضان
چپراسی اور مسٹر ناور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بیانات
مسٹر ہریسن نے تحریر کیے ان سب لوگون کے بیان سے
مقدمہ صاف ہوگیا اور جو اصلیت تھی وہ کھل گئی وہ سخت
گھبرائے اور کوئی شخص بھی انکو ایسا نہ دکھلائی دیا جسپر
انکو اعتبار ہوتا اور جسکو وہ اپنا گواہ بتلاتے - بہت غور کے
بعد انھون نے کنجبہاری لال کمپونڈر شفاخانہ ہریسن گنج کو
اپنا گواہ صفائی قرار دیا یہ انکا ہم مکتب تھا اور اسپر
پیرون لال کو پورا بھروسہ تھا پانچ روز کے لیے مقدمہ
ملتوی ہوا دو دو ہزار روپیہ کی ضمانت پر بجا سنگہ اور پیرون لال
حوالات سے باہر آئے - پیرون لال کی ضمانت مین بھی
بہت مشکل پیش آئی کوئی شخص پاس نہ کھڑا ہوتا تھا
آخر کار شام کو پیرون لال کے باپ نے دو ہزار کا نوٹ دا خل کیا
جب رہائی ہوئی پیرون لال کی وہ حالت بھی ایک عجیب
حالت تھی نہ کوئی عملہ انکے پاس پھٹکتا تھا نہ کوئی وکیل
مختار قریب آتا تھا - ع
یار اغیار ہوگئے اللہ یہ زمانہ کا انقلاب ہوا
روپیہ پیسا سب کچھ تھا لیکن انکو اپنی رہائی سے مایوسی
تھی اور اس سبب سے کچھ بھی خرچ کرنا یہ فضول سمجھتے تھے
اور اسی خیال سے کوئی بیرسٹر بھی نہین بلایا تھا - آٹھ بجے
رات کو یہ کنجبہاری کے مکان پر گئے اور اُس سے ملاقات ہوئی
کنجبہاری - منشی جی آپ نے کہان تکلیف کی کیا آج
بھی کوئی زہر لینا ہے -

پیرون لال۔ میں جس مصیبت میں ہون پر میں کسی پر ڈالے
تمکو اپنا دوست اور غمخوار جانتا ہون اور ہمیشہ ضرورت کے
وقت تمھارے سوا کوئی نظر نہین آتا۔ ع

دوست آن باشد کہ گیرد دوست دست
در پریشان حالی و درماندگی

میری اتنی غرض ہے کہ آپ میری صفائی کی گواہی دیدیجیے
اور یہ کہدیجیے کہ دیانت حسین اور مجھسے عداوت ہے۔

کنجبہاری۔ عداوت کس بات کی۔

پیرون لال۔ مسلمان مسلمان سب ایک ہین جیسے میر
خادم علی مرے دیانت حسین کو یہ شک ہوا کہ مین نے
زہر دیکر مار ڈالا حالانکہ مین انکو اپنے باپ سے بڑھکر جانتا تھا
مجھسے ایسا کیونکر ہوسکتا تھا۔

کنجبہاری۔ منشی جی ہم تمھارے شریک ہین اور طرح طرح سے
قلمی قدمے مدد کرنے کو موجود ہین لیکن یار یہ تو بتاو کہ
وہ زہر جو تمنے ہمسے لیا تھا کیا کیا بھئی سچ سچ بتانا ہمارے
تمھارے کوئی پردہ نہین۔

پیرون لال۔ (ادھر ادھر دیکھکر اور بہت آہستہ سے)
انہی کے ملیچھ کو دیا تھا مگر بھائی بڑی عمدہ چیز تھی فوراً کام
تمام ہوگیا اور کسی نے آجتک کانون کان نہ سنا۔

کنجبہاری۔ (ہاتھ ملاکر) شاباش میرے شیر کیون نہو
جسوقت تمنے وہ شیشی دی تھی کوئی وہان بیٹھا تو نہ تھا۔

پیرون لال۔ یہ تو مجھے خیال نہین شاید مولوی ایوب
وہان بیٹھے ہوے تھے مین انکو وہین بیٹھا ہوا چھوڑ آیا تھا
عجب نہین کہ انکے سامنے ہی منشی جی نے کھایا ہو

کنجبہاری۔ اچھا بھائیصاحب اب آپ جائیے مین جو کچھ
کہوگے کہدونگا بھلا تمسے باہر ہوسکتا ہون۔ ع
جان سے مال سے ایمان سے سواتم مجکو

ادھر تو لالہ پیرون لال خوشی خوشی لوٹے اور وہان
کنجبہاری کے خیالات فاسد ہونے شروع ہوے ایکدن
میر رشتہ داری کے زمانے مین لالہ کنجبہاری لال منشی
پیرون لال صاحب کی ملاقات کو گئے تھے وہان تحصیلدار صاحب
حسام پور راے کشوری لال اہلمد اینچارج وغیرہ بہت سے
معزز مین بیٹھے ہوے تھے بیچارے کنجبہاری بھی جاکر ایک
کنارے بیٹھ گئے آپ جانیے بڑے بڑے آدمیون کے سامنے
غریبون کو کون پوچھتا ہے پیرون لال نے کنجبہاری
کی طرف توجہ بھی نہ کی اور پانچ چھ منٹ کے بعد بہت ہی
حقارت سے دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین۔

کنجبہاری۔ آپ مجکو اتنی جلدی بھول گئے مین آپکا
قدیم ہم مکتب اور ساتھی ہون آج آپکو خدا نے امیر کیا ہے
آپ چاہے نہ پہچانیے۔

پیرون لال۔ بہت آدمی آکے جھوٹ کہدیا کرتے ہین
کہ ہم مکتب ہین ہمکو تو آپکی صورت بھی یاد نہین منشی صاحب
اسکول مین ہزارہا لڑکے پڑھتے ہین سب ہی ہم مکتب ہین
اس سے کسی کا کچھ حق نہین ہوجاتا اچھا آپ رخصت ہوجیے

کنجبہاری کو لالہ پیرون لال کی اس کج خلقی نے ایسا
ملول کیا تھا کہ جسکا داغ انکے دلمین اب تک باقی تھا اور
اب تک وہ زخم ہرا تھا لالہ کنجبہاری اسی دن سے کبھی پیرون لال
سے نہین ملتے تھے اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی
موقع پر لالہ پیرون لال سے اسکا بدلا لینا چاہیے انکو
پہلے ہی سے شک تھا کہ خادم علی کو پیرون لال نے ضرور
وہ زہر کھلایا ہے جو ان سے لیگیا تھا اکثر اسکے دل مین
آتا تھا کہ اس راز کو افشا کردے مگر اس خوف سے کہ
کوئی زیادہ فساد نہ بڑھے آپنے اس معاملے کو نہین چھیڑا تھا
میر دیانت حسین کے اخلاق کا وہ ہمیشہ معترف تھا اور اس

ناگہان انقلاب مین بھی وہ انکا ہمدرد تھا گو کچھ واسطہ نہ تھا لیکن ہمیشہ آنکی کامیابی کی دعائین کرتا تھا میر دیانت حسین بھی ہمیشہ اُس سے مہربانی سے پیش آتے تھے اور ہم مکتب سمجھکر معمول سے زیادہ عنایت کیا کرتے تھے۔ یہ موقع کسر نکالنے کا بہت ہی عمدہ ملا اور کنجبہاری لال آسیوشنٹ آمادہ ہو گیا کہ میر خادم علی کی وفات کا راز بھی اپنے اظہار مین افشا کرنا چاہیے آسنے یہ اپنے رجسٹر بھی اسٹیشنٹ تلاش کیے اور تاریخ نکال رکھی جس تاریخ مین لالہ پرون لال کے نام زہر کی فروخت لکھی تھی وہ ٹھیک وہی دن تھا کہ جسکی صبح کو میر خادم علی صاحب مرحوم نے انتقال کیا تھا خدا خدا کرکے پانچ روز ختم ہوے اور تاریخ معینہ پر مقدمہ پیش ہوا اُس روز کی حالت واقعی چشم عبرت سے دیکھنے کے قابل تھی سیکڑون آدمی بیغرض سننے آئے تھے کہ پرون لال نے اپنا کیا بھر پایا ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا لیکن افسوس آسمین کوئی افسوس کرنے والا ہمدرد نہ تھا پانچ ہی چھہ روز مین پرون لال بالکل گھل گئے تھے آدھا جسم بھی نہین رہگیا تھا بہت میلے کپڑے پہنے نہایت اداس پریشان صورت بنائے ایک درخت کے نیچے آکر بیٹھے صدہا آدمی گرد جمع ہو گئے۔

ا۔ واللہ بڑا پاجی تھا زمین سر پر اٹھائی تھی۔

۲۔ گیہون کی روٹی ہضم نہو سکی سچ ہے خدا گنجے کو عروج نہ دے۔

۳۔ اور لالچی کتنا تھا۔ اپنے باپ کبھی بے لیے چھوڑا۔

۴۔ خدا کرے یہ موذی قید ہو اور چوک مین سر بازار اس سے کنکر کٹوائے جائین ہمہ ہی غریب اچہ نے اسکا کیا بگاڑا تھا وہ بیچارہ رشوت نہین لیتا تھا اسکے باپ کا کیا اجارہ تھا خواہ مخواہ کو پیچھے پڑگیا اور قید کراکے چھوڑا وہ تو خدا اجج صاحب کو لاٹ گورنر کرے بڑا انصاف کیا نہین تو غضب ہو گیا تھا۔

۵۔ دیکھئے ہو موذی کو غرور کتنا تھا بڑے بڑون کا سلام ہونا دشوار تھا ڈیوڑھی لگتی تھی۔

ا۔ اجی جیسے اسنے حجن بی بی سے بے اعتنائی کی واللہ میرا تو جی ہٹ گیا جب یہ خادم علی کا نہوا تو اور کسکا کیا ہوگا

۲۔ خدا آپکو نیکی دے۔ خیال کرنے کی بات ہے۔

۳۔ اجی اسکو کالا پانی ہوگا۔ سنا ملکہ ٹوریا نے تار بھیجا ہے کہ اسنے اتنے بڑے رئیس ابن رئیس کو پھنسوایا تھا اسکو ضرور کالے پانی بھیجنا چاہیے اور مین نے سنا ہے کہ سلطان روم نے بھی ملکہ ٹوریا کو اس بارہ مین خاص سوار بھیجا ہے۔

۴۔ یہ کیا آپ نے چانڈو خانے مین سنا تھا۔ کہان روم کہان لندن۔ پانچ دن مین تو خالی ریل جاتی ہے ہزارہا کوس ہے بھائی سوار کیسے جاتا۔

۵۔ جانے کو کیا ہوا بادشاہون کی سرکار مین ہین کیا ہمارے آپکے ٹٹوے ٹھوڑے ہی ہین وہان ہزارون گھوڑے عربی موجود۔

(مصنف) جی بجا ہے آپ دونون صاحب آنسے بھی زیادہ محقق ہین۔

اتنے مین پکار ہوئی اور ملزمان مسٹر ہریس کے سامنے لائے گئے پرون لال کا گواہ صفائی پیش کیا گیا۔

بیان کنجبہاری لال

مین ڈاکٹر ہریس کے شفا خانہ مین کمپوڈر ہون مجھے اور پرون لال سے بہت برسون سے دوستی ہے مین نے اور آسنے پانچ برس تک ایک ساتھ گورنمنٹ کالج مین تعلیم پائی ہے مین اتنا ضرور جانتا ہون کہ پرون لال کو دیانت حسین

بہت سچ تھا اور یہ بات تمام شہر مین ہر شخص جانتا ہے اسکا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ دیانت حسین نے کوئی رشوت کی کمیٹی قرار دی تھی اُسمین پیرون لال نے حاجت نہین لیا تھا اور اسیوجہ سے پیرون لال کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ کمیٹی خاص اُنکے ذلیل کرنے کو کی گئی تھی۔

سوال پیرون لال۔ آپ یہ بتلائیے کہ آپکے نزدیک میرا چال چلن کیسا ہے اور آپکی راے مین اس معاملے مین کون قصوروار ہے۔

کنجھاری لال۔ چونکہ مین اسوقت از رُوے گنگا اپنا بیان لکھلا رہا ہون لہذا مین بے کم و کاست اپنا بیان لکھاؤنگا مین خوب واقف ہون کہ پیرون لال نہایت بدچلن راشی اور ظالم آدمی ہے اُسنے میر خادم علی کو زہر دیکر مار ڈالا۔

صاحب۔ کیا کسکو زہر دیکر مار ڈالا؟

کنجھاری۔ حضور خادم علی محافظ دفتر کو جو حضور کے آنے کے پیشتر انتقال کر چکے تھے جنکی جگہ پیرون لال محافظ دفتر ہوا تھا اُنکو زہر دیا تھا۔

صاحب۔ تم اسکا ثبوت دیسکتے ہو

کنجھاری۔ بیشک حضور میری دوکان کا انگریزی جسٹر حضور منگوا کر دیکھین اُسمین ٹھیک اُسی دن پیرون لال کے نام زہر کی پڑیا لکھی ہو علاوہ اسکے حضور مولوی ایوب مدرس گورنمنٹ کالج کا اظہار لین اُن سے حال معلوم ہو جائیگا صاحب نے اُسی وقت سوار بھیجکر مولوی ایوب کو بلوا کر اظہار لیا اُنھون نے یہ لکھایا کہ آٹھ بجے شب کو ایک شیشی کسی دوا کی پیرون لال نے میر خادم علی کو دی تھی اور یہ کہا تھا کہ حکیم نتو کا دیا ہوا جلاب ہے چنانچہ میرے سامنے اُسی دوا کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ میر خادم علی مرحوم نے نوش کیا اور علی الصباح دوسرے دن اُنکے انتقال کی خبر معلوم ہوئی مجکو یہ نہین معلوم کہ وہ دوا کیا تھی"

اتفاقیہ حکیم نتو بھی باہر کھڑے مقدمہ کا تماشا دیکھ رہے تھے وہ بھی دھر لیے گئے اُنکا بھی اظہار تحریر کیا گیا اُنھون نے قطعی انکار کیا کہ مین نے کوئی انگریزی جلاب یا کسی قسم کی دوا آجتک پیرون لال کو کبھی نہین دی اور نہ مین نے کبھی پیرون لال کا علاج کیا اور نہ میر خادم علی نے کبھی میرا علاج کیا۔

ایک لطیفہ اس مقام پر بھی لکھنے کے قابل ہے کہ حکیم نتو صاحب کے والد نے کوئی جولاہن گھر مین ڈال لی تھی اُسی کے بطن سے یہ تھے اور جولاہا کہنے سے بہت چڑھتے تھے جب وہ اظہار دیکر نکلے تو بعض ناواقفون نے پھبتی بیمار دی یہ کہا کہ واللہ آپکی تو وہی مثل ہوئی۔ کر گھا چھوڑ تماشا جاے ناحق چوٹ جولاہا کھاے اسپر حکیم صاحب بہت ہی بگڑے اور یہ لطیفہ اتنا مشہور ہوا کہ حکیم کر گھا اُنکا نام پڑ گیا۔

بعد تحریر بیان حکیم نتو صاحب مسٹر ہیرین نے لالہ پیرون لال سے پھر استفسار کیا اور اُسنے ایک عجیب مایوسی کی حالت مین یہ سمجھکر کہ اب کوئی چھٹکارا نہین حسب ذیل جواب لکھایا۔

حضور عالی مین ہر طرح گنہگار ہون جو مجھسے ہوا شاید کسی نے نہ کیا ہوگا مین نے اپنی تھوڑی سی زندگی مین بہت سی بد افعالیان کین مین نے ضرور اپنے محسن خادم علی کو زہر دیا اور بیشک مولوی ایوب کے سامنے مین نے میر خادم علی کو دیا یہ اُسی کا نتیجہ تھا کہ مین آج غضب مین گرفتار ہون ڈپٹی شوکت حسین کے سکھلانے سے مین نے بیشک بچا سنگھ کو

میر دیانت حسین پر مقدمہ دائر کرنے کی ترغیب دی اور تحصیل کے عمال سے گواہی دلائی یہ بھی بہت بڑا قصور ہوا کہ مین نے اپنے مالک کے ساتھ نمک حرامی کی دیانت حسین اس شہر کے راجہ تھے اور مین بیشک انکا ادنی رعایا تھا دنیا اسوقت میری آنکھون مین تیرہ و تار ہے حضور کی آنکھ پھرتے ہی سارا زمانہ مجھسے پھر گیا وہ لوگ جو میرے یار غار تھے اب میرے تشنہ خون ہو رہے ہین غور کا مقام ہے کہ کنجبہاری لال ایسا دوست غمخوار خادم علی کے قتل کا راز افشا کر دے اب حضور مالک ہین جو چاہین حکم دین۔

اب کیا تھا پرون لال نے اقبال کر دیا اور ثبوت بھی پورا پورا دستیاب ہو گیا۔

مسٹر ہربین نے بہاسنگھ اور پرون لال کو حسب دفعہ ۱۱۳ و ۱۱۴ و اعانت دفعہ ۱۱۴ سپرد کیا ایک ایک سال قید کی سزا دی اور وہ حسب جرم ہیر خواہی خادم علی مرحوم پرون لال کو سپرد سشن کیا کاشی ناتھ نایب تحصیلدار و دیگر گواہان کو مسٹر ہربین نے ایک قلم ملازمت سرکار سے برخاست کر دیا۔

باب بست و دہم

پرون لال کی آخری قسمت

عدالت سشن مین پرون لال کا مقدمہ پیش ہوا چونکہ یہان پرون لال اقبال کر چکے تھے اسلیے آنکے باپ نے کوئی پیروی پرون لال کے لیے نہین کی اور اسیوجہ سے کوئی وکیل مختار بھی آنکی طرف سے نہ تھے پرون لال نے سشن مین بھی جرم سے اقبال کیا اور عدالت نے سزاے موت کا حکم دیا۔

حکم سناتے وقت جج صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔

پرون لال تم دنیا کے اُن چند مشہور آدمیون مین ہو جنھون نے اپنی شہرت خلق خدا کے ستانے سے اور خدا کے بندون کو نقصان پہونچانے سے پائی خادم علی تمھارا محسن تھا اُسنے مثل بیٹے کے تمھاری پرورش کی اور تمنے اُسکے ساتھ محض ایک دنیاوی عہدہ کی لالچ مین اتنی عظیم برائی کی اسلیے میری راے مین جسقدر جلد تم دنیا سے الگ ہو جاؤ اتنا ہی زیادہ مفید ہے اور اسلیے مین تمھارے لیے سزاے موت تجویز کرتا ہون - مجکو یقین ہے کہ تم خدا کی سرکار مین بھی اپنے افعال کے لیے روسیاہ اُٹھوگے پرون لال اسکو سن کر رونے لگا اور چپ چاپ جیل چلا گیا مسٹر ہربین اس فیصلہ کو سن کر بہت خوش ہوے اور حسب خواہش آنکے خاص فیروزنگر کچہری کلکٹری کے سامنے اُسکو پھانسی دیگئی اُسدن بھی صدہا آدمیون کا ہجوم تھا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس جوانمرگ کے بے وقت پھانسی پر کسی کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ بہا اور کسی کی زبان سے جھوٹ بھی اسکے پھانسی پانے پر افسوس نہ نکلا اُس مجمع مین اگر کوئی رونے کی آواز سنائی دیتی تھی تو بیشک اسکے بڈھے باپ کی تھی وہ بھلا کیونکر نہ روتا اُسکا اکلوتا بیٹا اُسکا سپوت بیٹا اُسکا با اقبال بیٹا اسطرح اُسکے سامنے پھانسی پائے اُسکے پھولے پھلے گھر کو اجاڑے اُسکو لاولد کا بدنصیب خطاب دے اور وہ نہ روئے؟ یہ کیونکر ممکن تھا - وہ برا تھا یا بھلا - ایماندار تھا یا بے ایمان جعلیا تھا یا فریبی اُسکا نور چشم تھا اسکا لخت جگر تھا اُسکے گھر کا چراغ تھا - اُسکی نوجوان بہو کا بیوہ ہونا اُسکی بڈھی جورو کا اپنے اکلوتے بیٹے کو ہمیشہ کے لیے رخصت کرنا یہی سب باتین تھین جو بدنصیب چھدمی لال کے زندہ درگور ہونے کے لیے کافی تھین۔

باب سی و یکم

سید دیانت حسین کا پھر عروج

ان تمام واقعات کے بعد مسٹر ہریسن پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سچائی کیا چیز ہے اور بناوٹ کیا شے ہے انکو یہ پورا تجربہ ہو گیا کہ ابھی تک پرانے فیشن کے ہندوستانیون مین ایسی تہذیب اور شایستگی بہت ہی کم لوگون مین آئی ہے کہ وہ ایک منٹ بھی خودغرضی اور جوڑ توڑ سے اپنے کو الگ رکھ سکین - غول کے غول مخبرون کا بیان انکو اب معلوم ہوا کہ -

بناوٹ کی تھی ساری جادوگری

یہ بھی مسٹر ہریسن پر ثابت ہو گیا کہ کیسا ہی لائق اور منصف مزاج آدمی کیون نہو جب ہمیشہ اُسکے کانون مین طرح طرح کی خبرین پڑا کرینگی تو وہ کسی طرح جھوٹ اور سچ مین تمیز نہین کر سکتا وہ اب بھی جان گئے کہ میر دیانت حسین کس لیاقت اور کس اعتبار کے قابل آدمی تھے جبکہ یہ کل حالات مسٹر ہریسن پر آئینہ ہوے انکو دیانت حسین سے بہت ہی انفعال تھا اور ہمیشہ وہ اس فکر مین رہتے تھے کہ کسی طرح اسکی تلافی کرنا چاہیے گو اسمین کچھ شک نہ تھا۔

گر صد ہزار لعل و گہر ہست ہیچ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

مگر بہرحال مسٹر ہریسن جو ایک بالطبع فیاض اور نیک نہاد افسر تھے جیسا کہ عموماً انگلشمین ہوا کرتے ہین انھون نے اس انقلاب کی ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ مین بھیجی اسمین فیروزنگر کے لوگون کی شرارت اور دیانت حسین کے حالات کو بالتصریح لکھکر گورنمنٹ سے یہ خواہش کی کہ سید دیانت حسین سٹیٹوٹری سول سروس مین سے لیے جائین خاندانی اعتبار سے وہ ہر طرح اسکے مستحق تھے کیونکہ ایک بڑے باپ کے بیٹے تھے لیاقت مین بھی وہ ایک عمدہ انگریزی دان تھے اور مشہور ذہین اور متدین افسر تھے عمر بھی انکی ابھی زیادہ نہ تھی - مسٹر ہریسن نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ راجہ کا خطاب جو انکے باپ راجہ سید لیاقت حسین خانصاحب بہادر کا تھا انکو بھی گورنمنٹ سے دیا جاے الحمدللہ کہ وہ رپورٹ منظور ہوئی اور دفعتاً سید دیانت حسین کے نام گورنمنٹ سے یہ تار آیا کہ تمکو راجگی کا خطاب بحین حیات عطا ہوا اور تم اسسٹنٹ کمشنر فیروزنگر مقرر کیے گئے - اس تقرر کو عام طور پر ہر گروہ نے پسند کیا اور ہر قوم کے لوگ مسٹر ہریسن کی منصف مزاجی کے از حد شکر گزار ہوے -

اے خدا جسطرح تونے سید دیانت حسین کی دیانت کو برقرار رکھا جسطرح تونے ایمانداری کے انعام مین انکی مدد کی انکو تمام مصیبتون سے بچایا اسی طرح تو تمام متدین ملازمان سرکار کے ساتھ ہو اور انکے ہمقوم بھائیون سے جو مثل برادران یوسف ہون انکو محفوظ رکھ - ع -

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

باب سی و دوم

مسٹر اسسٹنٹ کمشنر دیانت حسین

جیسے ہی سید دیانت حسین اسسٹنٹ کمشنر ہوے انھون نے فیروزنگر سے اپنے تبادلہ کی خواہش کی گو مسٹر ہریسن نے انھین بہت روکا لیکن گورنمنٹ نے مسٹر دیانت حسین کی درخواست پسند کی اور ضلع جہان آباد کو انھین تبدیل کیا جہان آباد ایک چھوٹا اسٹیشن تھا لیکن دلچسپ اور آب و ہوا کی خوبی مین از حد مشہور تھا مسٹر دیانت حسین کو

خوش نصیبی سے ایک لب دریا بنگلہ مل گیا اسمین قیام فرمایا۔
جب وہ جہان آباد آئے تو ضلع مین مسٹر جان بروان صاحب
ڈپٹی کمشنر تھے اور مولوی حکمت اللہ و رائے دیبی لال
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے منشی رحیم اللہ منصف تھے
مسٹر بروان ایک نئے فیشن کے ذی اخلاق آدمی تھے
مگر شکار کا ازحد شوق تھا اسوجہ سے کام مین بہت توجہ
نہ تھی کھیل تماشے مین زیادہ وقت بسر کرتے تھے سوا مولوی
حکمت اللہ صاحب جو اسی کے عہدہ سے ملازمت سرکار مین
داخل ہوئے۔ سر جان تمپل جب کمشنر ہوئے انھون نے
حمیعہ ادکر دیا رفتہ رفتہ سرشتہ دار تحصیلدار او اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
ہوئے عمر قریب پچھتر برس کے تھی لیکن سرکاری کاغذات مین
صرف سینتالیس ۴۷ برس درج تھی صاحب ڈپٹی کمشنر مولوی صاحب
کی بڑی خاطر کرتے تھے۔ مولوی صاحب کی رشوت ستانی
زبان زد خاص و عام تھی اور ایسا عام طور پر انکا دروازہ کھلا
تھا کہ جو جی چاہے دے آئے ایک روپیہ سے لیکر جو کچھ ملے
لینے مین انکار نہ تھا۔ سر اجلاس رشوت لیتے تھے لیکن منتظم
ایسے تھے کہ چہرہ پر شکن تک نہ آتی تھی۔

چپراسی اردلی۔ خدمتگار۔ باورچی سبھی محرم راز تھے
اور کچہری مین گھوما کرتے تھے جہان کوئی مقدمہ والا ملا
پھانس کر ڈپٹی صاحب کے سامنے لیجاتے تھے۔ اور ڈپٹی صاحب
اچھی طرح مونڈ لیتے تھے۔ ڈپٹی صاحب کے اختیارات ایسے وسیع تھے
کہ دفتر مین انکے تمام اعزہ و اقارب جمع تھے۔ محافظ دفتر
انکا حقیقی چھوٹا بھائی۔ ناظر کا کلرک بھی انکا سالہ تھا۔
دفتری ڈپٹی صاحب کا حقیقی داماد الغرض تمام کنبہ انکا جہان آباد
مین جمع تھا۔

رائے دیبی لال صاحب انگریزی دان ڈپٹی تھے اور
وہی انچارج خزانہ تھے۔ بارہ برس سے اس ضلع مین تھے اور
راستی یہ بھی اعلیٰ درجے کے تھے لیکن انکا طریقہ رشوت ستانی
جداگانہ تھا یہ مقدمات مین رشوت کم لیتے تھے جبتک ہزار
پانچسو نہ ملے ہاتھ نہ ڈالتے تھے لیکن رؤسا اور مہاجنون کا
ناک مین دم کیے رہتے۔ آج اس بابو کی ٹمٹم عاریت منگوالی
اور پھر لکھ بھیجا کہ بندہ زادہ کو آپکا ٹمٹم بہت پسند ہوا اور وہ
روتا ہے لہذا واپسی سے مجبوری ہے کل فلان راجہ سے
ایک ہزار روپیہ قرض منگوا بھیجا اور ڈکار تک نہ لی۔
پرسون آن نواب صاحب کے ہان سے خیمہ منگوایا اور واپس نہ کیا
رائے صاحب گو متدین نہ تھے لیکن اپنے کو ایماندار
جانتے تھے اور اسی گھمنڈ پر اکثر حکام سے لڑا کرتے تھے
اور یہی سبب تھا کہ مسٹر بروان انسے رضامند نہ تھے۔

لالہ چھنگو لال صدر تحصیل کے تحصیلدار تھے یہ ایک ہوشیار
اور تیز آدمی تھا مگر انتہا درجہ کو ظالم اور غیر خدا ترس غرض [illegible]
اور بددیانت۔ مسٹر بروان اسکو بہت ہی اچھا جانتے تھے
اور وہ ایک مرتبہ قائم مقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری بھی
کر چکا تھا اسکا حقیقی چھوٹا بھائی منگو لال صاحب اسسٹنٹ کمشنر
کے اجلاس کا سرشتہ دار تھا اور وہی مسٹر دیانت حسین کے
حصہ مین پڑا تھا۔

مسٹر دیانت حسین جہان آباد مین پہونچکر سب سے پہلے
مسٹر بروان سے ملنے گئے مسٹر بروان نے نہایت تپاک سے
انکو لیا اور بہت ہی محبت سے پیش آئے۔

بروان۔ فیروزنگر کے لوگ بڑے بے ایمان تھے
آپکو بڑی تکلیف پہونچائی۔

دیانت حسین۔ وہین پر کیا منحصر ابھی ہندوستان مین
عام طور پر یہی حال ہے۔

بروان۔ نہین دیانت حسین ہمارے ضلع مین اسکی
بہت پناہ ہے اور سوا ڈپٹی دیبی لال کے اور [illegible]

کوئی عملہ بھی راشی نہین ہے۔

دیانت حسین۔ مین نہایت ہی خوش ہوا خدا کرے آپکا اندازہ صحیح نکلے۔

ہیرو لال۔ آپ ضرور اسکی جانچ کیجیے اور آپ جو انتظام ضلع مین مناسب سمجھین کیجیے۔ مین پورا آپکو اختیار دیتا ہون۔ مین نے خاص جہان آباد کا آپکو مہتمم حصہ ضلع کیا ہے اور تمام دفتر آپکے تعلق کر دیے ہین اور نیز آبکاری و اشامپ۔ آپکا جی چاہے خزانہ بھی لے لیجیے۔

دیانت حسین۔ نہین اس سے معاف کیجیے میرا جی خزانے کے کام مین نہ لگیگا۔

دیانت حسین آٹھ بجے صبح سے گیارہ بجے تک مسٹر فلن صاحب کے پاس رہے اور آپسمین بڑی دوستی اور بے تکلفی ہو گئی۔

گیارہ بجے مسٹر بردن دیانت حسین کو اپنی گاڑی پر کچہری لائے اور دیانت حسین نے کام کرنا شروع کیا۔

تمام کچہری کے لوگ اپنے نئے اسسٹنٹ کمشنر کو دیکھنے دوڑے اور انکے اجلاس پر ایک ہجوم عمال کا ہو گیا۔

سب لوگ آکر انکو سلام کرتے تھے اور مسٹر دیانت حسین ہر شخص سے بکمال خندہ پیشانی نام اور عہدہ دریافت کرتے تھے

چار بجے صاحب ڈپٹی کمشنر کی گاڑی مین اپنے بنگلے چلے گئے

جہان آباد مین انکی آمد کی بڑی دھوم تھی اور طرح طرحکی رائین انکی نسبت قائم کیجاتی تھین۔

ڈپٹی حکمت اللہ۔ کہیے رائے صاحب آپنے مسٹر کو دیکھا۔

رائے دیبی لال۔ جی ہان وہ تو پورے صاحب لوگ ہین۔

ناظر۔ مگر حضور ہین بڑے ہنس مکھ۔

محافظ دفتر۔ اور جناب لائق بھی ہین دستخط بڑے بانکے ہوتے ہین۔

اردلی ڈپٹی حکمت علی سمجھے بڑے صاحب کا خانساماں کہتا تھا کہ کلکٹر صاحب کے بڑے دوست ہین۔ اور آج کھانا بھی ساتھ کھایا۔

ڈپٹی حکمت اللہ۔ این! انگریز کے ساتھ کھانا کھایا اجی آسی سید احمد کے پیرو ہونگے۔

دیبی لال۔ پھر کل ملنے چلیے گا۔؟

حکمت اللہ۔ ہان چلنا تو ضروری ہے کل آٹھ بجے آئیے گا ہم آپ ساتھ چلینگے۔

دوسرا دن

دوسرے روز سویرے مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر ملاقاتیون کا ہجوم ہوا۔

دیانت حسین۔ اردلی دیکھو گول کمرے کا دروازہ کھول دو جو لوگ ہمارے ملنے کو آئین انکو بٹھلاؤ اور ہمے خبر کرو۔

اردلی۔ بہت بہتر حضور۔

دیانت حسین۔ اور دیکھو اگر کسی شخص سے تم ایک پیسہ بھی انعام مانگوگے یا کسی کو پریشان کروگے تو مین فوراً تمکو برخاست کر دونگا۔

اردلی۔ نہین حضور جب سرکار کی مرضی نہوگی تو ہم کبھی ایسی گستاخی نہ کرینگے۔

دیانت حسین۔ دیکھو کون کون صاحب تشریف لائے ہین

اردلی۔ دونون ڈپٹی صاحب۔ راجہ ہربنس سائن رئیس کشن نگر بابو تمبر لال وکیل اور بابو مادھو داس بابو خزانہ اور تحصیلدار حاضر ہین۔

دیانت حسین۔ اچھا سب صاحبون کو بٹھلاؤ اور راجہ صاحب کو ہمارے پاس بھیجدو۔

راجہ ہربنس کی ملاقات

جیسے ہی راجہ صاحب آئے دیانت حسین نے دروازہ تک استقبال کیا بڑے تپاک سے ہاتھ ملا کر بٹھلایا۔

راجہ صاحب- آپکے پتا سے اور ہمسے بڑا ہیوپار تھا-

دیانت حسین- بیشک ہوگا آپ وردہ ہم عمر بھی معلوم ہوتے ہین-

راجہ صاحب- آپکی ادائی سے ہم بہت خوش ہوے اور آپکا جہ بات کی تکلیف ہوسے ہمسے بتاوب- آپکی طلب کا ہے-

دیانت حسین- آپ یہ کیون دریافت کرتے ہین مین تین سو ساٹھ روپیہ پاتا ہون-

راجہ صاحب- ماہواری-

دیانت حسین- (ہنسکر) جی نہین ششماہی-

راجہ صاحب- اور اوپر بھی آمد کا ہوت ہے-

دیانت حسین- معاذ اللہ کیا آپ مجکو ایسی جانتے ہین مین رشوت نہین لیتا اور نہ کوئی شریف جیال لیتا ہوگا یہ وہی کمینہ خصلت دشمن ملک لوگ ہین جو قوم کو ذلیل کرتے ہین-

راجہ صاحب- آپ کھلی بازی کرت ہین- کا کہر ہا اس ہئی بھی ہین جو گھوس نا ہین لیت-

دیانت حسین- کیا آپ نے اپنے ضلع مین ایسا کوئی آدمی نہین دیکھا جو رشوت نہ لیتا ہو-

راجہ صاحب- ہمار ضلع مین تو کوئی ایسا نا ہین آوا مولبی حکمت اللہ دھڑی تک نا ہین چھوڑت- کہت ہین کہ تری (کھانے کا تمباکو) کو کافی ہوئی- ڈپٹی دیبی لال مانگ کے چیر پھیرب جنتے نا ہین- چاہے اونکے عوض مقدمہ جتاسے لیو مدا چیز نہ پھیرب-

دیانت حسین- مجکو آپسے یہ سنکر نہایت رنج ہوا اور مین انشاء اللہ آپکے ضلع کو اس بلا سے بہت جلد نجات دلاؤنگا- اور مین بہت شکر گزار ہوا کہ آپ نے پہلے ہی روز مجکو آگاہ کر دیا-

(راجہ صاحب رخصت ہوے)

دیانت حسین- چپراسی دونون ڈپٹی صاحبون اور تحصیلدار صاحب سے میرا سلام کہو اور میری طرف سے معافی مانگو کہ مین انکے ملنے کے قابل نہین ہون لہذا مین انسے ملنا نہین چاہتا- وکیل صاحب اور خزانہ کے بابو کو بھیجدو-

وکیل صاحب اندر آگئے

دیانت حسین نے نہایت اخلاق سے دروازہ تک بڑھکر لیا اور دوستانہ باتین شروع ہوگئین-

وکیل- ہمارے ضلع مین یہ پہلا مرتبہ ہے کہ آپکے سا منصف مین اور لائق جنٹلمین آیا ہے ورنہ یہ ضلع ہمیشہ بیاسے مخبر کے عملون اور حاکمون کا تختہ مشق رہا-

دیانت حسین- مجکو امید ہے کہ آپ سب لوگ مجھسے راضی رہینگے-

وکیل- راضی کیون نہ رہینگے- جو لوٹ مار اس ضلع مین ہے کہین دنیا مین نہوگی- ہمارے اجلاس حاکم لوگ فریقین سے رشوت مانگتے ہین ایک روز عجب تماشا ہوا مولوی حکمت اللہ صاحب کے ہان ایک بقایا لگان کا مقدمہ پیش تھا مدعی سے دو روپیہ ٹھہرا ہوا تھا اتنے مین مدعا علیہ نے چار روپے دے- ڈپٹی صاحب نے فوراً دعوی خارج کر دیا-

مدعی- حضور ہماری بڑی حق تلفی ہوئی ہمنے دونون ثبوت داخل کیے اور پھر مقدمہ خارج ہو لیا-

ڈپٹی صاحب- ہان بھائی تیری شکایت سچ ہے مگر مدعا علیہ نے چارون تردید ہین پیش کر دین مین کیا کرتا- عجب حال ہے کوئی پوچھنے والا نہین جلد کو دیکھو کوئی پوچھتا ہی نہین-

دیانت حسین- اور بیشک جب حاکم خود رشوت

تو کوئی وکیل نہین کرتا۔ بہر حال مین یقین کرتا ہون کہ آپ مجھے مدد دینگے اور مین اسکے انسداد کی پوری فکر کرونگا

وکیل صاحب کے بعد بابو صاحب سے مختصر ملاقات ہوئی اور سب لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیگئے۔

باب سی و سوم

ہر دو ڈپٹی صاحبان

ناظرین غالباً یہ سمجھ گئے ہونگے کہ سید دیانت حسین نے ڈپٹی حکمت اللہ اور دیبی لال سے کیون ملاقات نہین کی اگر یاد نہ رہا ہو تو مین یاد دلاتا ہون کہ فیروزنگر مین کمیٹی تارک الرشوت کے یہ بانی تھے اور غیر متدین لوگون سے ملنے کی قسم کھا چکے تھے۔ ڈپٹی صاحبان کو سید دیانت حسین کی یہ کج خلقی سخت ناگوار ہوئی اور واقعی ڈپٹی صاحبان کی برہمی حق بجانب تھی۔ آنکی تمام عمر مین یہ پہلا دن تھا کہ ایک ہندوستانی ہمعصر نے آنکی ملاقات سے انکار کیا اور یہ انکار بظاہر کسی وجہ سے بھی نہین۔ دیانت حسین خدانخواستہ بیمار نہ تھے آزاری نہ تھے۔ سوتے نہ تھے پھر آخر نہ ملنے کی کیا وجہ اور غضب خدا کا ایک ادنی وکیل بلایا جاے ایک بیہودہ راجہ سے سرگوشی ہو اور ہم مرتبہ مجسٹریٹ واپس ہون۔ یہ سب خیالات تھے جو ڈپٹیون کے مزاج کو اور بھی برہم کر رہے تھے۔

تحصیلدار۔ آخر جناب اسکا سبب کیا وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی ہمتہاب پشیاب کرنے بھی نہ آوین۔

حکمت اللہ۔ کیا جناب یہ حرکت انکی یون ہی چھوڑ دیجائیگی اجی ابھی چلیے اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے آگے سر ہوے مارئیے۔

دیبی لال۔ جبتک میان کو نیچا نہ دکھایا جائیگا

تحصیلدار۔ اس غرور کو تو ملاحظہ کیجیے۔ کیا ہو گئے مزاج ہی نہین ملتے۔ اجی انسی سے تو بڑے بڑے عہدے نہین ملتے۔

حکمت اللہ۔ بھائی کی بات۔

دیبی لال۔ بڑے صاحب بھی اس حرکت سے نہایت ناراض ہونگے۔

الغرض ہر دو ڈپٹی صاحبان صاحب ڈپٹی کمشنر کے بنگلہ پر اسوقت آئے اور اطلاع کرائی صاحب نے فوراً بلایا۔

صاحب۔ ول ڈپٹی صاحب آپ لوگ نے چھوٹے صاحب کو دیکھا۔

حکمت اللہ۔ حضور دیکھا اور سمجھایا۔ انھین کی فریاد لیکر ہملوگ حاضر ہوے ہین۔

دیبی لال۔ حضور وہ بھی ہندوستانی ہم بھی ہندوستانی آنکو لازم تھا کہ پہلے ہملوگون سے ملنے آتے لیکن جب آنکو یہ توفیق نہوئی تو ہملوگ خود گئے۔ اطلاع ہوئی صاف جواب دیا کہ ہم ملنا نہین چاہتے۔

حکمت اللہ۔ حضور ایسی ذلت ہملوگون کو ہوئی ہے کہ جا کر پچھتاے اگر حضور اسکا انتظام نفرمائینگے تو ہماری بڑی آبروریزی ہوئی۔

صاحب۔ او مسٹر دیانت حسین بڑا اچھا آدمی ہے اسوقت کوئی کام ہین ہوگا ورنہ ضرور ملتا۔

ڈپٹی صاحبان۔ نہین حضور کوئی کام نہ تھا ہملوگون کے روبرو راجہ ہربنس نرائن اور تیمبر لال کو بلایا ملاقات کی ہنسی دل لگی رہی۔ ہمین لوگون نے خدا جانے کیا قصور کیا تھا کہ قابل ملاقات نہین قرار پاے۔

صاحب۔ اچھا ہم دیانت حسین سے اسکا مذکرہ کرے

آپسے بتلائینگے کہ صاحب کسواسطے آپسے نہین ملا- بیشک یہ
بڑے تعجب کی بات ہے دیانت حسین بڑا خلیق آدمی ہے
ہم سمجھتے ہین اسمین ضرور کوئی بات ہوگی- اچھا صاحب سلام

باب سی و چہارم

جہان آباد مین انسداد رشوت کی تدبیرین

مسٹر بروان نے ڈپٹی صاحبون کی خبر بہت ہی
تعجب سے سنی وہ بار بار سوچتے تھے کہ اسکا کیا سبب ہے
وہ ہر چند چاہتے تھے کہ اسکو بھلا دین لیکن انکے دل مین
ایک عجیب قسم کی گدگدی اس روایت نے پیدا کر دی تھی
جو بار بار اس بات پر مجبور کرتی تھی کہ یہ پہیلی جلد بوجھنا
چاہیے- انکو اتنا بھی صبر نہ آیا کہ ملاقات کے وقت تک
انتظار کرتے انھون نے فوراً گاڑی تیار کرائی اور
مسٹر دیانت حسین کے بنگلے پر پہونچے-

ڈپٹی کمشنر- کہو دیانت حسین کیا حال ہے تم کل لان ٹنس مین
نہین آئے ہم سب کو بڑا انتظار رہا-

دیانت حسین- کل مین ذرا کام مین پھنس گیا تھا
آج ضرور آؤنگا-

ڈپٹی کمشنر- کہو ہمارے ہندوستانی ڈپٹیون کو تمنے دیکھا-

دیانت حسین- خدا نہ مجھکو دکھلائے-

ڈپٹی کمشنر- ہان جی یہ تو بتلاؤ تمنے انسے ملاقات کیون
نہین کی وہ میرے پاس گئے تھے اور بہت رنجیدہ تھے-

دیانت حسین- مین بہت انسے ملنے کے قابل ہی نہین ہون
مین کمیٹی تارک الرشوت کا ممبر ہون اور مین از روے
حلف مذہبی اسکا پابند ہو چکا ہون کہ راشی اشخاص سے
قطعی علحدہ رہونگا اور یہی سبب تھا کہ مین آپکے ڈپٹی صاحبان سے
نہین ملا-

ڈپٹی کمشنر- این! کیا وہ راشی ہین-

دیانت حسین- مجھے افسوس ہے- ہان وہ راشی ہین-

ڈپٹی کمشنر- تمکو آتے ہی یہ کیونکر معلوم ہو گیا-

دیانت حسین- مجھسے دو معزز آدمیون نے بیان کیا
اور انکا طرز بیان ایسا نہ تھا کہ مین اسکو یقین نکرتا- رحم
ہرمنس نرائن مجھسے پوچھتا تھا کہ کہین ایسے بھی ہندوستانی
افسر ہین جو رشوت نہین لیتے- مجھکو اسکا یہ فقرہ سنکر
بڑی غیرت آئی-

ڈپٹی کمشنر- مین بڑے دھوکے مین تھا- مجھکو ہرگز
خبر نہ تھی- لیکن کوئی افسر کیا کر سکتا ہے رشوت کا انسداد
بہت دشوار ہے-

دیانت حسین- دشوار ہی نہین بلکہ قریب قریب
غیر ممکن ہے- لیکن اگر آپ لوگ اسکے انتظام پر آمادہ ہون
تو کچھ دشوار بھی نہین ہے- ابتک راشی اور متدین مین
ہرگز کوئی فرق نہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے متدین
بھی جو خدا کے ڈر سے متدین نہ تھے راشی ہو گئے-

ڈپٹی کمشنر- ہم لوگ کیا کر سکتے ہین-

دیانت حسین- بہت کچھ اگر ہندوستانیون کو یہ معلوم
ہو جائے کہ آپ لوگ فی الاصل راشی سے نفرت کرتے ہین
انکی ترقی نہین کرتے انسے ترک ملاقات کرتے ہین اور
برخلاف اسکے متدین لوگون سے ہمدردی کرتے ہین انکی
ترقی مین دیانت کا خیال کیا جاتا ہے تو آپ دیکھین کہ
کسقدر جلد ہندوستانی درست ہو جاتے ہین- ہندوستانی
جتنا انگریزون سے ڈرتے ہین خدا سے اتنا نہین ڈرتے-

ڈپٹی کمشنر- لیکن دیانت حسین ہندوستانی تو سب
ایک ہی طرح کے ہین انمین متدین ملنا بھی تو دشوار ہے-

دیانت حسین- نہین یہ بھی آپکی غلطی ہے- اگر آپ

اچھے خاندان کے معزز تعلیم یافتہ نوجوان معزز عہدون پر مقرر کرین اور وہ یہ سمجھین کہ دیانت بھی ایک ذریعہ عزت ہے تو ہرگز اُنسے بددیانتی نہوگی۔

دیکھیے آجکل کے نئے فیشن کے ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار ہرگز رشوت نہین لیتے

ڈپٹی کمشنر۔ مین بھی تمسے اقرار کرتا ہون کہ انسیون سے ہرگز نہ ملونگا جبتک وہ اپنی عادت ترک نکرین اور جو کچھ تمسے اسمین انتظام ہوسکے بے تکلف کرو مین تمھارا شریک ہون اور جب تمکو کسی کی رشوت ستانی معلوم ہو مجھسے ضرور اطلاع کرنا اُسکا پورا بندوبست کرونگا۔

دیانت حسین۔ مین نہایت شکر گذار ہون کہ آپنے ایسے اچھے کام مین میری مدد کا وعدہ فرمایا مسٹر ہیرسن اور ڈولن میرے بڑے ہمخیال ہین اور ہمیشہ وہ رشوت کے انسداد کی فکر مین رہتے ہین۔ لیکن مسٹر بردن اگر برا نمانو تو ایک بات مین اور کہون جسطرح والدین کے افعال کا اولاد پر اثر پڑتا ہے ویسا ہی افسرون کے افعال کا ماتحتون پر۔

ڈپٹی کمشنر۔ (گھبراکر) مین ہرگز رشوت نہین لیتا۔

دیانت حسین۔ یہ مین جانتا ہون کہ تم رشوت نہین لیتے لیکن ڈالیان لینا تحفہ تحائف قبول کرنا تمغی گھوڑا مانگ مانگ بھیجنا یہ سب رشوت ہے۔ بے غرض کوئی کسیکو نہین دیتا۔ دیکھو پڑوس مین مسٹر انڈرسن پنشن یافتہ سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتے ہین کوئی انکے ہان جاتا ہے۔ میری راے ہے کہ اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ڈپٹی کمشنر۔ مین تمسے وعدہ کرتا ہون کہ آج سے مین کسی کی ڈالی وغیرہ نہ لونگا۔ واقعی یہ نہایت ہی شرمناک عادت ہملوگون مین پڑگئی ہے۔

دیانت حسین۔ ایک بات اور بھی ضروری ہے اگر کہو تو بیان کرون۔

ڈپٹی کمشنر۔ شوق سے کہیے۔

دیانت حسین۔ مین نے سنا ہے کہ آپ کام مین اپنے عمال کا بہت اعتبار کرتے ہین اور عملون کی سفارشین بہت سنتے ہین۔ تھوڑی سی محنت آپ گوارا کیجیے تو عملون کا زور بالکل ٹوٹ جاے۔

ڈپٹی کمشنر۔ بہت کام اور کھیل کچھ نہین۔ آدمی کو سست کر دیتا ہے۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔

دیانت حسین۔ مین کھیل کو منع نہین کرتا۔ کام بھی کرو اور کھیل بھی۔

ڈپٹی کمشنر۔ اچھا مین اب سب کام اپنے ہاتھ سے کرونگا اور تم بہت جلد سنوگے کہ مین نے کیسا عمدہ انتظام کیا۔

دیانت حسین۔ بہت بہت شکریہ۔

مسٹر بردن رخصت ہوکر اپنے بنگلے گئے۔ اور جاتے ہی چپراسی کو پکارا۔

صاحب۔ چپراسی دیکھو جو کوئی ڈپٹی صاحب یا تحصیلدار خواہ کوئی عملہ ہماری ملاقات کو آوے اُس سے صاف کہدو کہ پہلے دیانت حسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر سے ملاقات کرآوے تب ہم ملیگا اگر چھوٹا صاحب نے نہین ملاقات کریگا تو ہم بھی نہین ملیگا۔

اُسی دن سے جہان آباد کی ہوا بدلی اور تمام ضلع مین اسکی طرح طرح شہرت ہوئی کوئی کہتا تھا کہ مسٹر دیانت حسین اس ضلع کے انتظام کو گورنمنٹ سے تعینات ہوے ہین کوئی کہتا تھا کہ بردن صاحب نے خود انکو انتظام رشوت کے لیے بلایا تھا۔ کسی کا قول تھا کہ بردن صاحب اور دیانت حسین فقیر کا بھیس بدلکر رات کو سب عملون مین گھومتے ہین

ناچ رنگ دعوت تو اضع سب یکقلم لوگون مین بند ہوگئی اور ہر شخص بجاے خود خائف تھا اگر کوئی بھی گروہ اس دیانت گردی مین خوش تھا تو وکلا اور زمیندار الی ورنہ تمام عمال ہیجان ہو رہے تھے۔

مسٹر دیانت حسین نے دو ہی چار دن کی کچہری مین یہ امر ثابت کر دیا کہ وہ اسطرح لائق اور اسطرح بے رورعایت انسر ہین تمام اہل مقدمہ کو انمین اعتبار ہو چلا اور اگر ذرا بھی کوئی اہلکار کچھ بدسلوکی کرتا فوراً آن تک اطلاع ہوتی تھی ادھر صاحب ڈپٹی کمشنر نے بھی خود کام کرنا شروع کیا اور وہ ادھا دھند موقوف ہوا۔ اگر کوئی جگہ خالی ہوتی اسکے انتظام کے واسطے نہ رشتہ دار ے صلاح کیجاتی تھی نہ ڈپٹی حکمت اللہ بلائے جاتے۔ دیانت حسین جسکو چاہتے مقرر کر دیتے۔ لیکن دیانت حسین کے آورد ے نہ انکے رشتہ دار ہوتے۔ نہ متوسل۔ یا کسی کالج کے تعلیم یافتہ گریجوٹ یا انڈر گریجوٹ ہوتے یا کسی معزز خاندان کے تعلیم یافتہ نوجوان۔ تمام عمال مین یہ مشورے ہوتے تھے کہ اسکول کے لونڈے کام کیسے کرینگے خواہ مخواہ نکالے جاینگے لیکن وہ اسکو بھی خوب جانتے تھے کہ یہ دیانت حسین کا راج ہے انکے آورد ے کو نکالنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ادھر صاحب ضلع نے تمام افسرون سے ملنا چھوڑ دیا تھا اسکا بھی از حد اثر پڑا۔ ڈپٹی دیبی لال نے فوراً اپنا تبادلہ کرا لیا اور انکے جگہ بابو آتما داس بی اے تشریف لائے اور یہ بھی مسٹر دیانت حسین کے گروہ مین داخل ہوے۔

باب سی وپنجم

راجہ جہان آباد کا مقدمہ

ادھر جہان آباد مین دیانت دیانت ہی تھی ادھر ایک نیا گل کھلا یعنی راجہ ہربنس نرائن نے ایک پٹواری کو مار ڈالا۔ کنجبہاری لال نامے ایک پٹواری راجہ صاحب کا قدیم دشمن تھا ہمیشہ انکے خلاف گواہیان دیا کرتا تھا اور راجہ صاحب اس سے سخت پریشان رہتے۔ ہربنس ایک شکار کو جاتے تھے۔ راستہ مین پٹواری ملا راجہ صاحب کی آتش غضب تیز ہوئی پٹواری نے خدا جانے کیا گستاخی کی کہ راجہ صاحب نے بندوق فیر کر دی اور کنجبہاری کا شکار کر ڈالا۔ راجہ صاحب کی طرف سے فوراً پورا انتظام کیا گیا پولیس و حاکم پرگنہ یعنی ڈپٹی حکمت اللہ موافق کر لیے گئے اور بہ اطمینان تمام پولیس نے کارروائی شروع کی۔ راجہ کے ایک ملازم نے اقبال کیا کہ اسکی بندوق اتفاقیہ سر ہوگئی اور کنجبہاری مر گیا۔ پولیس نے اسی ملازم کو چالان کیا اور ڈپٹی حکمت اللہ کے اجلاس مین یہ مقدمہ پیش ہوا۔ راجہ صاحب سے کسی نے پوچھا بھی نہین دو چار روز بعد مسٹر دیانت حسین کو کل حالات کی اطلاع ہوئی اور یہ بھی خبر پہونچی کہ دس ہزار روپیہ ڈپٹی صاحب کو اس مقدمہ مین ملنے والا ہے وہ فوراً صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس چلے گئے۔

دیانت حسین۔ برون آج ٹیراپھاری شکار لایا ہون
مسٹر برون۔ کیا دیانت حسین خیریت تو ہے۔
دیانت حسین۔ تمنے کنجبہاری پٹواری کے قتل کا حال سنا۔
مسٹر برون۔ ہان مین نے سنا ہے ہنس اے کے کسی سپاہی نے مار ڈالا اور شاید وہ اقبال بھی ہے
دیانت حسین۔ یہ محض غلط خبر ہے خود ہربنس نرائن کے ہاتھ سے وہ مارا گیا اور حکمت اللہ کو دس ہزار روپیہ اس مقدمہ مین دیا گیا ہے یا دیا جانیوالا ہے اور یہ اسکو پکڑتے بھی

بڑی بھاری رقم ماری – یہ مقدمہ میرے اجلاس مین فوراً منتقل کر دو مین اصل مجرم برامد کر لونگا –

مسٹر برون نے وہ مقدمہ اسیوقت مسٹر دیانت حسین کے اجلاس مین منتقل کر دیا اور دیانت حسین سرگرم تحقیقات ہوئے انھون نے خفیہ طور پر تحقیقات کی اور مقتول کی عورت کو طلب کرکے مفصل حال دریافت کیا – خوش نصیبی سے سید دیانت حسین کو دو گواہ چشم دید ملگئے ایک انگنو کہی جو موقع واردات کے قریب کھیت مین دھان کاٹ رہا تھا اور جب ہربنس نرائن نے بندوق چلائی اُسنے غل مچایا لیکن راجہ نے اُسکو روک دیا – دوسرا گواہ بینت چمار تھا یہ بھی وہین اپنے کھیت مین تھا اور اسنے بھی راجہ کو بندوق چلاتے دیکھا تھا – جس سپاہی نے قتل سے اقبال کیا تھا پیچھے کو ثابت ہوا کہ وہ اُس روز جہان آباد مین موجود بھی نتھا –

الغرض راجہ ہربنس نرائن ملزم قرار پائے اور سید دیانت حسین کے اجلاس مین مقدمہ کی پیشیان ہونے لگین بیرسٹر اور وکلا دور دور سے بلائے گئے اور منجانب سرکار بھی ایک بیرسٹر آیا تھا –

دوران مقدمہ مین دیانت حسین کے پاس اکثر گمنام خطوط آتے تھے کہ اگر تمنے راجہ کو بری نہ کر دیا تو تم اپنی جان سے صبر کرو – مسٹر دیانت حسین کو ان دھمکیون کی کوئی پروا نہ تھی اور وہ بڑی مضبوطی سے مقدمہ کی کارروائی مین مصروف تھے –

ہنوز مقدمہ ختم نہوا تھا کہ ایک روز آٹھ بجے شب کو دیانت حسین کے پاس انکا اردلی آیا –

اردلی – اگر جان بخشی ہو تو مین کچھ عرض کرون –

دیانت حسین – کہو کیا کہنا چاہتے ہو –

اردلی – حضور ناراض نہون تو مین کہون –

دیانت حسین – نہین ہم ہرگز ناراض نہونگے –

اردلی – راجہ ہربنس نرائن کے بیٹے مجکو ملے تھے اور وہ حضور سے ملنا چاہتے ہین –

دیانت حسین – کسواسطے –

اردلی – حضور حضور وہ –

دیانت حسین – بولو کیا کہنا چاہتے ہو ڈرو مت –

اردلی – اگر حضور ہربنس نرائن کو چھوڑ دین اور انکی آبرو بچا دین تو وہ ایک لاکھ روپیہ حضور کے نذر کرین اور ایسی رقمین تو صاحب لوگ بھی لے لیتے ہین –

دیانت حسین – ہمارے سامنے سے تم چلے جاؤ اور ایسی بات پھر مت کہنا اگر ایک لاکھ نہین وہ ایک کرور مجکو دین تو مین لات نہ مارون – مین ایمان فروشی کرنے نہین نکلا ہون –

دیانت حسین پر واقعی یہ وقت بہت ہی سخت تھا انکی حالت کے آدمی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کم نتھا اور اسکا واپس کرنا ایک مشکل کام تھا – لیکن الحمد للہ یہ ثابت قدم رہے دوسرے دن انھون نے ہربنس ا ے کو سشن سپرد کر دیا اور بالآخر عدالت سشن سے ہربنس لال کو سزاے موت دیگئی –

دیانت حسین کی اس لیاقت اور ایمانداری کی ازحد تعریف ہوئی اور تمام ضلع مین لوگ انکا لوہا مان گئے مسٹر برون نے بھی ازحد شکر گزاری کی –

مولوی حکمت اللہ وہان سے علحدہ کیے گئے اور انکے اعزہ کی بھی تبدیلیان ہوگئین –

اس مقدمہ کے بعد دیانت حسین کے دشمنون کی تعداد جہان آباد مین بہت بڑھگئی اور ہزارہا آدمی انکے تشنۂ خون تھے – کوئی دن ایسا نہوتا تھا کہ دو چار گمنام

خطوط انکے پاس نہ آتے ہون۔ ان مین ہزارہا گالیان لکھی ہوتی تھین اور یہ دھمکی ہوتی تھی کہ بہت جلد ہرشن نرائن کے پاس تم بھی بھیجے جاؤگے۔ دیانت حسین بالطبع ایک جوانمرد اور جری شخص تھے ایسی گیدڑ بھبکیون کو وہ خیال مین بھی نہ لاتے تھے مسٹر براون نے بھی انکو سمجھایا کہ اپنی حفاظت کا کچھ انتظام کرلو لیکن وہ ہمیشہ ہنسکر ٹال دیتے تھے۔

باب سی و ششم

مسٹر دیانت حسین کی شہرت

راجہ جہان آباد کے مقدمہ کی شہرت ایسی تھی جو مسٹر دیانت حسین کی لیاقت اور دیانت کو پوری۔ وثوق نہ دیتی۔ تمام انگریزی اور اردو اخبارات مین اسکا تذکرہ بہ کمال آب و تاب شائع ہوا۔ اور ملک کے ہر حصے سے دیانت حسین کی مدح و ثنا کی صدائین آتی تھین۔

مسٹر پٹرسن جو جوڈیشل سکرٹری گورنمنٹ اور دیانت حسین کے بڑے پرانے دوست اور انکے حالات سے پورے آگاہ تھے اس کامیابی کو سنکر نہایت خوش ہوئے اور انھون نے مسٹر دیانت حسین کو یہ چٹھی لکھی۔

میرے پیارے دیانت۔

مجکو امید ہے کہ تم جہان آباد کو بہت پسند کرتے ہوگے وہ بہت ہی اچھا چھوٹا اسٹیشن ہے اور تمکو کام بھی اس ضلع مین بڑا موقع ہے۔

مین نے دلی مسرت سے اخبارات مین جہان آباد کے مقدمے کے حالات دیکھے جس کامیابی سے آپنے ایسے متمول اور ذی اختیار ملزم کو سزا دلائی وہ بہت کچھ قابل تعریف ہے اور میری دلی مبارکباد قبول کیجیے۔ مین نے تمام مسل سر جان چارلس کو دکھلائی اور لفٹنٹ گورنر خواہش کرتے ہین کہ مین انکی بیحد شکرگزاری آپ تک پہونچاؤن۔ مجکو معلوم ہوا ہے کہ سر جان نے تمھاری دیانت اور لیاقت کی بابت ایک خاص رپورٹ گورنمنٹ ہند کو بھیجی ہے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ بہت زمانہ نہ گذریگا کہ مین تمکو اسٹار آف انڈیا لکھونگا۔

مین نے بہت افسوس کے ساتھ سنا کہ جہان آباد کے لوگ تم سے رنج رکھتے ہین اور تمکو طرح طرح کی دھمکیان دیتے ہین مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ یہ سب اشتعال چند روزہ ہے اور جون جون زمانہ ترقی کرتا جائیگا یہ سب لوگ تمھارے شکرگزار ہوتے جائینگے لیکن اگر تمکو وہان کی بود و باش سے خوف ہو تو مجکو فوراً اطلاع دو مین تمکو دوسرے ضلع مین تبدیل کرادونگا جو کچھ میرے امکان مین ہے مین ہمیشہ تمھارے لیے کرنے کو مستعد ہون۔

مین شروع موسم سرما مین وطن جانیوالا ہون مسز پٹرسن مجھسے کہتے ہین کہ کیا اچھا ہوتا اگر دیانت حسین بھی ہمارے ہمسفر اور وطن مین ہمارے مہمان ہوتے۔

تمھارا دلی دوست۔ پٹرسن

مسٹر دیانت حسین نے یہ خط پاکر بہت خدا کا شکر کیا کہ انکی محنت ٹھکانے لگی اور لفٹنٹ گورنر نے اظہار مسرت کیا۔ اسٹار آف انڈیا کے خطاب کی انکو کوئی مسرت نہ تھی کیونکہ وہ بمقابلہ ان خطابون اور دنیوی عارضی عزتون کے اس عزت کی جو انکے ملک والون کے طرف سے ہو بہت زیادہ [illegible] مسٹر پٹرسن کے اس جملہ کو جو انھون نے خط مین لکھا تھا ہمیشہ معروف رکھتے تھے وہ جملہ یہ تھا گو مین سرکار کا نوکر ہون لیکن ملک کی خدمت کرنے کو اگر ملک مجھسے راضی ہے تو گویا مین نے اپنی خدمات کا انعام پا لیا مسٹر دیانت حسین اس جملہ کو بڑی [illegible] سمجھتے تھے [illegible]

دھمکیون کے بارے میں مسٹر پٹرسن نے اپنی چٹھی میں لکھا تھا
وہ خود ایسے بہادر اور جوانمرد تھے کہ ان گیدڑ بھبکیون کی ذرا
پروا نکرتے تھے۔ جسطرح ہمیشہ اپنے کام کو کرتے تھے ویسی ہی
اب بھی کرتے تھے آنکے چہرے پر ذرا شکن نہ تھی۔ اصل یہ ہے
جہان آباد کی تبدیلی انکو کبھی گوارا نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے
وہ وہان سے جانا پسند نکرتے تھے۔ لیکن مسٹر پٹرسن کا پیام
البتہ ایسا تھا کہ وہ اسکو ٹال جاتے۔ انگلینڈ جانے کا
انکو لڑکپن سے شوق تھا اور مسٹر پٹرسن سے وہ کئی مرتبہ
اپنا ارادہ بھی ظاہر کر چکے تھے لیکن دو امر مانع تھے اول تو
انکے پاس اتنا روپیہ نہ تھا کہ سفر یورپ کو کافی ہوتا دوسرے
کوئی دوست ساتھی نہ تھا۔ مانع دوم تو جاتا رہا یعنی مسٹر
و مسز پٹرسن سے زیادہ اچھا ہمسفر کون مل سکتا تھا۔ مانع
اب صرف روپیہ کی ضرورت تھی اور یہی سب سے اول چیز تھی
بے روپیہ کوئی کام نہین ہو سکتا بقول شاعر ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

ہمارے دیانت حسین کے پاس اگر کمی تھی تو روپیہ کی بیچارے
تین سو ساٹھ تنخواہ پاتے تھے انگریزی طریقے سے رہتے تھے
بنگلہ کا کرایہ گھوڑا گاڑی انگریزی کپڑے نوکر چاکر سب اسی مین
خرچ ہو جاتا تھا۔ ساٹھ روپیہ اپنی مان کو بھیجتے تھے اور
تین سو روپیہ مین اپنے دن کاٹتے تھے۔ انکی مفلسی اور
تکلفات سے جو لوگ آگاہ تھے وہ انکی دیانت کی اور بھی
زیادہ قدر کرتے تھے۔ واقعی جو لوگ فارغ البال اور خوشحال
ہین اگر وہ رشوت نہ لین تو کوئی بڑا کام نہین لیکن وہ
غریب جو محتاجی مین زندگی بسر کرتے ہون تباہ و پریشان
رہتے ہون اور پھر اپنی نیت ڈانواڈول نکرین بڑے مرد ہین
مسٹر دیانت حسین نے چاندنگر لاٹری مین پانچ ٹکٹ
خرید کیے تھے وہ اسی امید مین تھے کہ اگر لاٹری کا پہلا انعام
پچاس ہزار روپیہ کا انکی خوش نصیبی سے ملجائے تو وہ فوراً
انگلینڈ چلے جائین چنانچہ انھون نے مسٹر پٹرسن کو بھی یہ
لکھا۔ گو یہ شیخ چلی کے سے منصوبے تھے لیکن ؎

اُسے مقبل کرتے نہین لگتی بار
نہو اس سے مایوس امیدوار

اس عرصہ مین مسٹر دیانت حسین نے اور بھی بہت
اچھے اچھے کام کیے اور اپنے ڈپٹی کمشنر کو نہایت راضی کیا
جہان آباد مین یا تو پہلے اس ضلع کے کائیتھون اور مسلمانون کا
مجمع تھا یا اب دیانت حسین کی بدولت گریجویٹ و انڈر گریجویٹ
کے سوا ضلع کے عملون مین دوسرا دکھائی نہ دیتا تھا۔ سو لوٹ مار
اور نوچ کھسوٹ کچہری مین مچی تھی وہ بالکل مٹ گئی اور تمام
اہل معاملہ زمیندار اور رعایا خوش خوش آتے ہنستے کھیلتے
واپس جاتے صحبت کا اثر واقعی بہت ہے چنانچہ جو پرانے
وقت کے دو چار عملے ضلع مین رہگئے تھے انھون نے بھی
رشوت ستانی ترک کر دی۔ جہان آباد کی جو آجکل حالت تھی
وہ ذیل کی مکالمت سے بخوبی ثابت ہو سکتی ہے۔

ایک روز محافظ دفتر کلکٹری جو پرانی قطع کے ایک
اہلکار تھے اپنے گھر مین بیٹھے تھے بیچارے یا تو ہمیشہ جب
کچہری سے لوٹتے دو چار روپیہ اپنی بی بی کے ہاتھ دھرتے تھے
اور اب زمانے کا رنگ دیکھکر انھون نے بھی رشوت لینا ترک
کر دیا تھا کچہری سے خالی ہاتھ آتے اور کھانا کھا کر سو رہتے تھے
انکی بی بی نے آنسے یون گفتگو کی۔

بی بی۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ آج دو تین روز سے تم کسکا منہ
سو کے اٹھکے دیکھتے ہو۔

میان۔ کیون یہ تمنے کس وجہ سے پوچھا

بی بی۔ آج چوتھا روز ہے کہ تم خالی ہاتھ کچہری سے آتے ہو

ایک پیسہ بھی نہیں ملتا لڑکے آسرا لگائے رہتے ہیں کہ ابا
کچہری سے لوٹ کر مٹھائی کھانے کو کچھ دینگے اور بیچارے
اپنا سا منھ لیکے رہجاتے ہیں۔

میان۔ منھ تو مین تمھارا ہی دیکھتا ہون۔

بی بی۔ نوج میرا منھ ایسا منحوس ہوتا یہ تم تہمت رکھتے ہو
میان۔ مین نے تمھارے منھ کو منحوس نہیں بتایا تم خفا
کیون ہوتی ہو۔

بی بی۔ پھر آخر کیا سبب ہے۔

میان۔ مین نے اب رشوت لینا ترک کر دی۔

بی بی۔ کوئی سبب تو بتاؤ۔

میان۔ ہمارے یہان مسلمان ڈپٹی جو چھوٹی صاحب
کہلاتے ہین وہ اس سے بہت چڑھتے ہین اور بڑے صاحب
بالکل انکے پنجے مین ہین تمام ضلع مین مدرسے بلوا کر
لونڈے بھرتی کر دیے ہین وہ لوگ کسی سے ایک چھدام
نہیں لیتے۔ مثل مشہور ہے جیسا دیس ویسا بھیس اسوجہ سے
ہم سب لوگون نے اپنے حق حقوق لینا بند کر دیا۔

بی بی۔ نگوڑمس کی چال چلنے کی کوئی ضرورت نہین ان
نگوڑون سے کوئی آگے پیچھے ہوگا تمھارا اللہ رکھے
دو بیٹیان بیاہنے کو بیٹھی ہین میان آزاد مرزا کا بیاہ دو برس سے
اور اٹھا رکھے تھی بیگم کی چھوکری کی شادی ٹھہری ہے۔ وہ میان آئی
اگر یہ بیاہ ہے تو کام کیسے چلیگا۔

میان۔ خدا آخر اللہ ہی بہت برکت دیگا۔

بی بی۔ دیکھا یہی حال رہا تو گھر کا کیا ہوگا جو بیٹوں کے بیاہ دینگے
بی بی کے تابوت روشنی بھی رہ گیا۔ تا بی بی کے سب
گھر کا دھندا نہیں ہونے کا تم جوا اور تمھارا اللہ
اب مولوی بنے بیٹھے ہو حرام سے توبہ کی مین کہدیتی ہون

میان۔ کیا رشوت کے حرام ہونے مین بھی کچھ شک ہے

بی بی۔ کیا نگوڑی رشوت ہی نے قصور کیا دنیا بھر کا جھوٹ
سچ ہر وقت زبان پر رہتا ہے وہ حرام نہین۔

میان۔ پھر کیا کیا جاے اب کوئی اپنی آبرو بٹا دے
تب آپ خوش ہون۔

بی بی۔ جی ہان ہم تو آپکے دشمن ہین ہم نے آپکی آبرو دینی چاہی
خوش ہونگے تو کیا دوسرا خوش ہونے آویگا۔

میان۔ تم تو بات بات مین نئی نکالتی ہو سمجھتی ہو نہین
زمانہ پر آشوب ہو رہا۔ اور اسی شکایت پر عملے برابر موقوف
ہوتے جاتے ہین اسوقت مین پھونک پھونک کر قدم رکھنا
چاہیے سے مین اب باہر جاتا ہون وہین سو رہونگا۔

باب سی و ہفتم

نجم الہند دیانت حسین

جیسے مسٹر پٹرسن نے سید دیانت حسین کے نجم الہند ہونے کی
پیشین گوئی کی ہر طرف سے افواہین مشہور ہونی شروع
ہوئین تمام یورپین حلقون مین اسکی شہرت تھی کہ عنقریب
مسٹر دیانت حسین کو اسٹار اف انڈیا کا خطاب ملنے والا ہے
بہت سے احباب نے آنکو پیشگی مبارکبادی کی چٹھیان لکھین انکے
ولایت اپنے دوستون اور اعزہ کے نام انکی سفارش مین
خطوط بھیجے۔ ایک روز صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہان کھانے
یون بات چیت ہوئی۔

ڈپٹی کمشنر۔ دیانت حسین ابھی تک کچھ حال معلوم ہوا
کہ تمکو خطاب کب ملیگا۔

ڈاکٹر۔ یہ تو تحقیق ہے کہ انکا نام جا چکا ہے تھوڑے آرزو
جو اس مرتبہ تقسیم ہونگے مجکو کامل یقین ہے کہ انمین
تمھارا نام ضرور ہوگا۔

دیانت حسین۔ لیکن مجکو اسکا بہت شوق نہین ہے

اور نہ مین نے کوئی کام ایسا کیا جسکا مجکو صلہ ملنے والا ہو۔
ڈپٹی کمشنر۔ دیکھو دیانت حسین یہ کوئی چھوٹا کام نہ تھا
کہ تمنے راجہ صاحب آباد سے رشوت نہین لی اتنی بڑی
رقم کا واپس کرنا بڑے جگر کا کام ہے۔
دیانت حسین۔ آپنے یہ قصہ کیونکر سنا۔
ڈپٹی کمشنر۔ بھلا ایسی بات چھپی رہتی ہے۔ مین نے
یہ حال لفٹنٹ گورنر سے بھی بیان کیا تھا۔
دیانت حسین۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جسکی شہرت
دیجاتی۔ یہ آپ خوب باور کیجئے کہ جو شخص دیانت کی قدر
جانتا ہے وہ کروڑ روپیہ پر بھی نگاہ نہ ڈالیگا۔
ڈپٹی کمشنر۔ نہین تعجب یہ ہے کہ تم ایسی تکلیف مین
زندگی بسر کرتے ہو اور باوجود اسکے اپنی ایمانداری مین
دھبہ نہین لگاتے۔
دیانت حسین۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ لوگ مجھسے
سب آگاہ ہین اسواسطے پردہ کی احتیاج نہین۔ واقعی
مین جس مصیبت مین رہتا ہون اسکا عالم وہ دانا خدائے
کریم ہے۔ چار چار وقت گذر جاتے ہین کہ مین صرف دال
اور چاول کھاکے رہجاتا ہون لیکن مین اسپر بھی خدا کا
شکر کرتا ہون کہ وہ مجھے کسی کا دست نگر تو نہین کیے ہے۔
ڈاکٹر۔ دیانت حسین تم اپنی شادی کیون نہین کرتے۔
دیانت حسین۔ عجب آدمی ہو۔ ارے میان جانتے ہو
کہ تنہا تو بسر ہی نہین ہوتی بیاہ کرکے کیا کرینگے۔
ڈپٹی کمشنر۔ نہین جی تم ابھی بیاہ نکرنا انگلینڈ ہو آؤ
تب بیاہ کرنا۔
ڈاکٹر۔ کبتک جاؤگے۔
دیانت حسین۔ صریح ہنستے جاتے ہو کہ کوڑی پاس نہین
ابھی مین کیسے بتاؤن کہ کب جاؤنگا۔ راجہ [illegible] علیخان کی

بیٹی سے میری شادی ٹھہرتی ہے لیکن مین ہرگز اسکو
پسند نہین کرتا کہ روپیہ کی لالچ مین ایک غیر تعلیم یافتہ
عورت سے زندگی بھر کا ساتھ اختیار کرون مین نے
چند رنگر لاٹری مین کچھ ٹکٹ خرید کیے ہین اگر مجھے کچھ روپیہ
مل گیا تو فوراً ولایت جاؤنگا مسٹر ہٹرسن سے مین نے
وعدہ کیا ہے کہ مین انھین کا ہمسفر ہونگا۔
ڈاکٹر۔ لیکن وہ تو جلد جانیوالے ہین۔
دیانت حسین۔ ہان مجھے معلوم ہے۔
اس ڈنر کے دوسرے دن صاحب ڈپٹی کمشنر نے
ہزانر ایبل لفٹنٹ گورنر کو یہ چٹھی لکھی۔
مائی ڈیر سرجان۔
دیانت حسین کے پورے حالات سے مین آپکو وقتاً فوقتاً
اطلاع دیچکا ہون لیکن وہ حالات صرف آنکی دیانت
اور لیاقت کے متعلق تھے۔ جن مصائب مین وہ اپنی
زندگی بسر کرتے ہین وہ آپکو اطلاع دینا مین ضروری
سمجھتا ہون۔ وہ غریب ابھی تک تین سو ساٹھ تنخواہ پاتا ہے
انگریزی سوسائٹی مین شریک ہے اور یورپین کی طرح
زندگی بسر کرتا ہے۔ اسکی میز اکثر بے آلو اور اسکا منہ اکثر
بغیر چرٹ کے رہتا ہے۔ اس غریب کی مصیبتین جیسے مجکو
معلوم ہوئی ہین مجکو نہایت رنج ہے۔ اور واقعی یہ امر
کہ تین سو ساٹھ آمدنی اسکے واسطے کیا کافی ہوسکتا ہے جو شخص اپنی
ترقی خود نہ کرلیتا ہو میری رائے مین گورنمنٹ کو اسکی ترقی
کرنی چاہیے۔ دیانت حسین نے ابھی اپنی حالت مجھسے چھپائی
لیکن اتفاق سے مجکو اسکے خانگی حالات معلوم ہوگئے
اور اسی وجہ سے مین آپکی مدد کی اس معاملہ مین خواہش
کرتا ہون۔
آپکا مخلص خاص

سرکاری رپوٹین خواہ کیسی ہی بے اثر ہون لیکن یہ ممکن نہین کہ ڈیمی افسل سفارش بیکار ہو مہرجان چارلس ایسفاینس کی بڑی قدر کی اور مسٹر دیانت حسین کو قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر فرمایا اور اپنے ہاتھ سے دیانت حسین کے نام یہ چٹھی بھیجی

مائی ڈیر راجہ

آپکو مین خوشی سے اطلاع دیتا ہون کہ مین نے آج آپ کو قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول مقرر کیا مجکو امید ہے کہ یہ تقرری آپکی موجودہ تکلیفات مین مدد دیگی-

آپکا وفادار- جان چارلس

گزٹ کی اشاعت سے پہلے انکو خود لفٹنٹ گورنر کی تحریر سے اپنی ترقی کا حال معلوم ہوا فوراً وہ چٹھی لیے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے پاس گئے اور انکا شکریہ ادا کیا اور لفٹنٹ گورنر کے نام شکریہ کی چٹھی روانہ کی- تمام اسٹیشن کے لوگ اس ترقی سے نہایت خوش ہوے-

اس اضافہ تنخواہ سے واقعی دیانت حسین کی حالت مین بڑا فرق آگیا انکا افلاس دور ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرنے لگے- گورنمنٹ کی اس برمحل پرورش نے تمام ملازمان سرکار پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا اور یہ بات سب کو پورے طور پر معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی شخص اپنی خدمات کو لیاقت اور دیانت سے انجام دے گورنمنٹ اسکی دستگیری کرنے کو تیار ہے-

ہمارے دوست مسٹر دیانت حسین کو جائنٹ مجسٹریٹ ہوے بہت زمانہ نہ گذرا تھا کہ پانیر نے دفعتاً انکے نجم الملک ہونے کی خوشخبری سنائی- آنریری گزٹ جو لندن مین شائع ہوا اسکی نقل بجنسہٖ معہ پانیر مین شائع ہوئی منجملہ اور لوگون کے راجہ دیانت حسین سی آئی ای کا بھی انمین نام تھا- اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی ضلع مین بڑی مسرت ہوئی بہت سے جلسون کی طرف سے گورنمنٹ مین شکریہ ادا کیے گئے اور خود دیانت حسین کو مبارکباد دیگئی- دو مہینہ بعد لفٹنٹ گورنر نے خاص دربار کیا اور تمغہ ستارہ ہند سید دیانت حسین کو عطا کرتے وقت جو الفاظ کہے وہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین-

"مجکو اپنی تمام افسل زندگی مین ایسی مسرت بہت شاذ ہوئی جیسی آج آپکو تمغہ اسٹار آف انڈیا دینے مین ہوئی- حضور قیصرہ ہند نے براہ مراحم خسروانہ آپکو یہ عزت عطا فرمائی جسکے آپ ہر طرح مستحق ہین- حضور ویسرا نہایت افسوس کرتے ہین کہ وہ اس موقع پر غیر حاضر ہین اور مین انکی قائم مقامی کر رہا ہون- مسٹر دیانت حسین جو شخص آپکے حالات سے آگاہ ہے واقعی وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ دنیا مین اپنی آپ مدد اسطرح ہوسکتی ہے جب آپکے والد نامدار نے انتقال کیا آپ بالکل بے سروسامان ہوگئے اور کوئی شخص یہ نہین سمجھ سکتا تھا کہ یہ قدیم خاندان پھر بھی کچھ نام پیدا کریگا- لیکن مسٹر مارپر نے ایسا اچھا بیج بویا تھا کہ وہ اب خدا کی مہربانی سے ایسا خوشنما درخت ہے- آپ نے اپنی لیاقت دیانت اور سچائی سے ہندوستان مین ایک عمدہ مثال پیدا کردی اور یہ ثابت کر دکھایا کہ اس ملک مین بھی ایسے بہادر لوگ موجود ہین جہان آباد کے مقدمہ مین آپنے جو سرگرمی اور مستعدی ظاہر کی وہ ایسی نہ تھی کہ حضور قیصرہ ہند کی اطلاع تک نہ پہونچائی جاتی آپ نے شروع عمر مین جو مصائب برداشت کیے اسکا مجکو نہایت افسوس ہے لیکن مین یقین دلاتا ہون کہ آپ سے آپکا وقار دوگونہ ہوگیا ہے

مین پھر اپنی دلی مسرت ظاہر کرکے آپکو مبارکباد دیتا ہون دعا کرتا ہون کہ مین اپنے نوجوان دوست کو باقبال اور مرفہ حال دیکھون-

مرحبا ہے۔ جن الفاظ مین مسٹر دیانت حسین کے
حالات بیان کیے وہ گو بہت مختصر تھے لیکن بہت ہی جامع تھے
اسمین کچھ شبہ نہین کہ سید دیانت حسین کی ابتدا اور انکی
انتہا مین خیال کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمت
اور استقلال عجب چیز ہے اور انسان اگر چاہے تو اپنی حالت
بہت کچھ سنبھال سکتا ہے۔

[illegible] ہونے کے بعد سید دیانت حسین کا عزم
سفر انگلینڈ اور بھی بالجزم ہو گیا اور بار بار وہ یہی تمنا کرتے تھے
کہ اے کاش جنٹلمن لاٹری مین پہلا انعام انھین ملجاتا
اور وہ فوراً رخصت لیکر ولایت جاتے۔

جس تاریخ لاٹری مقرر تھی وہ دن سید دیانت حسین کے
خیال سے بہار [illegible] اتفاق سے اس روز شام کو صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہان ایٹ ہوم تھا اور دیانت حسین
بھی وہان گئے ہوے تھے کھیل مین مصروف تھے اتنے مین
ٹیلیگراف آفس سے ایک چپراسی آیا اور سید دیانت حسین کو
ایک لفافہ دیا کھولتے ہی دیانت حسین فرط مسرت سے
[illegible] اور قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے
بار بار خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔

ڈپٹی کمشنر۔ دیانت حسین کیا ہے بہت خوش ہو رہے ہو
دیانت حسین۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے لاٹری مین
پہلا انعام مل گیا۔
سپرنٹنڈنٹ۔ ہان خدا کا شکر ہے۔
ڈاکٹر۔ دیانت حسین [illegible] اسی وقت تمھاری
مدد کی اور واقعی خدا نے ہی تمھاری دیانت کا انعام دیا
ڈپٹی کمشنر۔ اب [illegible] کیا ارادہ ہے
دیانت حسین۔ ارادہ کیا ہے ضرور نومبر مین مسٹر
پٹرسن کے ساتھ جاؤنگا۔

ڈپٹی کمشنر۔ مگر یار ہو بڑے خوش نصیب ہمنے تمام عمر مین
صدہا تمام لاٹریان خریدین مگر ایک پیسہ کبھی نہ پایا۔
ڈاکٹر۔ اجی مجھے تمام عمر اسکی ارمان ہی رہی کہ چٹھی مین
کچھ ملے لیکن ایک دمڑی کبھی نہ ملی۔ اسوقت ایسی خوشی
پھیل گئی کہ سب نے کھیل بند کر دیا اور اسی کی باتین ہونے لگین
سب ہندوستانی اور انگریز بار بار دیانت حسین کو مبارکباد دیتے تھے
مٹھائی کے عوض دعوت مانگتے تھے دیانت حسین بھی از حد
مسرور تھے اور بار بار خدا کا شکر کرتے تھے۔

باب سی و ہشتم

سفر [illegible] مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

ہم پہلے عرض کر چکے ہین کہ مسٹر دیانت حسین ولایت
جانے کو بالکل تیار تھے صرف روپیہ کی کسر تھی الحمدللہ وہ بھی
پورا ہو گیا اور انھون نے فوراً دو سال کی درخواست
رخصت کر دی اور مسٹر پٹرسن کو اطلاع دی کہ جس تاریخ کو وہ
روانہ ہونے والے ہون اسی تاریخ سے انکی بھی رخصت منظور کیجاے
ڈپٹی کمشنر جہان آباد کو انکی جدائی از حد شاق تھی لیکن
مجبوری تھی دیانت حسین اپنے ارادے مین ایسے پکے تھے
کہ وہ کسی طرح ٹال نہ سکتے تھے گورنمنٹ نے رخصت فوراً
منظور کی اور مسٹر دیانت حسین نے سفر کی تیاریان کرنی شروع
کین ۱۲۔ نومبر کو بمبئی سے روانگی قرار پائی اور پہلے ہوا کہ
بمبئی ہی مین مسٹر پٹرسن انکو ملین مسرز ہنری ایس کنگ
اینڈ کو کی معرفت اسٹیمر وغیرہ سب طے ہو گیا اور یکم نومبر تاریخ
روانگی جہان آباد سے مقرر ہوئی۔ تمام یورپین افسران نے
مسٹر دیانت حسین کا رخصتی ڈنر دیا اور باشندگان ضلع جہان آباد نے
۳۱ اکتوبر کو سید دیانت حسین کا جلسۂ الوداع اور ڈنر کیا
اس جلسہ مین تمام رؤسا و کلا عمال اور حکام شریک تھے

اور ایک طلائی کشتی مین ذیل کی عبارت کا اڈریس پیش کیا گیا

بحضور راجہ دیانت حسین سی ایس ائی جائنٹ مجسٹریٹ

ضلع جہان آباد-

ہملوگ یکمال رنج آپکو الوداع کہتے ہین اور آپکو رخصت کرنے جمع ہوے مین آپ ڈھائی برس تک ہمارے ضلع مین حکمران رہے اور جسوقت آپ تشریف لائے تھے اسمین کچھ شک نہین کہ ضلع ایک عجیب حالت مین تھا- رشوت کا بازار گرم تھا اور کوئی اہل معاملہ یا زمیندار ایسا نہ تھا جو کچہری آتے وقت مغموم اور پریشان نہوتا تھا-

آپنے اپنے اخلاق- انصاف اور بیدار مغزی سے وہ سب قباحتین دور کین اور ہملوگون مین اپنا ایسا اعتبار جمالیا کہ اب کسی کو ذرا بھی کچہری کے آنے مین پیش و پیش نہین تھا-

دفعہ ۲- آپکے انتظام نے صرف یہی نہین کیا کہ آپ کی خود کچہری مین سب کو آرام ملا بلکہ آپکی خوش انتظامی اور نگرانی سے تمام ضلع مین رشوت کا انسداد ہوگیا اور تمام عدالتون مین ہر شخص بہ اطمینان تمام آتا ہے اور خوش خوشی واپس جاتا ہے نہ مدعی کو یہ خوف ہے کہ مدعا علیہ متمول ہے اور نہ مدعا علیہ کو یہ خوشی ہے کہ مدعی غریب ہے- یہ سب انتظام آپکی لیاقت اور بیدار مغزی سے ہوا-

دفعہ ۳- اس تھوڑے زمانہ مین آپ نے جو ہملوگون کے ساتھ احسانات کیے وہ ایسے نہین ہین کہ ہملوگ تمام عمر فراموش کر سکین اور ہملوگون کو آپسے ایک دلی محبت ہوگئی ہے اور ہم التماس کرتے ہین کہ آپ ہملوگون کو ہمیشہ یاد رکھینگے-

ہملوگون کو امید ہے کہ آپ بعد سفر ولایت کسی اور معزز عہدہ پر پہونچینگے اور اسوقت ہماری تمنا ہے کہ آپ اس ضلع کو نہ بھولینگے-

اس اڈریس پر قریب قریب ہزار دو ہزار آدمیون کے دستخط تھے اور جس جوش کے ساتھ لوگ مسٹر دیانت حسین کو رخصت کرنے جمع ہوے تھے اسکی کبھی توقع نہ تھی- عام طور پر یہ معلوم تھا کہ خلقت دیانت حسین کے خلاف ہے لیکن اب ثابت ہوا کہ صرف وہی چند لوگ جنکو آپسے نقصان پہونچا تھا وہی آنکے دشمن تھے ورنہ عام رعایا آنکی قدر کرتی تھی اور دل سے خیر خواہ تھی-

مسٹر دیانت حسین نے اس اڈریس کا یہ جواب دیا-

وکلاے زمینداران و رؤساے ضلع جہان آباد-

میری تمام زندگی مین اس سے زیادہ قابل عزت کوئی دن نہین گذرا جیسا آج آپ لوگون کی وجہ سے مجکو فخر ہوا مین تہ دل سے آپکی محبت کا شکر گذار ہون کہ میرے رخصت کرنے کی تکلیف آپنے گوارا فرمائی-

آپنے مہربانی سے میری آن ناچیز خدمات کا تذکرہ کیا ہے جو مین نے جہان آباد مین انجام دین- جنٹلمین وہ خدمات ہرگز اس قابل نہ تھین کہ آنکا تذکرہ کیا جاتا مین نے جو کچھ کیا وہ اپنی قوم اور اپنے ملک کی فائدہ رسانی کی غرض سے کیا آپ لوگ ہمارے بھائی ہین اور ہندوستان ہمارا گھر ہے اسواسطے میرا دل کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ مین ایک بھائی کا گھر دوسرے جابر بھائی کے ہاتھون برباد ہونے دون- مجکو خوف تھا کہ راجہ جہان آباد کے مقدمہ نے آپ لوگون کو مجھسے برہم کر دیا ہوگا لیکن آج وہ شبہ میرا رفع ہوا اور مین خدا کا شکر گذار ہون کہ جسطرح گورنمنٹ نے میری خدمات پسند فرمائین اسطرح آپ لوگ بھی مجھسے راضی رہے-

آپ یقین رکھیے کہ اگر راجہ صاحب مجرم ہوتے تو مین اُنکی پیروی مدد کرنے کو تیار تھا لیکن انکی مجرمی نے مجکو

مجبور کیا اور اسی وجہ سے مین کوئی مدد آنکی نکر سکا ہماری
ہاول گورنمنٹ کا یہ اصول نہین ہے کہ امیر آدمی غریبون کو
شکار کیا کرین اس راج مین اور قانون کے سامنے امیر
اور غریب سب برابر ہین اور یہی سبب ہے کہ برٹش گورنمنٹ مین
اسقدر امن ہے جو آجتک ہندوستانیون کو کبھی نصیب نہوا تھا -
خیرلیکن مین ابھی نہین کہہ سکتا کہ ولایت سے واپسی کے
بعد مین کہان جاؤنگا اور کیا کرونگا - میرا ارادہ ہے کہ مین
انگلینڈ مین بیرسٹری کا امتحان دون - حضور قیصر ہند
اور سکرٹری آف اسٹیٹ سے ملون ہندوستان کے
اغراض جہانتک ممکن ہو ادب کے ساتھ آپکے مالک کے
[illegible] پیش کرون اور اس ذریعہ سے اپنے ملک کو فائدہ
پہونچاؤن بہرحال جو کچھ میرے ناچیز ہاتھون مین ہے
ہمیشہ آپ لوگون کے واسطے کرنے کو تیار ہون اور اب
مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور خدا حافظ کہتا ہون -

دو بجے شب تک یہ جلسہ تھا اور ہزارہا آدمیون کا مجمع تھا
روشنی و آرایشات کا بہت عمدہ انتظام ہوا تھا اور
انگریزی و ہندوستانی کھانا بہت نفیس پکوایا گیا تھا
بعد فراغت ڈنر سب لوگ رخصت ہوے جب راجہ صاحب
وہان سے رخصت ہوکر گاڑی پر سوار ہونے لگے بے اختیار
آنکی آنکھون سے آنسو گر پڑے - ؎

کی چھیڑ اسقدر غم فرقت کے خار نے
گھبرا کے رو دیا دل بے اختیار نے

دوسرے روز میل ٹرین مین راجہ دیانت حسین خان بہادر
جہان آباد سے روانہ ہوگئے - اور بمبئی مین [illegible] سے
ملے اور وہان سے روانہ انگلستان ہوے -
آنکے حالات سفر انگلستان انشاءاللہ تعالی ہم دوسری
جلد مین ہدیۂ ناظرین کرینگے -

